ریاض ضیا

۱۳۱۹ھ

یعنی

دیوان بلبل رنگین نوا جناب مرزا علی رضا متخلص ضیا مرحوم عظیم آبادی

حسب فرمایش

جناب مرزا وزیر جان صاحب برادر اعظم حضرت مصنف ادام الطافہ

باہتمام

جناب مولوی محمد عبد القادر صاحب مالک مطبع احسن المطابع ادام مجدہ

در مطبع احسن المطابع واقع پٹنہ مطبوع شد

ان من الشعر لحکمة وان من البیان لسحرا

الحمد للہ کہ این گلدستہ اشعار باآب و تاب چمنستان افکار رنگین ... موسوم بہ اسم تاریخی

ریاض ضیا

۱۳۱۹

معروف بہ

دیوان ضیا

طبع زاد بلبل رنگین نوا سخنور شیرین ... جناب میرزا علی ضیا صاحب متخلص بہ ضیا ... مد ظلہ العالی

در مطبع المطابع ... مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الالف

نظر آیا جو کثرت مین بھی جلوہ اُسکی وحدت کا
نہ دعوی زہد و تقوی کا نہ غرا مجکو طاعت کا
ہو کیا گل کھلاتا ہے شہیدان محبت کا
جوانی آپکی تو ایک عالم ہے قیامت کا
قیامت ہے نظر آنا کسیکی بھولی صورت کا
وہ بولے مجسے روز حشر سنکر حال فرقت کا
ٹہلنے کو وہ آئین تو کسی دن اپنے کوچہ مین
اگر ہوتے ہین ہم سوا ہم تمہاری کیا خطا اسمین
ابھی ہمسے ملوگے تم وہان یا ساری دنیا سے
نہین ہو تم اگر قاتل تو ہو ہی جاؤ گے اک دن
خدا کے سامنے بھی طنز سے یہ بول اُٹھے وہ

مری آنکھون مین نقشا پھر گیا [illegible] نیرنگ قدرت کا
بھروسا ہے شفیع روز محشر کی [illegible] شفاعت کا
زمین کوچہ قاتل ہے تختہ با[illegible] جنت کا
مگر جوبن کوئی دیکھے ہمارے [illegible] شام فرقت کا
غضب ہے اپنے قابو سے نکل جانا طبیعت کا
نکالا آپنے تو آج قصہ ایک مدت کا
پتا ہر نقش پا بتلائیگا عاشق [illegible] کی تربت کا
یہ سب ہین خوبیان اُسکی برا ہو اس طبیعت کا
پتا سب کو بتا دیتے ہو میدان قیامت کا
علاج آخر کروگے کیا مرے شوق شہادت کا
ملا ہے آج ہی تو آپ کو موقع شکایت کا

بہت تعریف کرتے ہیں قیس اور عذرا سے پوچھو تو
کبھی منہ خواب میں دیکھا بھی ہے حوران جنت کا

ہوئی ہے جس طرح تجھسے یہ ہمیں عمروں سے ہوجائے
تو کیا کہنا ہے پھر اے بیوفا اس تیری نفرت کا

جو پوچھیں بھی تو کیونکر دل کی ہیں کہوں جا
اگر پہلو نکل آیا کہیں ان کی شکایت کا

حسین ہیں اور بھی دنیا میں سچ ہے آپکا کہنا
مگر میں کیا کروں آفت ہے آجانا طبیعت کا

ادھر کہتا ہے اپنا دل کسی صورت نباہینگے
ادھر دیتے ہیں پیغام وہ ترک محبت کا

کبھی تو بھولے بھٹکے وہ چلے آئینگے مدفن پر
کبھی تو نام روشن ہوگا میری شمع تربت کا

مجھے تو چھوڑدو واللہ والے رام ہوجاتے
اگر کچھ ڈھنگ آجاتا بتوں میں آدمیت کا

صفائی آسمان کے دل میں آسکتی نہیں ہرگز
کوئی سمجھا ہے کیا اسکو یہ تو وہ ہے کدورت کا

کٹی جاتی ہے ساری عمر تو صحرا نوردی میں
الٰہی دن پھریگا کب ہماری شام غربت کا

اٹھادو غیر کو محفل سے کیوں آکر وہ بیٹھا ہے
اشارہ ہے یہ مجھپر اسکی چشم بے مروت کا

ذرا دامن تو اپنا رکھدو میری چشم گریاں پر
تماشا دیکھ لو اچھی طرح تم جوش رقت کا

کوئی اتنی تسلی دینے والا بھی نہیں ملتا
نہ گھبرا اے صبا کٹ جائیگا دن مصیبت کا

جو سہے رنج تیری فرقت کا
قدردان بس ہے وہ اذیت کا

شمع یا گل ہو یا حسین کوئی
شیفتہ ہیں یا اچھی رنگت کا

کہتی ہے تمسکو کیوں نہیں پوچھیں
منہ تو دیکھو مری اذیت کا

روز اک تازہ فکر دیتا ہے
شکر ہے چرخ کی عنایت کا

وہی نادان ہیں جو دیکھ لیا
نام سنتے ہیں ہم قیامت کا

وہی انسان اہل دل بھی ہے
جو بھرے دم تری محبت کا

سخت جانی سے اپنے ہم چھوٹیں
نام ہو آپ کی نزاکت کا

اپنا دکھلانا تھا انھیں منظور
آج پردہ کھلا قیامت کا

خواب میں بھی کبھی نہ آیا وہ
ایسا پابند ہو نزاکت کا

شعر گوئی کو اور کیا کہئے
چلبلاپن ہے یہ طبیعت کا

اے ضیا ذکر غیر کیسا چھیڑا
اُن کو موقع ملا شکایت کا

رخصت ہوئے وہ گھر مرا سنسان ہو گیا
آنکھوں میں خواب وصل کا سامان ہو گیا

بھولے تھے وہ جہاں ہم اپنے خیال میں
یہ خبر نہ ہوئی کہ ترا دھیان ہو گیا

یوں ناز اُٹھائے میں نے شب وصل یار کے
صدقے کبھی ہوا کبھی قربان ہو گیا

کہنے لگے وہ ہم کو لٹا کر ہزار میں
لو اب تمہارے چین کا سامان ہو گیا

نالاں ہے کوئی اور کوئی داد خواہ ہے
کوچہ کسی کا حشر کا میدان ہو گیا

اپنی ادائیں آئینہ میں آپ دیکھ کے
پھر پوچھتے ہو کیوں کوئی حیران ہو گیا

اُس بیوفا کی بزم میں پھر بیٹھنے لگے
پھر رنج و غم اُٹھانے کا ارمان ہو گیا

نازاں بتوں کے کرتے ہیں دل کا ہمارے خون
خنجر کوئی ہوا کوئی پیکان ہو گیا

سمجھانے آیا جو کوئی سودائی زلف میں
وہ دیکھتے ہی ہم کو پریشان ہو گیا

کچھ روز اور بھی جو رہا درد دل یونہیں
پھر جان لو کہ یہ بھی اک ارمان ہو گیا

[illegible] ۱۲

وہ دن خدا دکھائے کہ احباب یہ کہیں
طیار اب ضیا کا بھی دیوان ہو گیا

تیرے دیوانوں کا کچھ اور ہی ساماں ہو گا
دیکھ لینا کہ نہ دامن نہ گریباں ہو گا

وصل کو پوچھتا ہون تم سے کہ ایجان ہوگا
سوچنا اس مین ہے کیا کہدو کہین ہان ہوگا

آج سب کچھ ہے مگر کل نہ یہ سامان ہوگا
باغ ہستی جو ہے اک خانہ ویران ہوگا

حسرت دید ہوئی وصل کا ارمان ہوگا
تجھسے کیا کیا نہ ابھی او دل نادان ہوگا

دل کے چھدنے مین ہے شک دیکھ نہ لے او قاتل
آپ ہی خون مین ڈوبا ہوا پیکان ہوگا

بیکسی میری بتادے گی تمہین قبر مری
کبھی آنا جو سوئے گور غریبان ہوگا

کیا بگڑتا ہے جو کردیجیے اقرار وصال
ہاتھون بڑھ جائیگا دل آپکا احسان ہوگا

جلوۂ رخ کہین دکھلا بھی دو پردہ کیا ہے
بس یہی نا کہ طلبگار دل و جان ہوگا

کچھ کہا جاتا نہین حال پریشانی دل
کہئے بیٹھینگے تو دل اور پریشان ہوگا

اسلئے آئے تھے ہم شب کو ترے کوچہ مین
کہ جگا دینگے جو سویا ہوا دربان ہوگا

زخم دل دیکھتے ہی پھیر لیا منہ اپنا
مجھکو امید تھی قاتل نمک افشان ہوگا

کون قیمت کا طلبگار ہے کیون روٹھے ہین
مفت لے لیجئے دل آپکا احسان ہوگا

مین وہ وحشی ہون کہ مرے بعد مرا مشت غبار
دور تک پھیلکے کوسون کا بیابان ہوگا

وہ نہ آئینگے شب ہجر تو موت آئیگی
ہو نہو دو مین کسیکا غرض احسان ہوگا

نکتہ چینون کی خموشی یہی کہتی ہے ضیا
داد دے گا وہ تمہارے جو سخندان ہوگا

فرقت مین تڑپنا مرا کچھ کام نہ آیا
موت آئی مگر وصل کا پیغام نہ آیا

حالت مری کیا ہوئی بیتابی دل سے
جھوٹون بھی کبھی پوچھنے آرام نہ آیا

محروم رکھا حسرت دیدار نے مجھکو
آیا بھی تو وہ شوخ لب بام نہ آیا

احسان وہ کیا جو نہ کیا غیر پہ احسان
الزام وہ کیا مجھپہ جو الزام نہ آیا

تربت مین سلا کر ہمین کس طنز سے بولے
اب بھی یہی کہئے گا کہ آرام نہ آیا

کیا جانئے نالون کی مرے کیا ہوئی تاثیر
دل تھامے ہوئے وہ جو لب بام نہ آیا

تربت مین ہمین جانتے ہین ہم پہ جو گذری
کہنے کو تھے سب ساتھ کوئی کام نہ آیا

حالت شب غم ایک تھی میری مرے دل کی
چین اسکو نہ آیا نہ مجھے آرام نہ آیا

وہ ذکر محبت پہ بہت غیر سے بگڑے
اچھی ہوئی یہ بات مرا نام نہ آیا

غیرون کے پڑھاتے ہوئے فقرے بھی سنائے
مطلب پہ ہمارے بت خود کام نہ آیا

آہین تو ہین کیا چیز رہے ضبط سلامت
اف تک کا مرے لب پہ کبھی نام نہ آیا

قاصد کے گلے مل کے اب امید کو رو دون
جسکی مجھے حسرت تھی وہ پیغام نہ آیا

شکوہ ہو مقدر سے ضیا وقت پہ ہم کو
امید اسی سے تھی یہی کام نہ آیا

انھین ہر روز اک ستم ایجاد کرنا
ہمین ہر روز اک نئی فریاد کرنا

مری تربت ہو کوچہ مین تمہارے
مری مٹی نہ تم برباد کرنا

دہان زخم دل سے لاکھ چاہا
نہ آیا شکوۂ جلاد کرنا

نکلنا دم کا رک رک کر شب غم
مرا رہ رہ کے تم کو یاد کرنا

وفا میری جو یاد آئے پس مرگ
مجھے تم فاتحہ سے یاد کرنا

قیامت ہے کسی کا روٹھ جانا
مگر منہ سے نہ کچھ ارشاد کرنا

ستم مین لطف پیدا ہو چلا ہے
نہ غفلت اور ستم ایجاد کرنا

ترے اک درد نے کیا کیا سکھایا
تڑپنا لوٹنا فریاد کرنا

ضیا خاموش سنتے نہین ہین

عبث ہو شکوۂ بیداد کرنا

دل کا آنا اُس ہوش پہ داغ جگر میں پڑتا تھا
رفتہ رفتہ آتشِ اُلفت سینہ میں بھڑکی پھر کیا تھا

جب وہ پری تھا اُس سے مقابل سامنے میں بھی بیٹھا تھا
بگڑا بگڑا سا کچھ اُس دم آئینے کا نقشا تھا

درد کی شدت داغ جگر کا ہمنے کیا کیا باندھا تھا
کچھ بھی نہ سمجھا وہ بتِ نادان شعر کا پہلو اچھا تھا

یاد مژہ نے یہ خامی کی۔ دیکھا نہ بھالا دل میں آکر
چھیڑا ابھی تو اُس کو چھیڑا۔ زخم جگر جو کچا تھا

اپنی حالت کہنے کا موقع۔ ہاتھ نہ آیا کیا کہئے
سب تو باتیں کرتے تھے اُس سے۔ اور میں چپکا بیٹھا تھا

واقعی راتیں ہجر صنم کی طول قیامت ہوتی ہیں
آنکھوں سے بھی دیکھ لیا۔ وہ کانوں سے جو سنتا تھا

جاتا تھا وہ بانکا ترچھا اُف رے اسکی کجرفتاری
نکلے جو ہم اُس راہ سے بچکر۔ آج مقدر سیدھا تھا

خوب ہی نکلی صورتِ حسرت ایک خلش سی ہوتی تھی
روح بدن میں اپنے کیا تھی گویا کوئی کانٹا تھا

قدر نہ کی کچھ اُسکے دم تک۔ یاروں نے اُسکے شعروں کی
اب یہ ہر اک سے سنتے ہیں اکثر خوب ضیا بھی کہتا تھا

موسیٰ پہ وہ عالم جو ہوا بیخبری کا — تھا شعبدہ ادنیٰ سا تری جلوہ گری کا
بلبل کو گلون سے ہی گلہ بیخبری کا — ادنیٰ یہ شگوفہ ہی نسیم سحری کا
خواب آنکھون نے دیکھا ہی عجب بیخبری کا — شاید کہ یہ مژدہ ہو تری جلوہ گری کا
نالے بھی گئے ایسے کہ پھر کر نہین آئے — بس ہو گیا اب خاتمہ پیغامبری کا
آنکھون مین سمائی ہی ادا دختر رز کی — دیوانہ نہین دیکھون جو انداز پری کا
کچھ نالہ بلبل سے بھی ہی درد ٹپکتا — کچھ رنگ اوڑایا ہی مری نوحہ گری کا
مانینگے نہ ہم یہ کہ وہ گل رات کو آیا — چلتا ہوا فقرہ ہی نسیم سحری کا
اللہ کی قدرت نہ کہین کیا کہین تم کو — حورون کی سج دھج ہی تو مکھڑا ہی پری کا
تم یہ نہ سمجھنا کہ ہین سب طالب دیدار — محشر مین تماشا ہی مری بیخبری کا
کہتے ہو شب غم کوئی مر جائیگا کیونکر — بجھنا نہین دیکھا ہی چراغ سحری کا
بس اتنا کہ اُس کوچہ سے ہوتی ہوئی آتی — تھک جاتا نہ کچھ پاؤن نسیم سحری کا
تکلیف بھی دی اسنے تو سو طرح کی تکلیف — تھوڑا نہین احسان ہی درد جگری کا
دکھ درد تو کہنے کا بہانہ تھا سر بزم — دیکھا کئے انداز تری بیخبری کا
کہتے ہو کس انداز سے دل تیر لیا ہی — احسان نہ مانوگے مری بیخبری کا
آہین نہین اچھی مرے نالے نہین اچھے — دونون کو برا ہی مرض بیخبری کا
ہم طالب دیدار ہین پھر ہوش مین آکر — عالم وہی اچھا تھا جو تھا بیخبری کا
احباب کو کیونکر مرے مرنے کی خبر ہو — ای یار مین کشتہ ہون تری بیخبری کا
اتنا بھی نہ پوچھا کبھی دیوانہ بنا کر — دیوانہ بنا پھرتا ہی کس رشک پری کا
کچھ حال کہو اپنا یہ کیون کہتے ہو صبا — کمبخت برا ہو تری آہ سحری کا

ساقی نے جو شب کھینچ لیا ہاتھ سبو سے
عالم تھا یہاں شیشے کے اڑنے میں پری کا

تجھ پر کوئی مرتا ہو تجھی کو نہ خبر ہو
کچھ بھی ہے کھٹکا ترے اس بےخبری کا

تم آہ جسے سمجھے وہ پردرد صدا تھی
ٹانکا کوئی ٹوٹا مرے زخم جگری کا

سو طرح کی جنبشوں میں پتلیاں ہیں ڈلکی
کیا کیا ہے اثر اک تری جادو نظری کا

یہ حکم ہے اُن کا کہ مرے سامنے کوئی
حوروں کا کرے ذکر نہ لے نام پری کا

سونا وہ شب وصل کا یاد ہے مجھکو
عالم وہ قیامت تھا تری بےخبری کا

محشر ہی پہ موقوف ہے کیا وعدے کا ایفا
کیا ایک ہی دن ہے تری جلوہ گری کا

کچھ کہتے نہیں منہ سے کھلے پڑتے ہیں غنچے
اچھا یہ شگوفہ ہے نسیم سحری کا

قسمت سے ضیا کام کوئی بن نہیں آتا
ہاتھوں کو ہمارے ہے گلہ بےہنری کا

تصویر ہوں میں غم کی کچھ سننا نہ کچھ کہنا
ٹھانے ہوئے اک چپ اور خاموش پڑے رہنا

اس رسم محبت میں کیا پڑتی ہے مجبوری
ان کو بھی ستم کرنا مجھکو بھی ستم سہنا

کب کہتے دلی حالت جب کہتے تو کہتے ہیں
اس وقت نہیں سنتے کہتا ہو تو پھر کہنا

آنکھوں سے جو سرخ آنسو جاری ہیں تعجب کیا
کچھ بات نئی دیکھی زخموں سے لہو بہنا

سمجھائے کوئی مجھکو سمجھوں میں تو کیا سمجھوں
سو باتوں کا پہلو ہے اک سب کے چپ رہنا

نفرت ہی کبھی اُن سے تم یہ نہ سمجھتے ہم
ہوتا ہی ہے الفت میں جا اچھی بری سہنا

قصہ تھا عجب اپنا وہ سنتے تو سن لیتے
افسوس ہے ہمکو یہ آیا نہ ہمیں کہنا

[illegible] کوئی ٹھہرتا نہ
[illegible] کو بھی وہ جا گھر ہی رہنا

تم یوں بھی اگر کہتے [illegible]
ان [illegible] کہتے ہیں سچ کہنا

کچھ کھا کے میں سو رہتا سنتا جو نہ یہ اُن سے
آسان ہے مر جانا مشکل ہے کڑی سہنا

کہتے ہو کہ پہلے ہی سمجھایا نہیں دل کو
کمبخت سے پوچھو تو مانا بھی مرا کہنا

معشوق کا عاشق پر جو کچھ ہے ستم یہ ہے
دل میں تو جگہ کرنا پہلو سے جدا رہنا

جی بھی نہیں گھبراتا او یار وفا دشمن
باز آ بھی کہیں۔ کب تک مشغولِ ستم رہنا

حوریں بھی بہت اچھی پریاں بھی بہت اچھی
انصاف یہ کہتا ہے اُس شوخ کا کیا کہنا

جس وقت یہ ہو روشن جاتے ہو کہیں شب کو
اندھیر نہ کر دوں تو مجھکو نہ ضیا کہنا

کبھی جو چاہنے والا مری خوشی کا تھا
وہ دل تھا اور کسی کا کہ آپ ہی کا تھا

شبِ فراق تو تھی پھر میں یہ کہوں کیونکر
کوئی شریک نہیں میری بیکسی کا تھا

سناتا شعر مرے حسبِ حال کہکے انہیں
یہ کام غیر جو کرتا تو میرے جی کا تھا

ہنسی نہ آئی کبھی تیرے غم نصیبوں کو
جو لب پر آ بھی گیا نام وہ ہنسی کا تھا

مرا تمہارا نہیں ذکر آج کی نہیں بات
کسی زمانہ میں عاشق کوئی کسی کا تھا

برا نہیں تھا کچھ ایسا مرا عدو تجھسے
جو حوصلہ تمہیں دو دن کی دوستی کا تھا

ضیا سے چاہنے والے ہزار ہوں لیکن
تمہارے ناز اٹھانا یہ کام اُسی کا تھا

مرے ضبط نے تو چاہا کہ نہ ڈوبے نام میرا
مگر آنکھوں سے یہ ٹپکا کہ ہے گریہ کام میرا

کہاں نامہ بر کو بھیجوں کوئی نالہ دل سے بھیجوں
ترے کانوں تک جو پہونچے ہو وہی پیام میرا

تجھے اپنا وعدہ ظالم کہیں یاد آ بھی جا ہے
ارے ہو چلا ہے آخر کوئی دم میں کام میرا

یہ نصیب کی ہیں باتیں ہوں جس کی بندگی میں
نہ وہ سر اٹھا کے دیکھے نہ وہ لے سلام میرا

کوئی ہو جو کہنے والا تو کہے ہزار ڈھب سے ۔ نہ کبھی سنا ہو وہ ظالم تو سنے پیام میرا
بہت انقلاب دیکھے تری چشم فتنہ زا کے ۔ مگر آجتک بن آیا نہ بگڑ کے کام میرا

کبھی کو سنا نہ سنتا کبھی گالیاں نہ کھاتا
یہ اُسے بتا دیا کیوں کہ ضیا ہے نام میرا

دربان کی طرف ہے کیا اشارا ۔ جائے گا کہاں یہ غم کا مارا
ہر بات پر اُسکی کہہ چکا ہوں ۔ یہ بھی ہے ترے لئے گوارا
دکھ درد کا ہو برا الٰہی ۔ قصہ نہ سنا گیا ہمارا
مرنے ہی دو زہر کھا کے مجھکو ۔ ہو کاش تمہیں یہی گوارا
اے ہجر کی شب خدا جو چاہے ۔ گنتی میں نہ چھوٹے ایک تارا
کچھ بڑھ گئی حد سے جب خموشی ۔ گھبرا کے اجل کو میں پکارا
رونا ہے مرا کہ دل لگی ہے ۔ پتھر ہے کوئی کہ دل تمہارا
ڈھونڈھے نہ ملے گا مجھسا خادم ۔ کچھ سوچ کے کیجئے کنارا
رہ رہ کے شب فراق اکثر ۔ اپنے کو میں آپ ہی پکارا
قاصد کا نہ آنا یوں سمجھئے ۔ وہ بھی نہ رہا جو تھا سہارا

در سے نہ اٹھاؤ تم ضیا کو
کمبخت پھرے گا مارا مارا

بہت پاک رہتا تھا دامن کسی کا ۔ چلو مٹ گیا آج مدفن کسی کا
تمہیں پچھلی راتوں کی بھی کچھ خبر ہے ۔ سنو ہائے اُس وقت شیون کسی کا
ہم ایسوں کی یوں بھی تسلی ہے ممکن ۔ کوئی تم سا ہو جائے دشمن کسی کا

کیا فیصلہ خوب قسمت نے میری
نہ وہ دوست میرا نہ دشمن کسی کا

برا ہو اثر کا کہ سنکر وہ بولے
خدا اب نہ سنوائے شیون کسی کا

نہین ہوتی تاثیر دل پر کسی کے
اسی سے تو اچھا ہے شیون کسی کا

کسی کے تصور مین آنسو روان ہین
کہ آنکھون مین رہتا ہے دامن کسی کا

ہوئی خاک سیراب ضیا لکھنؤ کی
لٹا دیکھا سرسبز گلشن کسی کا

درد دل سے لاکھ مین تڑپا کیا
وہ بت ظالم مگر دیکھا کیا

مین جو بت بنکر انھین دیکھا کیا
اس خموشی نے بھی راز افشا کیا

شمع سان مجھکو رلا کر بزم مین
آپ نے غیرون کا دل ٹھنڈا کیا

واے قسمت کل تو ٹالا آج پر
آج اُس نے وعدۂ فردا کیا

آگیا جب قصۂ حسن و جمال
مین تری تصویر کو دیکھا کیا

آپ سمجھینگے شکایت کیا کہون
درد دل سے رات بھر تڑپا کیا

پاس بیٹھے وہ مگر منہ پھیر کر
سامنے آئے مگر پردا کیا

اک تو دل دیکر اٹھائین ذلتین
اُس پہ یہ الزام کیون ایسا کیا

صدقہ مین اس سادہ لوحی پر تری
میرے ہی منہ پر مرا شکوا کیا

رکھکے قاتل تیغ گردن پر مری
پھر وہ اپنے دل مین کچھ سوچا کیا

پاس انکا تھا جب انکے پاس تھے
دور جب انسے ہوئے نالا کیا

تم نہ آئے تو نہ آیا دل کو چین
رات بھر مین کروٹین بدلا کیا

دیکھنے والون نے آنکھین پھیر لین
تیغ قاتل کو مین یون دیکھا کیا

وہ مرا نالہ وہ میری آہ ہے
جس نے اُن کے دل میں گھر اپنا کیا

اُس نے کی غفلت شعاری جسقدر
اور بھی میں خط پہ خط بھیجا کیا

وہ تو وہ اغیار بھی واقف ہوئے
کیسا نالوں نے مجھے رسوا کیا

ڈھونڈھکر محشر میں خود مجھسے ملے
اپنا وعدہ آپ نے ایفا کیا

وصل جاناں ہو کسی صورت نصیب
اس تمنا نے مجھے رسوا کیا

زہر کھا کر خود ضیا نے جان دی
سچ وہ کہتے ہیں کسی نے کیا کیا

ہاتھوں سے وہ تھامے ہیں دل اپنا جگر اپنا
کس جا نہیں نالوں نے دکھایا اثر اپنا

سب کر کے تھکے ہم نہ ہوا وہ مگر اپنا
نیچا ہی رہا سامنے غیروں کے سر اپنا

یہ وقت غنیمت ہے کہ وہ پاس نہیں ہیں
کر لے دل نالاں کو بھی درد جگر اپنا

پہنچی بھی نہ تھی چوٹ کسی بت کے جگر پر
کیوں مفت مری آہ نے کھویا اثر اپنا

باور جو نہیں ہے تو رکھو سینہ پہ تم ہاتھ
کس طرح دکھائیں اجی درد جگر اپنا

واں اُن سے ہے ہم چھیڑتے تھے آئی نہ اُن کو
کیا کیا نہ ہوا حال اُدھر اُنکا اِدھر اپنا

پر یہ نہ ہو جانے کہیں دل مرا اے جان
کیوں غیر پہ چھوڑے ہوئے بیٹھے ہو گھر اپنا

کس کام کی انسان کو آنکھیں ہیں الٰہی
جب کچھ بھی نہیں سوجھتا عیب و ہنر اپنا

دیکھا ترے تیر نگہ ناز میں قاتل
دل کو نہ دل اپنا نہ جگر کو جگر اپنا

ہر شخص اک امید پہ آیا ہے ترے پاس
ظاہر نہیں کرتا کوئی مطلب مگر اپنا

اتنا مری جانب سے تو پوچھے کوئی اس سے
کچھ وعدہ تجھے یاد ہے او بے خبر اپنا

ہم دیکھتے ہیں دام بلا ہیں ترے گیسو
اے بت کہیں پھنس جائے نہ مرغ نظر اپنا

سنتے تو ہین کوچہ ترا جنت سے نہین کم — جب جانے کہ ہو جاے وہان تک گذر اپنا

دل میرا کہان اور کہان تو بت ظالم — کعبہ ہے خدا کا جسے سمجھا ہے گھر اپنا

ہم مر نہ گئے ہجر کی شب تو نہوا کچھ — سچ پوچھیے تو حال یہ ہے مختصر اپنا

معلوم ہوا کوچہ مین اُس گل کے گئی تھی — انداز یہ رہنے دے نسیم سحر اپنا

کعبہ اُدھر آباد اِدھر دیر ہے آباد — سنسان بھی رکھتا ہے وہ بت کوئی گھر اپنا

اک بال مگر شیشۂ دل مین جو پڑا ہے — وہ دیکھین تو سمجھین اُسے تار نظر اپنا

حسرت ہو ضیا کس لیے کچھ داد سخن کی
کچھ کم نہین یہ نام ہوا جس قدر اپنا

کبھی نہین کوئی پرسان حال زار آیا — بہت جو یاد کیا تو خیال یار آیا

جو راہ پر بھی کبھی وہ ستم شعار آیا — تو کس کو وعدۂ فردا کا اعتبار آیا

پیام وصل سے کیا واسطا بھلا مجھے — عتاب نامہ مگر اُن کا لاکھ بار آیا

چراغ داغ جگر اور بھی بھڑک اُٹھے — جو کوئی شمع جلانے سر مزار آیا

ہنوز ہے دل بیتاب کی وہی حالت — جو آپ آئے ہین پہلو مین کچھ قرار آیا

ہماری آنکھون مین کانٹے کھٹکتے ہین گلچین — یہ کون لایا ہے کہیے کہان سے ہار آیا

ہم اور شکوۂ جور و جفا خدا کی شان — تمھین بھی غیر کی باتون پر اعتبار آیا

خدا نے حسن کو بھی کیسی بخشی ہے تاثیر — کہ ایک مٹی کی مورت پہ ہم کو پیار آیا

ہم اُن کے واسطے وہ غیر کے لیے بیچین — کسی کو بھی شب فرقت نہین قرار آیا

گیا تھا حسن کے بازار مین تماشے کو — مین اپنے ہاتھون سے دل اپنا آج ہار آیا

شراب پینا جسے ہو چلے ضیا کے ساتھ — ہرا بھرا ہے چمن موسم بہار آیا

تم یہ کیون کہتے ہو صاحب کہ ترا دل دیکھا
اپنے تیر نگہ ناز کا بسمل دیکھا

ہائے کس دل سے کہین کیا سر محفل دیکھا
ہمنے ہر ایک ادا کو تری قاتل دیکھا

نہ کبھی سوز جگر کی مرے حالت پوچھی
نہ کبھی تم نے مرا آئینۂ دل دیکھا

بزم مین بیٹھے تھے اغیار بھی ہم بھی لیکن
وہ ملے اُس سے جب اپنا مقابل دیکھا

یاد کر کے مجھے دل مین رہا پہرون غمگین
اپنے کوچہ مین جب اُسنے کوئی سائل دیکھا

خواب مین سیر جنان کرتے تھے ہم یار کے ساتھ
حضرت شیخ کو بھی حور کے شامل دیکھا

ہم نے پوچھا ستم و ظلم ہمین پر صاحب
ہنسکے فرمانے لگے ہم نے ترا دل دیکھا

قیس نے چشم تصور کی بدولت اکثر
تجھکو پردے ہی مین اے صاحب محمل دیکھا

حشر مین بھی نہ ملا او بت کافر ہم سے
دیکھا بس آج ترا وعدۂ باطل دیکھا

کہین وہ پردہ نشین بنکے رہا آنکھون مین
شمع کی طرح کہین رونق محفل دیکھا

میرا سو جانا بھی کچھ کم نہین مر جانے سے
آنکھین جب بند ہوئین کوچۂ قاتل دیکھا

تم نے اس دیدۂ گریان کی بدولت حباب
قطرۂ اشک جو دیکھا تو مرا دل دیکھا

ہائے افسوس کہ وہ رشک قمر تجھسا نہین
بام پر کیا تجھے تنہا مہ کامل دیکھا

کیا عجب ہے کہ اب آنکھین بھی چرالو ہمسے
دل چراتے تمہین ہم نے سر محفل دیکھا

دیدۂ عاشق مشتاق کی پتلی سمجھے
ہم نے اُس چاند سے ماتھے پہ جو اک تل دیکھا

جان پلٹ آئی لگے تار نظر کے ٹانکے
کہین قاتل نے جو مڑکر سوئے بسمل دیکھا

کبھی ٹھنڈی نہ ہوئین آنکھین ہماری ایجان
جب تمہین دیکھا تو اغیار کے شامل دیکھا

جب کہا اُسنے تمنائے شہادت ہے کسے
نگہ شوق سے ہم نے سوئے قاتل دیکھا

منع کرتے تھے اسی دن کے لئے ہم تم کو
دل لگانے سے ضیا کیا ہوا حاصل دیکھا

ابھی جو آپ کو مجھ سے ملال تھا کیا تھا
حضور کہیے تو کیسا خیال تھا کیا تھا

تمہارے ہوتے کسی کا خیال تھا کیا تھا
ہمارے شیشۂ دل مین جو بال تھا کیا تھا

تمہین جو رنج تھا غم تھا ملال تھا کیا تھا
مرے رقیب کا کل غیر حال تھا کیا تھا

کلیم تم نے تو دیکھا ہی طور پر جلوہ
بتاؤ یار کا کیسا جمال تھا کیا تھا

جواب دیتے ہو کچھ اب نہ دل ہی لیتے ہو
ابھی جو مجھ سے تمہارا سوال تھا کیا تھا

زمانہ سے تمہین جس سے ہے نامہ و پیغام
وہ آج میرا جو پرسان حال تھا کیا تھا

یہ مانا مین نے کسی کا نہین تھا غم تم کو
جو زلف بکھری تھی رخ پر ملال تھا کیا تھا

مرے سلام پہ اب سر اٹھا کے دیکھا ہو
یہ پھر دن آپ کو کسکا خیال تھا کیا تھا

بگڑ کے منہ جو بنایا جواب کے بدلے
بس ایک بوسہ کا تم سے سوال تھا کیا تھا

جو یاد غیر مین بھولے رہے مجھے برسون
ہین آپکے لیے خواب خیال تھا کیا تھا

ابھی رقیب سے ملنا تمہین مبارک ہو
بس اتنی بات کا اتنا ملال تھا کیا تھا

اسی مین یہ دل وحشی پھنسا رہا شب غم
خیال زلف تھا یا کوئی جال تھا کیا تھا

تھی بات کل ہی کی تم ایسا آج بھول گئے
کلیم طور پہ کسکا وہ حال تھا کیا تھا

حضور غیر کے وعدے کو کل نہ ٹال سکے
وہ کوئی ماہ تھا یا کوئی سال تھا کیا تھا

ضیا وہ غیر کی محفل مین کل رہے شب بھر
یہ صرف آپ کا وہم و خیال تھا کیا تھا

اُنسے پھر مین دیکھکر بل ابروئے خمدار کا
وار کس پر کر رہے ہین آپ یہ تلوار کا

ہاتھ کو میرے ہٹا کر اُن کا کہنا وصل مین
بھول کیا سب توڑنا الجھے گلے کے ہار کا

آتش فرقت بھڑک اٹھی ہے دل مین اسطرح
خوف ہے مجھکو نہ جلجائے کہین گھر یار کا

رشتۂ الفت کو ٹوٹے ایک مدت ہو گئی
سلسلہ جاری ہے ابتک آنسوؤن کے تار کا

لاکھ پردے مین وہ بیٹھین چھپکے آنکھون سے مری
دیکھ لون گا مین اگر ہے حوصلہ دیدار کا

اے نگاہ شوق تو بھی جا ذرا قاصد کے ساتھ
بھول جاوے وہ پتا شاید مکان یار کا

زہر کھلوا دیگا مجھکو ایک دن ہجران ضرور
یہ بگڑنا منہ بنانا روٹھنا ہر بار کا

دیکھکر آئینہ کو اسواسطے جلتا ہے دل
مین تو ترسون یہ کرے نظارہ روے یار کا

گھر سے نکلون گا مین اپنی جان پر جب کھیلکر
موت بتلادے گی رستہ چل کے کوے یار کا

جو ستم سہتے ہین غم کھاتے ہین کھو بیٹھے ہین دل
لطف پوچھے کوئی اُن لوگون سے ان اشعار کا

ساقی کوثر پلائین اپنے ہاتھون سے اگر
ایک ہی ساغر مین کیا ہو رنگ مجھ میخوار کا

اپنے دل مین کچھ تو سوچو واہ کیا انصاف ہے
ہم تو تم پر جان دین تم دم بھرو اغیار کا

اے ضیا تم مانگنے آئے تو ایسے وقت مین
بند دروازہ ہوا جب خانۂ خمار کا

وہ جو بیٹھے مرے پہلو مین تو کچھ دل ٹھہرا
جب جدا ہو گئے جینا مجھے مشکل ٹھہرا

اُس پہ مرتا ہے جو ہے ظلم و ستم کا بانی
دشمن جان ہی کمبخت مرا دل ٹھہرا

دیکھتے ہی ہوا دل اس کا بھی پانی پانی
آئینہ کیا رخ روشن کے مقابل ٹھہرا

بام پر وہ جو سر شام سنور کر آئے
حسرت دید مین شب بھر مہ کامل ٹھہرا

مجھے غیرون مین کیا اس کی تڑپنے رسوا
ان کے جوڑے مین مٹھی مین مرا دل ٹھہرا

امتحان لینے کا یہ بھی ہے طریقہ کوئی
دیکھکے خنجر مری گردن پہ جو قاتل ٹھہرا

اُن کی حسرت مرا دل دیکھکے یہ بول اُٹھی
اک یہی گھر تو مرے رہنے کے قابل ٹھہرا

اور تڑپاتا ہے مجھکو یہ کسیکا کہنا
کوئی دیکھے تو ذرا جاکے وہ بسمل ٹھہرا

صبح ہوتے ہی گیا اُٹھ کے مرے پہلو سے
دو گھڑی بھی نہ ضیا وہ مہ کامل ٹھہرا

جو کچھ پی لی تھی چھپکر تو نہ یون سرشار رہنا تھا — ذرا ہشیار اے واعظ دم گفتار رہنا تھا
رقیبون نے جگہ بیکار کی پہلو مین اُس گل کے — کھٹکنے کو مری آنکھون مین مثل خار رہنا تھا
مصیبت ہی کی گننے کے لئے گھڑیان شب فرقت — مجھے اے چرخ شکل دیدۂ بیدار رہنا تھا
دعائین دیتے آتے جاتے جتنے رند ہین واعظ — گلی مین آپ کی بھی خانۂ خمار رہنا تھا
نہ کیونکر صورت آئینہ ہوتا عاشقون کا دل — کہ اس کو ہر گھڑی ہر دم تو پیش یار رہنا تھا
عدم کے سب مسافر چل بسے ہم رہگئے تنہا — کمر باندھے کفن سے ہم کو بھی طیار رہنا تھا
ڈبوئی آبروئے اشک ناحق دشت وحشت مین — نہین نالہ کنان اے دل پس دیوار رہنا تھا
کرون کچھ گردش افلاک کا شکوہ تو بیجا ہے — مقدر مین لکھا جب صورت پرکار رہنا تھا

ضیا اب لاکھ ڈھونڈو دل کہان ملتا ہے پہلو مین
تمہین دزد نگاہ یار سے ہشیار رہنا تھا

دل زلف کے پھندے سے چھڑایا نہین جاتا — دیوانہ کو ہشیار بنایا نہین جاتا
ہم تھک گئے اب اُنکو منایا نہین جاتا — حرف خط تقدیر مٹایا نہین جاتا
انصاف کرے یا نہ کرے داور محشر — ظالم اُنھین مجھسے تو بتایا نہین جاتا
مدت پہ جواب آج یہ قاصد کو ملا ہے — کمبخت سے کیا خود یہان آیا نہین جاتا
کہدیتا ہون مین کان مین سُن لیجئے صاحب — راز دل بیتاب چھپایا نہین جاتا
قاتل ترے ہاتھون کی نزاکت کے مین صدقے — اُوچھا سا بھی اک وار لگایا نہین جاتا
کب تیوریان عاشق پہ چڑھاتا نہین وہ شوخ — ہر بات پہ کب غصہ دکھایا نہین جاتا

منہ ڈھانپے ہوئے لاش پہ آئے ہیں حیا سے
اک قطرہ بھی آنسو کا گرایا نہیں جاتا

غش کھا کے گرے ہم تو خفا ہو کے وہ بولے
یہ ناز نیا ہم سے اٹھایا نہیں جاتا

اس درجہ نزاکت نے کیا ہے انہیں مجبور
بیٹھے ہیں مرا پھول اٹھایا نہیں جاتا

محروم ہی پھر جاؤں ترے در سے میں ساقی
اک جام بھی کیا تجھ سے پلایا نہیں جاتا

گردن وہ جھکائے ہوئے محشر میں کھڑے ہیں
سر پیش خدا آج اٹھایا نہیں جاتا

اک روز ضیا عشق میں ہو جاؤ گے بدنام
یہ راز کسی طرح چھپایا نہیں جاتا

کیا پوچھتے ہو چھیڑ کے قصہ مرے دل کا
تم دیکھ تو لو پہلے تڑپنا مرے دل کا

رہنا ہو جو چھپ کر تو یہاں تم چلے آؤ
سو پردوں سے بہتر ہے یہ پردہ مرے دل کا

رکھتے تو ہو تسکین کے لئے ہاتھ تم اپنا
ہو جائے کہیں درد نہ دونا مرے دل کا

سو تیر مژہ کھائے مگر اف بھی نہیں کی
دیکھیں تو ذرا آپ کلیجا مرے دل کا

صد شکر کہ اب حسرت و ارمان کی بدولت
آباد ہوا جاتا ہے صحرا مرے دل کا

بچپن ابھی سے ہو فقط حال یہ سنکر
دیکھا ہے کہاں تم نے تڑپنا مرے دل کا

ابھرے ہوئے جوبن ہیں جوانی کے دن انکو
کچھ اور ہی ہوتا ہے تقاضا مرے دل کا

پھر وصل کا جھگڑا ہے نہ کچھ بوسے کی حجت
تم دل سے اگر مان لو کہنا مرے دل کا

باز آتے ہو کیوں ظلم و ستم کرنے سے اچھا
نقصان جو کچھ ہوگا وہ ہوگا مرے دل کا

اقرار محبت پہ زبان ہار چکا ہوں
جی چاہے تو اب لے لو نوشتہ مرے دل کا

پڑتی ہے نظر جب کہ حسینان جہاں پر
کچھ اور ہی ہو جاتا ہے نقشہ مرے دل کا

کچھ کچھ ابھی باقی خلش تیر مژہ ہے
ہوتا نہیں موقوف تڑپنا مرے دل کا

لو آج مین ڈھونڈھ آیا حسینان جہان مین
تم سا نہ ملا چاہنے والا مرے دل کا

اب یاد صنم اس مین ہا کرتی ہے یارب
بتخانہ ہوا جاتا ہے کعبا مرے دل کا

عادت ہی بگڑنے کی اسے ان سے زیادہ
وہ چھیڑ کے دیکھین تماشا مرے دل کا

دل میرا کلیسا ہے مین اس بت کا ہون بندہ
ناقوس کی آواز ہے نالا مرے دل کا

مدت سے ضیا کوچہ جانان مین پڑا ہون
ارمان نہ ابتک کوئی نکلا مرے دل کا

قتل کرتے ہو اشارون مین تم ایجان کیسا
کام کر جاتی ہے جنبش مژگان کیسا

چبھ گیا قاتل بے رحم کا پیکان کیسا
خانۂ دل مین ہا آکے یہ مہمان کیسا

نہ تو گلشن کے ہوئے اور نہ صحرا کے ہوئے
تیری زلفون نے کیا ہم کو پریشان کیسا

دیکھکر داغ جگر وصل کی شب وہ بولے
آج روشن ہے چراغ شب ہجران کیسا

ان سے پوچھے تو کوئی کس کی فنا یاد آئی
خاک اوڑاتا ہے یہ سر گور غریبان کیسا

سخت جانی مری وہ اور یہ دست نازک
کند ہوتا ہی گیا خنجر بران کیسا

غیر کے نام کا خط بھیجکے بلوایا اسے
دام مین آیا مرے وہ بت نادان کیسا

درد بھی ہو گیا بیچین مرے سینہ مین
آج پہلو مین تپان ہے دل سوزان کیسا

اچھی باتون مین بگڑتے ہو ضیا سے جیسا
تم نے انداز یہ سیکھا ہے مری جان کیسا

تم بات کر رہے تھے تیور مین دیکھتا تھا
کچھ اور بیٹھے ہوتے غیرون کا اس مین کیا تھا

نام وصال لیکر مین جی مین ڈر رہا تھا
بارے ہنسی مین ٹالا غصہ تو آگیا تھا

بیداد تم نکرتے مجھسے جو دل لیا تھا
اک چیز تھا وہ پھر بھی اچھا تھا یا برا تھا

کیا جانوں آئینہ بھی پہچانے یا نہیں اب
مدت ہوئی کہ اپنا میں صورت آشنا تھا

مطلب کی بات سمجھو اتنے ابھی کہاں ہم
میرا خموش رہنا اظہار مدعا تھا

صورت تمہاری اچھی قسمت ہماری اچھی
آئی تھی جب طبیعت وہ وقت ہی اچھا تھا

ہیں اور عشق تیرا دل اور درد فرقت
سنتا جو تو تو یہ بھی سننے کا ماجرا تھا

کمبخت ناامیدی پیک اجل نہیں تھی
قاصد کے آتے آتے میں جان سے گیا تھا

شاید کبھی تھے ہم بھی مست مے جوانی
دل میں سرور سا تھا آنکھوں میں نشہ سا تھا

اتنی بھی بدگمانی اتنا بھی وہم باطل
کچھ کہتے کان میں ہم سن لیتے تم تو کیا تھا

جھیلی غضب مصیبت کڑیاں غضب اٹھائیں
محروم وصل رہنا تقدیر میں لکھا تھا

خاموش ہو رہے کیوں مجنوں کا ذکر سنکر
میری طرح اسے بھی کہدو کہ بے وفا تھا

رونے سے بھی گئے ہم اشکوں نے بھی کمی کی
وہ بھی نہیں رہا اب جو ایک مشغلا تھا

کہتے ہیں لوگ شاید فرقت کی شب اسی کو
مجھ سے جدا تھا بستر بستر سے میں جدا تھا

اک شخص مر گیا کل مجروح سنگ طفلاں
دیوانہ آپ کا تھا شاید وہی صفیا تھا

کس کام کا جو آہوں میں اپنی دھواں ہوا
پیدا اک اور دشمن جان آسماں ہوا

کیا جانے میری آنکھوں سے کیا کیا عیاں ہوا
کیا جانے مجھ پہ آپ کا کیا کیا گماں ہوا

آمادہ میرے قتل پہ سارا جہاں ہوا
وہ مہرباں ہوا بھی تو یوں مہرباں ہوا

منظور جب کسی کا انہیں امتحاں ہوا
لاکھوں طرح کا غیر کے دل میں گماں ہوا

چشم رقیب ہی کا وہ کاجل بنا سہی
برباد تو نہ آہوں کا اپنی دھواں ہوا

اے دل جہاں میں اور نہ تھی کوئی دل لگی
سوجھی یہ کیا کہ مائل حسن بتاں ہوا

مانا کہ قتل کرنے کو تم جھوٹ ہی اُٹھے
آخر کسیطرح تو مرا امتحان ہوا

کب دل مین جلتے دیکھا چراغ امید کو
کب میرے اجڑے گھر کا کوئی میہمان ہوا

کس طرح خاموشی کا تری مین جواب دون
تو بے دہان ہوا تھا کہ مین بے زبان ہوا

ہم کیا بتائین دیکھا کے کس نگاہ سے
جس دن کسی کے حال پہ وہ مہربان ہوا

آنکھ کو روتے روتے گئی جان ہجر مین
سیلِ فنا مرے لئے اشک روان ہوا

کس طرح راز عشق چھپایے سے چھپ سکے
جو دل مین تھا وہ شکل سے میری عیان ہوا

مقتل مین بیکسی تو مری میرے ساتھ تھی
کیا غم ہوا اُسکے ساتھ جو سارا جہان ہوا

دل مین تو رحم آیا مگر کچھ نہ کہہ سکے
جب اُن کے سامنے مرا قصہ بیان ہوا

جب مٹ گئے تو زینت چشم بتان ہوئے
ہم خاک ہوگئے تو یہ نام و نشان ہوا

سچ ہی سمجھ کے وصل کی ہوگی خوشی تجھے
تم جھوٹ ہی یہ کہدو کہ منظور ہان ہوا

زاہد کو اپنے زہد سے کیا کیا امید تھی
اتنا ہوا کہ داخل باغ جنان ہوا

کہنے لگا رقیب بھی اپنے کو جان نثار
قدرت خدا کی وہ بھی مرا ہمزبان ہوا

دل دیکے اور پھیر لیا اُن سے آپنے
افسوس ای ضیا نہ کوئی قدردان ہوا

کرچکو بھی ہدف تیر نظر کیا ہوگا
کام کیا آئیگا دل بے جگر کیا ہوگا

ضبط گریہ کی بھی تاکید خموشی کا بھی حکم
اب اگر خون ہوگا تو جگر کیا ہوگا

ای مری ہجر نصیبی تجھے اس شب کی قسم
کہدے ہوگی کہ نہین ہوگی سحر کیا ہوگا

ہجر کی رات کی ایک ایک پہر بھاری ہے
کون جانے ابھی تا وقت سحر کیا ہوگا

کوچۂ عشق مین رکھنے کو رکھا پاؤن ضیا
مگر اس پیچ مین آنے پہ سر کیا ہوگا

رات اُس محفل مین جو بدنام تھا — یاس کا مارا وہ مین ناکام تھا

حسن جب تیرا پسندِ عام تھا — پارسا جو تھا خیال خام تھا

زہر کھا کر سو رہے فرقت کی شب — اپنی قسمت مین یونہین آرام تھا

کٹ گئی امید ہی امید مین — ہر پہر جس شب کا وقت شام تھا

دیکھنے والون نے دیکھے ہین وہ دن — جب مری آنکھین تھین اُس کا بام تھا

اب مٹاؤگے کسے وہ ہی تو تھے — ایک مین تھا ایک میرا نام تھا

تم نے دیکھا آکے اچھے حال مین — ورنہ کس کمبخت کو آرام تھا

شکوۂ بیداد کا سنئے جواب — وہ کیا مین نے جو میرا کام تھا

اب کوئی پوچھے تو کہدون ہان کبھی — اُن سے ہم سے نامہ و پیغام تھا

حشر کو سمجھے تھے ہم اک بزم خاص — جاکے پھر آئے ہجوم عام تھا

شہر کیون چھوڑا ضیا نے کیا کہون
آپ کے باعث بہت بدنام تھا

اب درد دل کہان ہو اسکا بھی تھا زمانا — اک داغ رہگیا ہو وہ بھی بہت پُرانا

لب آشنائے شکوہ ابتک نہین ہوئے ہین — ظالم ستانا جب تک اچھی طرح ستانا

مجنون کی موت مجھکو اک داغ دیگئی ہو — سیکھا ہی چاہتا تھا کمبخت دل لگانا

اے عشق تیرے ہاتھون ہم خاک ہو چلے ہین — اب تو ہمارے بدلے جنگل مین خاک اڑانا

دیوانگی مین اکثر اک لطف دیگیا ہو — پھر وہ خموش رہکر زانو پہ سر جھکانا

دنیا کسی کو ہوگی بزم نشاط شاید — ہم ایسون کے لئے ہو مر رہنے کا ٹھکانا

باد خزان نے کیسا لوٹا ضیا چمن کو — بلبل رہی نہ باقی بلبل کا آشیانا

لب کھولنا بھی عشق میں دشوار ہو گیا
بولا جہاں کسی سے گنہگار ہو گیا

دل محو یاد گیسوے خمدار ہو گیا
کمبخت کس بلا میں گرفتار ہو گیا

ہر طرح دل لگا کے میں ناچار ہو گیا
آسان بھی جو کام تھا دشوار ہو گیا

سنکر سوال وصل وہ بولے ترا نصیب
کچھ دیر پہلے غیر سے اقرار ہو گیا

دیکھو اٹھے کسکو کہیں صدمۂ فراق
تیرا خیال بھی تو دل آزار ہو گیا

آیا تھا ذکر حسن بگڑنے کی تھی نہ بات
میں نام حور لیکے گنہگار ہو گیا

اللہ رے میرے قتل پہ آمادگی تری
آیا جو بل بھوؤں پہ وہ تلوار ہو گیا

ہم کو سوال وصل کے پہلے یہ سوچ ہے
پھر کیا کرینگے اسکو جو انکار ہو گیا

دشمن کی بزم میں ہیں اگر وہ وہیں چلو
ضد سے جناب دل کی میں ناچار ہو گیا

معشوق آن ملے یہ عاشق ہو کوئی
انکار ہو گیا تو ہم انکار ہو گیا

دیکھوں تو اپنے قیس اٹھاتا ہے کس طرح
میں نقش پائے کوچۂ دلدار ہو گیا

قیمت ملیگی آئینہ دل کی حسب خواہ
کوئی حسینوں میں خریدار ہو گیا

اس ہاتھ میں ہے دل بھی اسی ہاتھ میں ہے پھول
اللہ ایک پھول بڑا بار ہو گیا

شاید یہی ہو وصل کی صورت کہتے ہیں
کمبخت مر ہی جاے جو بیمار ہو گیا

پوچھینگے آئینے سے تمہارے تمہاری شکل
سمجھینگے اپنے دل میں کہ دیدار ہو گیا

دیوانہ بنکے لوگوں کو لاتا ہوں میں ادھر
آیا جو میرے پاس وہ ہشیار ہو گیا

کیسا خدا کے سامنے جانا کہاں کی داد
جب حشر میں دوچار وہ دلدار ہو گیا

جب چاہا چارہ گر نے کہ نشتر لوں خبر
ہر زخم دل بگڑنے پہ طیار ہو گیا

ٹوٹا ہی جا بجا کسی کس کے ہاتھ سے
اب دل نہیں ہے کام کا بیکار ہو گیا

محشر میں بھی نہ بات کا موقع ملا مجھے
جس جا ہوئے وہ مجمع اغیار ہو گیا

آیا نہ راس دل کا لگانا کبھی مجھے
معشوق جو ہوا وہ ستمگار ہو گیا

کیا دل میں ولولے ہیں کہ دھوکے میں آپ کے
ہر اک سے وصل کا میں طلبگار ہو گیا

اٹھنے دیا نہ کوچۂ جاناں سے ضعف نے
گر کر زمین پہ سایۂ دیوار ہو گیا

تشبیہ دی گئی تو اکڑتا ہے باغ میں
شمشاد اس سے کیا قد دلدار ہو گیا

کیا جانیں کیا ضیا کو یہ سوجھی ہے یک بیک
اپنے پرائے لوگوں سے بیزار ہو گیا

ہائے کس رشک مسیحا کا وہ نظارا تھا
جس نے کچھ دیر کو بے موت مجھے مارا تھا

باغ میں ہر گل تر کیا ہی دکھاتا تھا بہار
نہ چھوا ہاتھ سے میرے لئے انگارا تھا

رات پر درد صدا کانوں میں یوں آتی تھی
جیسے پہلو ہی میں اپنے کوئی بیچارا تھا

یوں گزاری ہے شب ہجر کہ تا وقت سحر
نیند کی جا میری آنکھوں میں اک تارا تھا

یہ بھی پوچھا کسی نے کہ کہاں بیٹھے ہو
بزم والوں سے بہت دور میں بیچارا تھا

عشق میں خوب سنبھالا ہے تسلی نے تری
ورنہ اس دکھ نے تو بے طور مجھے مارا تھا

کسی عنوان سہی مٹی میں ملایا تو مجھے
یہ بھی کرتے نہ اگر آپ تو کیا چارا تھا

یوں نہیں آوارگی قیس پہ نفریں ناصح
تم کہاں پہنچے وہ کس دشت میں آوارا تھا

دیکھ لینی تھی ذرا آنکھ کی جھلک پھر تو ضیا
جان پیاری تھی مجھے میں اور نہ دل پیارا تھا

کسی کے پاس صبا جا کے دم اگر لینا
قفس نصیبوں کو بھی دل میں یاد کر لینا

[illegible] ہے کوئی پہلو میں یہ صدا دینا
ہجوم یاس ہماری ذرا خبر لینا

بڑے گناہ کی یہ بات ہے تو تم کو یہان
کسی غریب کے شیون پہ کان دھر لینا

تسلی دل بیتاب کیجیے جب جب
یہ بات اور ہے پردے مین بات کر لینا

شب وصال کی گھڑیان گھٹی جاتی ہین
مزے وصال کے جب آ دم سحر لینا

اجل کا وقت بھی جاتا ہے انتظار مین سب
مرے مزار پر آ کر مری خبر لینا

بنی ہے جان پہ دل دیکے حسن والون کو
مثل یہ سچ ہے کہ زر دینا درد سر لینا

جسے یہ عشق کی تعلیم ہو وہ خاک جیے
کہ سخت عیب ہے احسان چارہ گر لینا

سوائے عالم ہو اور کیا ہے دنیا مین
یہ کھول دیگا ذرا آنکھ بند کر لینا

کبھی بھی گرم فغان اب تو رہ گیا ہے یہ
کہ گاہ گاہ فقط سرد آہ بھر لینا

جواب دیدۂ تر نے بھی دے دیا آخر
محال ہے خبر سوزش جگر لینا

ضیا یہ بستی جسے لوگ کہتے ہین دنیا
بہت خراب ہے ہرگز یہان نہ گھر لینا

مین وہ شمع بزم جہان مین ہون کہ تمام عمر جلا کیا
مگر آجتک مرے جلنے پر نہ کسی نے دھیان ذرا کیا

ترے وحشیون نے جنون مین کبھی دل سے بھی تو نہ بات کی
جو خموش رہنے سے دم گھٹا تو زبان سے شکر خدا کیا

کوئی دن ہے یا کوئی رات ہے ہمین آہ آہ سے کام ہے
کبھی کچھ جگر مین جلن رہی کبھی گھاؤ دل کا دُکھا کیا

مین غریب پاؤن کہان وہ دل کہ جسے کسی سے لگاؤ ہو
تری بزم والون نے جو کہا اُسے سر جھکا کے سُنا کیا

مرے دوست اور رفیق کیا اب اُدھر کو لوگ بھی کہتے ہین
اُسے دل دیا یہ بھلا کیا مگر اپنے حق مین بُرا کیا

جو کہا کہ چشم کرم ہو اب تو گرے ہم اور نگاہ سے
کبھی پوچھ بیٹھے ستم کی حد تو ستم کچھ اور سوا کیا

ابھی بات بات پہ کہتی ہو کہ ضیا حیا ہو تو ڈوب مر
کبھی کھیل مین بیٹھنگے جان پر تو کہو گے ہائے یہ کیا کیا

کہین چرچا ہوا میرا کہین چرچا نہوا
خاک رسوا ہوا وہ خوب جو رسوا نہوا

آسمان پھٹ نہ پڑا اور زمین شق نہوئی
ورنہ اک جان حزین پر مری کیا کیا نہوا

دلمین کچھ سوچ کے کہتے ہین ترے ہجر نصیب
ہای حسرت ہی رہی یہ کہ کبھی ایسا نہوا

ہم جو باز آئے محبت سے دغاباز ہوئے
پھر گیا قول سے جو اپنے وہ جھوٹا نہوا

کہتی ہی شام غریبی کہ وہ آرام کہان
وطن آوارہ ہوئے تم مگر اچھا نہوا

آنکھ والون نے کس بھیس مین دیکھا مجھکو
کونسے رنگ مین ہمکر مین تماشا نہوا

آدمی بزم جہان مین ہے بیگانہ روش
ہم ملے سب سے کوئی دوست ہمارا نہوا

یہ بھی اک آتش فرقت کے شرارے نکلے
آنسوؤن سے بھی کلیجا مرا ٹھنڈا نہوا

نام سنتے ہی کہا اُس سے بچائے اللہ
مین کوئی روگ ہوا آپکا شیدا نہوا

یون تو جو چاہے کہین مگر انصاف ہے شرط
آپ بدنام ہوئے اور مین رسوا نہوا

نامرادی نے کہا نعش ضیا پر روکر
قدردان ہائے کوئی تیری وفا کا نہوا

حوصلہ اُنکو جفا کا نہ رہا
یعنی میرا وہ کلیجا نہ رہا

آدمی کب مجھے سمجھا ناصح
سر مین جب عشق کا سودا نہ رہا

چوٹ پہ چوٹ کچھ ایسی کھائی
درد سہنے کا کلیجا نہ رہا

او ستمگر تری محفل آباد
میرا کیا ہے مین رہا یا نہ رہا

کچھ عجب روگ محبت کا ہے
مین کسی حال مین اچھا نہ رہا

یاس کے ہاتھون تمنا کیسی
دل مین ارمانِ تمنا نہ رہا

اے ضیا ترک محبت کرکے
میرے دل کو کوئی شکوا نہ رہا

رو رو کے کاٹنا وہ شب انتظار کا
رہنا تڑپ تڑپ کے دل بیقرار کا

بس مختصر یہ ہے کہ کسطرح کٹ گئی
کیا پوچھتے ہو حال شب انتظار کا

آنکھوں میں کاٹنا مجھے راتیں فراق کی
اُسپر نہ ہونا پاس کسی غمگسار کا

ابتو یہ ہے کہ خون تمنا ہوا کرے
کیوں کوئی ناز اٹھائے مرے انتظار کا

وعدہ کرو رقیب سے مجھسے یہ پوچھ لو
تمکو یقین ہے مرے قول و قرار کا

دکھلا رہا ہے خانہ خرابی کے طور اب
آجانا ہٹ پر اس دل بے اختیار کا

احسان آپکا کہ مجھی کو مٹا دیا
مین ہی تھا داغ اپنے دل اغیار کا

شاید قرار آئے تجھی سا جو ہو کوئی
تسکین دینے والا ترے بیقرار کا

انکو تو کیا کہوں جو کڑھاتے ہین جی مرا
یا رب برا ہو اس دل بے اختیار کا

سامان موت کر لوں کچھ مرنا ہے رات کو
یا رب ابھی کٹا نہ یہ دن انتظار کا

رو رو کے بیکسی نے کہا میری لاش پر
کوئی نہین جہان مین ترے سوگوار کا

کچھ نامرادی تو کوئی آرزو نہین
اک حوصلہ ہے وہ بھی ہے دیدار یار کا

شاید کسی کے کوچہ مین ہو یہ گمان ہے
کچھ کچھ پتہ چلا ہے ضیا کے مزار کا

دیوانہ بنانے کو مجھے لاکھ مین تا کا
احسان ہے اسکی نگہ ہوش ربا کا

آنکھون مین نہ کھب جائے دلون مین نہ سما جائے
کیا اس مین بگڑتا ہے تری طرز ادا کا

مجھپر نہ سہی کچھ مری حالت ہی پہ رحم آئے
ہان نام ڈبونا نہین منظور جفا کا

اللہ تری مشق تغافل کو بڑھائے
جس حال مین کٹتی ہے مری شکر خدا کا

بیمار محبت کو وہ کیون دی نہین جاتی
سنتے ہین کہ ہے زہر بھی نام ایک دوا کا

محفل سے اُٹھاتی ہین عدو مجھکو اُٹھادین / اس دل مین جگہ پائی ذرا خوف خدا کا

بازار مین ہلچل ہے حسینون مین ہے ماتم / احباب کے کاندھون پہ ہے تابوت ضیا کا

ردیف باء موحدہ

سب سے کھینگے ہے بُرا اپنا نصیب / تھا یہی قسمت مین لکھا یا نصیب

خار صحرا اور تلوے ہین مرے / آبلون کا بھی کہان پھوٹا نصیب

مین بُرا ہیجان مری قسمت بُری / غیر اچھا اُسکا ہے اچھا نصیب

کوئی کیا جانے جو مجھپر آ بنی / آپ اُدھر بگڑے اِدھر بگڑا نصیب

مال کھوٹا ہے کوئی لیتا نہین / بیچتے پھرتے ہین ہم اپنا نصیب

اُن کا زانو غیر کا سر دیکھئے / ایسون کو یارب دیا ایسا نصیب

خفتہ بختی اپنی کیا کہئے ضیا / سو یا کچھ ایسا نہ پھر جاگا نصیب

ردیف تاء فوقانی

پہلے تو وہ سنکے نام وصل گھبرائے بہت / اور جب سمجھے تو دل ہی دل مین شرمائے بہت

وصل کی شب ناز معشوقانہ دکھلائے بہت / مین نے چھیڑا ابھی نہین اُسپر وہ شرمائے بہت

یہ تو کہہ سکتے نہین کیا دل لگانے سے ہوا / ہان مگر اتنا کہینگے ہم کہ پچھتائے بہت

چھوٹ جاتے ہو عذاب خون ناحق سے ابھی / اتنا کہدو قتل کرکے تجھکو پچھتائے بہت

عمر بھر کھاتے رہے غم خون دل پیتے رہے / ہمنے تیرے عشق مین ظالم مزے پائے بہت

آسمان پہلے نہین تھا یا زمین پہلے نہ تھی / دوستی جب اُنسے کی دشمن نکل آئے بہت

داستان ہجر تو سننے کے قابل ہے مگر
تھوڑی سی بھی کوئی سن لے تو وہ گھبرائے بہت

منہ کی کھائیگی گلو نکلے بھی زبان کھولی اگر
بلبل شوریدہ سے کہدو نہ چلائے بہت

حسرت دل لیچلی ہے اور ہی کچھ کہکے آج
کوچۂ جانان مین یون تو ہم گئے آئے بہت

عشق کا سودا ابھی سمجھانے سے جاتا ہے کہین
ہمدمو ناصح سے کہدو بس سر کھائے بہت

وہ شب تاریک وہ تربت کی تنہائی ضیا
خواب سے چونکے یکایک ہم تو گھبرائے بہت

وہ دلفریب خدا نے بتون کو دی صورت
کہ ہو نگاہ تو ہے دیکھنے ہی کی صورت

شب فراق اجل کو ذرا بلا نہ دیا
حیا جو ہو تو دکھائے نہ بیکسی صورت

مرا جنون ہے موسیٰ کا ہوش مین آنا
پھر ایک بار دکھاوے وہ چاند سی صورت

اجل نے بھی ترے بیمار پر کیا افسوس
کہ اس جوان کی دو دن مین کیا ہوئی صورت

جو میرے حال پہ ہوتی نظر تو پھر کیا تھا
کبھی لباس وہ دیکھا کئے کبھی صورت

رقیب اچھے ہین اور آپکی نظر اچھی
مجھے نہ دیکھئے جیسا مری بری صورت

ہجوم یاس مین یون آنسوؤن کو روکا تھا
امید تھی کہ نکلجائینگے کسی صورت

اک اور پردہ بھی چلمن پہ ڈالکر بیٹھو
بہت حسین ہو تم ہمنے دیکھ لی صورت

ہماری عمر بھی ہوتی شب فراق اگر
تو خیر جانتے کٹجائیگی کسی صورت

وہ سادہ وضع کسی کی وہ تا کمر زلفین
وہ رس بھری سی آنکھین وہ سانولی صورت

ضیا وہی ہے جو در پہ تمہارے آیا تھا
لباس گیروا پہنے فقیر کی صورت

ردیف ثاء مثلثہ

کھوتے ہو قدر عبث شان عبث
غیر پر مرتے ہو ایمان عبث

جھوٹ ہے یہ خبر مرگ عدو
ہے تری زلف پریشان عبث

ناامیدی یہی کہتی ہے مجھے
ہے کسی شوخ کا ارمان عبث

حالت دل سے خبر ہے تم کو
پھر بنے جاتے ہو انجان عبث

ضبط نالے جو کئے ہین دل مین
کھائے جاتے ہین پیچان عبث

دے کے دل ایک بت کافر کو
ہائے کھو بیٹھے ہم ایمان عبث

بولے رو کر وہ مری میت پر
اے ضیا آپنے دی جان عبث

ردیف جیم

لاتی ہے کیا یہ نکہت گیسوئے یار آج
کیون آرہی ہے باد صبا مشکبار آج

رندون کی ہو رہی ہے جو ہر سو پکار آج
کچھ اور ہی چمن مین ہے جوش بہار آج

صد شکر آئیگا جو مرے گھر مین یار آج
آنکھین ہوئین ہین فرش رہ انتظار آج

ٹلنے کا اُن کے در سے نہین خاکسار آج
صورت یہی ہے نکلے جو دل کا غبار آج

اسنے بھی دیکھ لی ہے جو رفتار یار آج
اتراتی آرہی ہے نسیم بہار آج

فرط گناہ سے ہون بہت شرمسار آج
یارب ترے کرم کا ہون امیدوار آج

آیا ہے سیر کرنے جو وہ گلعذار آج
عاشق کے داغ دل مین ہے کیسی بہار آج

دل مین کبھی جگر مین کبھی سینے مین کبھی
لیتا نہین ہے درد بھی یکجا قرار آج

شاید مین یاد آیا اُنہین اے دل حزین
آتی ہین ہچکیان جو مجھے بار بار آج

مٹی ہماری اور بھی برباد کیجئے
سرمہ بنیگا چشم سیہ مین غبار آج

لب پر مسی آنکھون مین سرمہ نہ سر مین تیل
کسکا ہے غم جو بیٹھے ہو تم سوگوار آج

داستان ہجر تو سننے کے قابل ہو مگر
تھوڑی سی بھی کوئی سن لے تو وہ گھبرائے بہت

منہ کی کھائیگی گلو گیر کبھی زبان کھولی اگر
بلبل شوریدہ سے کہدو نہ چلائے بہت

حسرت دل پیچھلی ہو اور ہی کچھ لے کے آج
کوچہ جانان مین یون تو ہم گئے آئے بہت

عشق کا سودا بھی سمجھانے سے جاتا ہے کہین
ہمدمو ناصح سے کہدو بس سر کھائے بہت

وہ شب تاریک وہ تربت کی تنہائی ضیا
خواب سے چونکے یکایک ہم تو گھبرائے بہت

وہ دلفریب خدا نے تجھے دی صورت
کہ ہو نگاہ تو بس دیکھنے ہی کی صورت

شب فراق اجل کو ذرا بلا نہ دیا
حیا جو ہو تو دکھائے نہ بیکسی صورت

مرا جنون ہے موسیٰ کا ہوش مین آنا
پھر ایک بار دکھادے وہ چاند سی صورت

اجل نے بھی ترے بیمار پر کیا افسوس
کہ اس جوان کی دو دن مین کیا ہوئی صورت

جو میرے حال پہ ہوتی نظر تو پھر کیا تھا
کبھی لباس وہ دیکھا کبھی صورت

رقیب اچھے ہین اور آپکی نظر اچھی
مجھے نہ دیکھئے جیسی مری بری صورت

ہجوم یاس مین یون آنسوؤن کو روکا تھا
امید تھی کہ بہلجائینگے کسی صورت

اک اور پردہ بھی چلمن پہ ڈالکر بیٹھو
بہت حسین ہو تم ہمنے دیکھ لی صورت

ہماری عمر بھی ہوتی شب فراق اگر
تو خیر جانتے کٹجائیگی کسی صورت

وہ سادہ وضع کسی کی وہ تا کمر زلفین
وہ رس بھری ہوئی آنکھین وہ سانولی صورت

ضیا وہی ہے جو در پر تمہارے آیا تھا
لباس گیروا پہنے فقیر کی صورت

ردیف ثاء مثلثہ

کھوتے ہو قدر عبث شان عبث
غیر پر مرتے ہو ایمان عبث

جھوٹ ہے یہ خبر مرگ عدو
ہے تری زلف پریشان عبث

ناامیدی یہی کہتی ہے مجھے
ہے کسی شوخ کا ارمان عبث

حالت دل سے خبر ہے تم کو
پھر بنے جاتے ہو انجان عبث

ضبط نالے جو کئے ہیں دل میں
کھائے جاتے ہیں ہیجان عبث

دے کے دل ایک بت کافر کو
ہائے کھو بیٹھے ہم ایمان عبث

بولے رو کر وہ مری میت پر
اے ضیا آپ نے دی جان عبث

ردیف جیم

لاتی ہے کیا یہ نکہت گیسوئے یار آج
کیوں آ رہی ہے باد صبا مشکبار آج

رندوں کی ہو رہی ہے جو ہر سو پکار آج
کچھ اور ہی چمن میں ہے جوش بہار آج

صد شکر آئیگا جو مرے گھر میں یار آج
آنکھیں ہوئی ہیں فرش رہ انتظار آج

ٹلنے کا اُن کے در سے نہیں خاکسار آج
صورت یہی ہے نکلے جو دل کا غبار آج

اسنے بھی دیکھ لی ہے جو رفتار یار آج
اتراتی آ رہی ہے نسیم بہار آج

فرط گناہ سے ہوں بہت شرمسار آج
یارب ترے کرم کا ہوں امیدوار آج

آیا ہے سیر کرنے جو وہ گلعذار آج
عاشق کے داغ دل میں ہے کیسی بہار آج

دل میں کبھی جگر میں کبھی سینے میں کبھی
لیتا نہیں ہے درد بھی یکجا قرار آج

شاید میں یاد آیا اُنہیں اے دل حزیں
آتی ہیں ہچکیاں جو مجھے بار بار آج

مٹی ہماری اور بھی برباد کیجئے
سرمہ بنیگا چشم سیہ میں غبار آج

لب پر مسی ہے آنکھوں میں سرمہ ہے سر میں تیل
کسکا ہے غم جو بیٹھے ہو تم سوگوار آج

ہر پھول میں ہرا دلِ صد پارہ ہے بند ہا — دیگا گلے میں اُن کے نیا لطف ہار آج

گل تک یہ رنگ روپ نہ رہنے کا اے پری — آئینہ خوب دیکھ لے تو بار بار آج

مجھکو ملا کے خاک میں آیا نہ اُن کو چین — آئے ہیں اب مٹانے کو میرا مزار آج

جب اُنسے پوچھتا ہوں کہ آئینگے کب حضور — کہتے ہیں مُسکرا کے یہی بار بار آج

بزمِ سخن میں جب نئے مضموں کا ہے سرور — کیونکر عروسِ فکر نہو ہمکنار آج

اُس شمعِ رو کے عشق کی نیرنگیاں یہ ہیں — روشن ہوا ضیا جو چراغِ مزار آج

ردیف حاء حطی

بھا گئی دل کو مرے اُس حور طلعت کیطرح — پر فضا جسکی گلی ہے باغ جنت کیطرح

دل ملا کر غیر سے انداز سیکھا یہ نیا — بگڑے بیٹھے ہیں وہ عاشق طبیعت کیطرح

رنگ و بو بھی ہے نزاکت بھی ہے سب کچھ ہے مگر — حسن لائے گل کہاں سے تیری صورت کیطرح

لاکھ تدبیریں بھی کیں ٹلتی نہیں فرقت کی شب — سر پہ اپنے یہ بلا آئی قیامت کیطرح

جب گئے ہم اِن حسینانِ جہاں کی بزم میں — بیٹھے دل کی طرح اُٹھے درد فرقت کیطرح

باتیں اچھی بھی جو کرتا ہوں تو ہوتے ہو خفا — آدمی سے پیش آؤ آدمیت کیطرح

انقلاب ایسا تو ہو دنیا میں اے چرخ کہن — غیر سے برگشتہ وہ ہوں میری قسمت کیطرح

بس خیال اتنا ہی مجھکو ہے کہ دولت حسن کی — اِن حسینوں کو ملی مال غنیمت کیطرح

اس بہانہ سے بھی آجائے کہیں میری قضا — گھول کر اب زہر پیتا ہوں شربت کیطرح

دیکھئے جوڑے میں رکھیگا حفاظت سے حضور — آپکو دل دے رہا ہوں میں امانت کیطرح

نام کرنا چاہتا ہے عاشقوں میں کچھ اگر — کر مجنوں سیکھ جائے میری وحشت کیطرح

نام حق جاری زبان پر دل میں محو رون کا خیال
شیخ نے اچھی نکالی ہے عبادت کی طرح

اے ضیا اُس حور وش کا سامنا جس دم ہوا
ہو گیا صاف آئینہ بھی نقش حیرت کی طرح

ردیف خائے معجمہ

تم نے اس کو بنا دیا گستاخ
غیر اتنا کبھی نہ تھا گستاخ

عرش اعظم کو بھی ہلاتا ہے
نالۂ دل بھی ہے بڑا گستاخ

آپ کی شوخیاں جو حد سے بڑھیں
دل بیتاب ہو گیا گستاخ

زاہدوں پر بھی چوٹ چلتی ہے
ہے تری چشم فتنہ زا گستاخ

چومتا ہوں میں آپ کی تصویر
مجھکو دیوانہ کہیے یا گستاخ

میرے دل کو دیا کسی نے خطاب
بے ادب شوخ بیحیا گستاخ

آرزو میری سن کے وہ بولے
ہو گئے تم بہت ضیا گستاخ

ردیف دال مہملہ

شب غم بھی رہیگی عمر بھر یاد
کبھی نالے کبھی تھی لب پہ فریاد

وہاں جا کر نہ مجھکو بھول جانا
رہے اتنا تجھے اے نامہ بر یاد

یہ الفت چار دن کی رنگ لائی
کہ رہتی ہے تری آٹھوں پہر یاد

شب وصلت نے سب دکھ سے بھلایا
مگر آئیگا سب وقت سحر یاد

پریشانی دل کیا اسکی کہیے
جسے آئے سفر میں اپنا گھر یاد

قیامت کا تو وعدہ کر رہے ہو
نہیں تم کو رہا ایجان اگر یاد

ہجوم حشر نے کی کیا قیامت | نہین سنتا کسی کی کوئی فریاد
کبھی آئے نہ بھولے سے بھی دلہن | کبھی آیا نہ تم کو اپنا گھر یاد

ضیا کچھ ہو کوئی پھر خاک ہی ہے
حقیقت اپنی رکھے کچھ بشر یا

ہم تو پچتائے عرض حال کے بعد | کچھ خیال آگیا خیال کے بعد
کہہ رہا ہے رقیب کچھ اُن سے | کاش کہتا مرے سوال کے بعد
تم ذرا اپنے مرنے والون کو | دیکھنا میرے انتقال کے بعد
سنکے تیرا کلام کیا سنتے | دیکھتے کیا ترے جمال کے بعد
عرض مطلب کی بھی اجازت ہو | اسلئے چپ ہون عرض حال کے بعد
ابھی اُن مین تو کچھ لڑکپن ہے | دیکھنا اُن کو چند سال کے بعد
کسی معشوق کو ضیا چاہے | اور پھر تمسے خوش جمال کے بعد

ردیف ذال معجمہ

کیا چمکتا ہے تمھارا تعویذ | میری آنکھون کا ہے تارا تعویذ
جان و دل سے ہوئی تاری صدقے | رات تم نے جو اوتارا تعویذ
اپنے سینے سے لگا رکھا ہے | خط تمہارا ہے ہمارا تعویذ
نقش ہین دل مین جائین لاکھون | کاش ہوتا یہ تمھارا تعویذ

اے ضیا داغ جگر سے پس مرگ
جل گیا قبر کا سارا تعویذ

ردیف راء مہملہ

رہتا ہی محو آئینہ اُسکا سنگار دیکھکر
چھائی ہی حیرت اُسکو بھی چہرۂ یار دیکھکر

سنبلِ تر نہ بل کی لے اپنے یہ پیچ رہنے دی
وحشت ابھی ہو تجھکو بھی گیسوئے یار دیکھکر

آیا ہی سرو قد مرا آج ٹہلنے کے لئے
چلنا ذرا چمن مین تو بادِ بہار دیکھکر

وصل کی شب ہی میری جان گھونگھٹ اُٹھا دو تم ذرا
مین بھی تو شاد کام ہون رخ کی بہار دیکھکر

آئے تو ہین چلے مگر مجکو خیال ہی یہی
رونے لگین نہ وہ کہین حالت زار دیکھکر

ساقیِ ماہوش اب آ چھائی ہی چرخ پر گھٹا
رندون کے دل نہال ہین ابر بہار دیکھکر

کہتا ہون تم سے شیخ جی مجھسے نہوگا یہ کبھی
باغ جنان کو دیکھون مین کوچۂ یار دیکھکر

کیون نہو عندلیب کا زور ون پر آب جنونِ عشق
دامنِ گل ہی چاک چاک جوشِ بہار دیکھکر

ہوش مین آیئے ضیا دھیان کدھر ہی آپکا
رحم کریگا کب وہ بت حالتِ زار دیکھکر

تمنے جو دیکھا وصل مین ایجان ادھر اُدھر
شرما کے ٹل گئے مرے ارمان اِدھر اُدھر

رہتی ہین آنکھین یار کی ہر وقت سوئے دل
ہوتے کبھی نہین یہ نگہبان اِدھر اُدھر

ہی عیدِ وصل غیر کے گھر تو ہوا کرے
جاتی نہین مری شبِ ہجران اِدھر اُدھر

دیکھو زمین کی آنکھون کا تارا وہ ہوگئی
جھاڑی جو اُسنے ماتھے سے افشان اِدھر اُدھر

دیوار پر ہین اسلئے شاخین جھکی ہوئی
جانے نہ پائے بوئے گلستان اِدھر اُدھر

کیا دشمنون کا حال ہی فرمایئے تو کچھ
کیون ہو رہی ہی زلف پریشان اِدھر اُدھر

ای دِل تو ہی ہے اِسکا نگہبان دیکھنا
گم ہو نہ جائے یار کا پیکان اِدھر اُدھر

شب بھر تمہاری یاد نے سونے نہیں دیا
بدلا کیا مین کروٹین اے جان ادھر اُدھر

نکلی ہی جب سے کوچۂ گیسوئے یار سے
پھرتی ہی بوئے مشک پریشان ادھر اُدھر

اِس مین ہی نام آپ کا شہرت ہو آپکی
مین ڈھونڈھتا جو پھرتا ہون حیران اِدھر اُدھر

بیٹھا ہو آکے سامنے ہی بزم مین ضیا
تم دیکھتے ہو اُسکو مری جان اِدھر اُدھر

آفرین کہیے ستمگر کی ستمگاری پر
مر گئے آپ ہی ہم اپنی وفاداری پر

دلِ مجروح کے سب زخم ابھی کچّے تھے
یاد مژگان نے نہ آنے دیا طیاری پر

جلوۂ یار تصور مین بھی دیکھا نہ گیا
بیخودی ہنسنے کو آئی مری ہشیاری پر

اِس مین یا آپ ہون یا حورِ جنان ہو صاحب
ہم تو مرتے ہین نئی طرز ستمگاری پر

شب فرقت کہ شب وصل ہو سویا نہ کبھی
رشک ہی بخت عدو کو مری بیداری پر

اپنے ہی گھر کا سلامت کوئی تنکا نہ رہا
آئے جب نالہ پر سوز شرر باری پر

جب یہ معلوم ہوا آپ سے دل ہم نے دیا
پہروں حیرت رہی اُس شوخ کی عیاری پر

اعتبار آچکا اغیار کی باتون کا اُسے
ہنس دیا جو مرے دعوائے وفاداری پر

اپنے دشمن کی بھی حالت نہین دیکھی جاتی
اُسنے باندھی ہی کمر جب سے دل آزاری پر

بخت کا کھیل ضیا دیکھو کہ قیمت نہ پٹی
جب وہ موجود ہوئے دل کی خریداری پر

نہ رہا جائے کسی سے مجھے سمجھائے بغیر
یہ کہاں ہوتی ہین باتین کہین دل آئے بغیر

رہنا اس حال مین اچھا ہی کہ وہ جب دیکھے
اُس سے کچھ بن نہ پڑے مجھپہ ترس کھائے بغیر

کھاؤ پڑ جانا کلیجے مین یہی ہی ناصور
یہی اچھا نہین ہوتا ہی قضا آئے بغیر

اپنے آرام کا پہلو مین سمجھتا ہون اونہین	چین آتا نہین جنکو مجھے تڑپائے بغیر
مرنے والون پہ یہ تاکید کئے جاتے ہو	کہ نہ اٹھے لاش تمہاری مری آئے بغیر

اشک پینے مین جو لذت ہمین حاصل ہے ضیا
یہ مزہ پا نہین سکتا کوئی غم کھائے بغیر

خون روتے ہی رہے صبح و مسا آٹھ پہر	دل مین کچھ گھاؤ سا پڑگیا ہی کیا آٹھ پہر
چار ہی دن مین محبت کا بڑھا روگ ایسا	کہ سرہانے دھری رہتی ہے دوا آٹھ پہر
اُن کے پاس آکے ذرا بیٹھ تو دو ایک گھڑی	جن کے باعث ہو تری مشق جفا آٹھ پہر
میری دانست مزاج اُنکا بہت اچھا ہے	آپ اپنے سے جو رہتا ہو خفا آٹھ پہر
اُسنے پوچھا کہ رہا کرتا ہے کبتک یہ درد	دلِ بیتاب نے مشکل سے کہا آٹھ پہر
جان لیتی ہے تری ایک نظر دم بھر مین	خون رولاتی ہے تری ایک ادا آٹھ پہر

تم کو ہو تیغ زنی ایک طرح کی ہر دم
سہتے ہو کون سے عالم مین ضیا آٹھ پہر

چتون بدل کے بھوین تان تان کر	کی بات بھی جو مجھ سے تو کچھ دل مین ٹھان کر
اکثر گزر گئی ہے شب انتظار یُون	لپٹا لیا ہے پاس کو معشوق جان کر
اپنی نگہ کے تیرون سے پوچھو تو کیا ملا	سوراخ کرکے دل مین کلیجے کو چھان کر
اللہ دے زبان مین اثر تو یہ ہے دعا	مانے نہ وہ کسیکی مری بات مان کر
چھپتا نہین ہے چاہنے والا ہزار مین	دل خود پکار اُٹھا کہ مرا امتحان کر
اب رہ گیا ہے یہ کہ خدا سے وہ خود کہے	کچھ اس غریب پر تو مجھے مہربان کر
ترک وفا کے بعد بھی جی مانتا نہین	دم پہ بنی ہوئی ہے تمہین دل سے مان کر

یون شب کٹے کچھ اپنی کہانی سنائین ہم — اے دل کچھ اپنی بیتی ہوئی تو بیان کر
یہ بات یاد ہے کسی نازک مزاج کی — بس کہہ دیا ضیا کہ نہ ہم سے زبان کر

ردیف زا معجمہ

نہ چھوڑو خانۂ دل میرا مہربان ہرگز — ملے گا اس سے نہ بڑھکر کوئی مکان ہرگز
جو دل لگا کے سنو تم کہون فسانۂ دل — سنی نہو گی کبھی ایسی داستان ہرگز
ہزار رنگ اوڑائے یہ بلبل نالان — کبھی ملیگی نہ اس سے مری فغان ہرگز
جبین رگڑ کے مٹا دینگے ہم خط تقدیر — نہ چھوڑینگے یہ ترا سنگ آستان ہرگز
ہزار لو لب تصویر یار کے بوسے — کبھی ہلا نہین سکتی ذرا زبان ہرگز
کہین جو نالۂ پرسوز دل سے کھینچون — رہے نہ نام کو باقی یہ آسمان ہرگز
کرینگے گوشۂ تربت کو ای ضیا روشن — نجائینگے یہ مرے داغ رائگان ہرگز

ردیف سین مہملہ

ہجر کے باعث ہے میرا دل اداس — شمع تو کیون ہے سر محفل اداس
انکی الفت کی یہ ہین نیرنگیان — خشک لب چہرہ پریشان دل اداس
قیس دشت نجد مین کیا مر گیا — آج کیون ہے صاحب محمل اداس
دعوی خون کیا کرون آتی ہے شرم — ہے سر محشر بہت قاتل اداس
کیا سبب اسکا ہے کچھ کھلتا نہین — آج کیون اتنا ہے میرا دل اداس
مین نے باتین کین خیال یار سے — جب ہوا پہلو مین میرا دل اداس

تھی ضیا کے دم سے ساری روشنی / ہو گئی یارون کی اب محفل اداس

ردیف شین معجمہ

کبھی دل کی کبھی جگر کی تلاش / ہے قیامت تری نظر کی تلاش

عرش پر میری آہ جا پہونچی / لے گئی اسکو کیا اثر کی تلاش

خانۂ دل مین میرے آ بیٹھے / تیرے پیکان کو ہے جو گھر کی تلاش

عمر بھر دل مرا رہا قاصد / نہ ہوئی مجکو نامہ بر کی تلاش

میری آنکھین جو پھرتی ہین دم نزع / ہے کسی شوخ فتنہ گر کی تلاش

بڑھ گئی ہے جو حد سے زلف تری / ہو نہو اس کو ہے کمر کی تلاش

نیاریون سے یہ ہو گیا روشن / خاک چھنواتی ہے یہ زر کی تلاش

لے گئی سیکڑون کو سوی عدم / یار کی بندش کمر کی تلاش

میری صورت سے ہے ضیا روشن / ہے کسی غیرت قمر کی تلاش

ردیف صاد مہملہ

دوستی کیسی کہان کا اخلاص / بے غرض ہم نے نہ دیکھا اخلاص

اسکا دعوی جو کرے جھوٹا ہے / کسکو دنیا مین ہے سچا اخلاص

نام ہی نام سنا کرتے ہین / سچ جو پوچھو تو ہے عنقا اخلاص

تمہین انصاف سے دل مین سوچو / ہمکو تم سے ہے کیسا اخلاص

میری تربت پر اگر تم آنا / سر اخلاص پڑھنا اخلاص

امتحان پر جو وہ آمادہ ہوئے
کھل گیا غیر کا سارا اخلاص

صورت حال سے روشن ہو ضیا
کبھی غیروں سے نہو گا اخلاص

ردیف ضاد معجمہ

نہ جفا سے نہ کچھ وفا سے غرض
ہے مجھے اک ہی ادا سے غرض

کہہ رہی ہیں یہ شوخیاں اُن کی
ناز والوں کو کیا حیا سے غرض

تم تو غیروں سے ربط رکھتے ہو
پھر تمہیں میری دعا سے غرض

خلد میں خاک اُسکا دل بہلے
جس کو ہو کوئی دلربا سے غرض

اس کو ہے آپ زندگی دو بھر
تیرے بیمار کو شفا سے غرض

حشر میں تم کہیں جو ملجاؤ
پھر شہیدوں کو خونبہا سے غرض

جب رقیب سیاہ رو سے ہے کام
تم کو اے ماہ پھر ضیا سے غرض

ردیف طاء مہملہ

آپ غیروں کو لکھئے اکثر خط
نظر انداز ہو مرا ہر خط

ایک کا بھی نہ کچھ جواب آیا
لاکھ لکھا کسی کو خط پر خط

حال دل لکھنے میں جو رویا خوب
مٹ گئے حرف ہو گیا تر خط

اس میں لکھی ہیں راز کی باتیں
چاک کر دیجئے گا پڑھ کر خط

ہائے کہنا کسی کا وقت سفر
تم لکھا کیجیو برابر خط

اس سے آتی ہے اور ہی کچھ بو
آج آیا جو ہے معطر خط

ہے ضیا آپ کا غلام حضور	آپ کہیے تو لکھدون مین سر خط

ردیف ظا معجمہ

خون دل پیکے ہے پیکان محظوظ	ہے بہت مجھسے یہ مہمان محظوظ
خانۂ دل مین جو وہ آئے ہین	حسرتین شاد ہین ارمان محظوظ
ہو نہو کوئی شگوفہ پھولا	ہین جو یون مرغ گلستان محظوظ
آپ کے وعدۂ فردا سے آج	ہے بہت یہ دلِ نادان محظوظ
اے ضیا سُنکے تمہارے اشعار	ہو گئے آج سخندان محظوظ

ردیف عین مہملہ

دل مین لاکھون ہین تیر و پیکان جمع	ایک گھر مین ہین کتنے مہمان جمع
غمِ دنیا کبھی ہے دین کی فکر	خاک ہو خاطر پریشان جمع
نہ تو دلبر نہ دل ہے پہلو مین	آج ہین میرے غم کے سامان جمع
کشمکش مین پڑا خیال اُن کا	خانۂ دل مین ہین ارمان جمع
حشر مین تم دکھاؤ گے جلوہ	ہونگے جب کافر و مسلمان جمع
کیا عجب ہے مری غزل سنکے	بزم مین ہین بہت سخندان جمع
حضرت شوق کا ہے فیض ضیا	ہو گیا اب جو میرا دیوان جمع

ردیف غین معجمہ

عرش پر ہے آج غیرون کا دماغ
آپ ہی کے باعث نہین ملتا دماغ

تیری بک بک سے مرا سر پھر گیا
ناصح نادان نہ کھا میرا دماغ

بددماغی غیر کی اچھی نہین
خاک مین مل جائیگا سارا دماغ

چار دن کی چاندنی مشہور ہے
حسن پر ہے آپ کو بیجا دماغ

بات تک کرتے نہین یہ بت کبھی
مورتین مٹی کی اور اتنا دماغ

اُسنے کھولی ہے جو زلفِ عنبرین
ہے معطر آجکل اپنا دماغ

میرے شعرون کی لطافت اے ضیا
غیر سمجھین یہ کہان اُن کا دماغ

ردیف فا

دیکھکر یار کے جوبن کی طرف
نہ کیا رُخ کبھی گلشن کی طرف

دیکھیے کیسی قیامت اُٹھے
شوخیان اُنکی ہین چتون کی طرف

دلِ صد چاک کو ہم روتے ہین
جب نظر پڑتی ہے چلمن کی طرف

روح خوش ہوگی جو تم آؤ گے
فاتحہ کو مرے مدفن کی طرف

دیکھیے دست جنون بڑھتا ہے
اب گریبان سے دامن کی طرف

میرے دل کا کوئی غمخوار نہین
اک جہان ہے بتِ پرفن کی طرف

دیکھیے حضرت موسیٰ دل مین
کیون چلے وادی ایمن کی طرف

درد دل کی اُنھین ہو خاک خبر
کان رکھتے نہین شیون کی طرف

یار کی زلف پریشان ہوئی
جب نظر کی مری اُلجھن کی طرف

تیغ قاتل کا اشارہ ہے آج
کسی بیجرم کی گردن کی طرف

اے ضیا تمکو خبر بھی کچھ ہے
ہو گئے آج وہ دشمن کی طرف

ردیف قاف

ہم ہوئے زلف رسا کے عاشق
آپ سے آپ بلا کے عاشق

حوروں پر آنکھ نہ ڈالینگے کبھی
آپ کے ناز و ادا کے عاشق

تم سے اُمید وفا کسکو ہے
تم تو ہو جور و جفا کے عاشق

کب یہ حورانِ جنان پر مرتے
ہوتے زاہد جو خدا کے عاشق

کر دیا آپ نے دیوانہ ہمین
اپنی صورت کا بنا کے عاشق

سچ اگر پوچھتے ہو تم ہم سے
ہم تو ہین حسنِ وفا کے عاشق

شعر سُن سُن کے حسینان جہان
ہو گئے کتنے ضیا کے عاشق

ردیف کاف

ہے تمہارا ستم وہی اب تک
حرف شکوہ نہ لائے ہم لب تک

دل تڑپتا ہے اب نہ ٹھہریگا
ہاتھ اپنا نہ رکھوگے جب تک

شمع آنسو بہا کے کہتی ہے
ہم ہین مہمان آخرِ شب تک

چھوڑ کر ہم کو آپ جاتے ہین
آئیگا حضور پھر کب تک

جسنے دل لے لیا وہ شوخ ہے کون
اسسے واقف نہین ہین ہم اب تک

بزم مین اُن کو تم بُلاتے ہو
بیٹھنے کا نہو جنھین ڈھب تک

روز شعر و سخن کے چرچے تھے
لکھنؤ مین ضیا رہے جب تک

ردیف لام

دیکھا نگاہ ناز سے اُسنے جو سوئے دل
پھر تو نہ دل رہا نہ رہی آرزوئے دل

دل کا تو نام تھا مگر اُن کی تلاش تھی
جب اُن کو پا گئے تو گئی جستجوئے دل

اے چشم تو نے رو کے لہو بیش گلرخان
آخر ملا دی خاک میں آج آبروئے دل

کیا کیا نہ باتیں لوگوں نے کہیں بزم یار میں
کہتے ہی کہتے رہ گئے ہم آرزوئے دل

دل کھو کے ہم نے کوچۂ الفت میں کیا کیا
کھو بیٹھی اب جہاں ہمیں جستجوئے دل

بیٹھا ہو کوئی کان لگائے میں چپ ہوں
کچھ ایسی ہی تھی ہجر کی شب گفتگوئے دل

کہتے ہو ہم سے تیر نکالا نہ جائے گا
اچھا تو ایک یہ بھی سہی آرزوئے دل

جب دیکھی بھولی شکل کوئی پیار آگیا
یہ کون جانتا تھا یہی ہوگی خوئے دل

پرسش ہوئی جو حشر میں مجھ نامراد سے
کچھ بھی نہ کہ سکونگا بجز آرزوئے دل

پہلو کو چیر کر مرا دل بھی نکال لو
نکلے اگر نہ تم سے مری آرزوئے دل

نادم ہوئے وہ تمکو نہ شرم آئی کچھ ضیا
کیا مل گیا جو بزم میں کی جستجوئے دل

ردیف میم

کبتک کسیکو کھینچینگے پیچ حسن ظن سے ہم
کل خود ہی جا ملیں بت عہد شکن سے ہم

شب وصل گل ہوا ہو نصیب اے صبا ہمیں
جب خاک ہو کے نکلے صحن چمن سے ہم

کہتے ہو تم کہ تجھکو ستائینگے حشر تک
اتنی حیات مانگ لیں چرخ کہن سے ہم

یہ بات خواب کی ہے مگر جانئے گا سچ
سیتے شب کو لب بلب کسی غنچہ دہن سے ہم

جب اپنے دل کو پوچھا کہ آیا کہاں سے ہاتھ
بولے یہ پھول توڑ کے لائے چمن سے ہم

حاصل ہیں انکسار میں جب سربلندیاں
پھر دبکے کیوں رہیں کبھی چرخ کہن سے ہم

اُٹھینگے صبح حشر اگر موت آگئی
سوتے ہیں منہ لپیٹ کے احرام کفن سے ہم

انصاف کی نظر سے جو دیکھا اُٹھا کے آنکھ
بولے ستم میں بڑھ گئے چرخ کہن سے ہم

فرقت کا حال جبکہ نہیں قابل بیان
پھر اور کیا کہیں بت وعدہ شکن سے ہم

یوں تو لباس گل بھی ہے اچھا بُرا نہیں
لیکن بدلائینگے نہ ترے پیرہن سے ہم

دل سے نکلے آج یہ نالوں کی دھوم ہے
کچھ ایسے ناتوان نہیں چرخ کہن سے ہم

سب تو دکھائی دیتے ہیں آنکھوں میں شکل غیر
پھر عرض حال کیا کریں اہل وطن سے ہم

دیوانہ لوگ کہتے ہیں تو کہنے دو ضیا
ہاں دل میں عشق رکھتے ہیں شعر و سخن سے ہم

ہوتا بھی ایسا ہی تھا ای مہ لقا جیسے ہو تم
خاک آنکھوں میں ہماری کیا کہیں کیسے ہو تم

ماہِ کامل کو بھی تم کو بھی غرور حسن ہے
کسکو ہم اچھا کہیں جیسا ہے وہ ویسے ہو تم

ان بتانِ سنگدل کی کچھ خبر لیتے نہیں
میرے نالو کچھ بتاؤ تو سہی کیسے ہو تم

سامنا اچھے سے ٹھہرا آئینہ میں اس گھڑی
وہ بھی ویسا ہی ہے یکتا حسن میں جیسے ہو تم

دل نہیں جب تک دیا تھا کچھ نہیں معلوم تھا
اب کھلا ظالم ستمگر بیوفا ایسے ہو تم

[illegible] کرتا ہے عیادت آدمی بیمار کی
اتنا بھی نکلا نہ منہ سے آپکے کیسے ہو تم

آئینہ تو کرتا ہے منہ دیکھی بات اے مہربان
یہ ہمارے دل سے پوچھا چاہیے جیسے ہو تم

سامنے تیرا کرے کوئی نہ دو تسکین تک
ایسا پتھر رکھتے ہو دل آدمی کیسے ہو تم

غیر نے تعریف بھی ایسی جو کی منہ پر تو کیا
یہ تو ہم بھی جانتے ہیں باوفا جیسے ہو تم

ردیف لام

دیکھا نگاہ ناز سے اُسنے جو سوئے دل
پھر تو نہ دل رہا نہ رہی آرزوئے دل

دل کا تو نام تھا مگر اُن کی تلاش تھی
جب اُن کو پا گئے تو گئی جستجوئے دل

اے چشم تو نے رو کے ہو پیش نگار جان
آخر ملا دی خاک مین آج آبروئے دل

کیا کیا نہ باتین لوگون نے کہین بزم یار مین
کہتے ہی کہتے رہ گئے ہم آرزوئے دل

دل کھو کے ہم نے کوچہ الفت مین کیا کیا
کھوئیگی اب جہان سے ہمین جستجوئے دل

بیٹھا ہو کوئی کان لگائے مین چپ ہون
کچھ ایسی ہی تھی ہجر کی شب گفتگوئے دل

کہتے ہو ہم سے تیر نکالا نہ جائیگا
اچھا تو ایک یہ بھی سہی آرزوئے دل

جب دیکھی بھولی شکل کوئی پیار آگیا
یہ کون جانتا تھا یہی کی خوئے دل

پرسش ہوئی جو حشر مین مجھ نامراد سے
کچھ بھی نہ کہ سکونگا بجز آرزوئے دل

پہلو کو چیر کر مرا دل بھی نکال لو
نکلے اگر نہ تمسے مری آرزوئے دل

نادم ہوئے وہ تمکو نہ شرم آئی کچھ ضیا
کیا ملگیا جو بزم مین کی جستجوئے دل

ردیف میم

کبتک کسیکو سمجھینگے سچ حسن ظن سے ہم
گل خود ہی جا ملین بُتِ عہد شکن سے ہم

شب وصل گل ہوا ہی نصیب تو صبا ہمین
جب خاک ہو کے نکلے صحن چمن سے ہم

کہتے ہو تم کہ تجھکو ستائینگے حشر تک
اتنی حیات مانگ لین چرخ کہن سے ہم

یہ بات خواب کی ہے مگر جانے گا پیچ
سمجھے شب کو لب بلب کسی غنچہ دہن سے ہم

جب اپنے دل کو پوچھا کہ آیا کہاں ہے ہاتھ
بولے یہ پھول توڑ کے لائے چمن سے ہم

حاصل ہیں انکسار میں جب سر بلندیاں
پھر دبکے کیوں رہیں کبھی چرخ کہن سے ہم

اُٹھینگے صبح حشر اگر موت آگئی
سوتے ہیں منہ لپیٹ کے احرام کفن سے ہم

انصاف کی نظر سے جو دیکھا اُٹھا کے آنکھ
بولے ستم میں بڑھ گئے چرخ کہن سے ہم

فرقت کا حال جبکہ نہیں قابل بیان
پھر اور کیا کہیں بت وعدہ شکن سے ہم

یوں تو لباس گل بھی ہے اچھا برا نہیں
لیکن ملائینگے نہ ترے پیرہن سے ہم

دل سے نکلکے آج یہ نالوں کی دھوم ہے
کچھ ایسے ناتواں نہیں چرخ کہن سے ہم

سب کو دکھائی دیتے ہیں آنکھوں میں شکل غیر
پھر عرض حال کیا کریں اہل وطن سے ہم

دیوانہ لوگ کہتے ہیں تو کہنے دو ضیا
ہاں دل میں عشق رکھتے ہیں شعر و سخن سے ہم

ہونا بھی ایسا ہی تھا اے مہ لقا جیسے ہو تم
خاک آنکھوں میں ہماری کیا کہیں کیسے ہو تم

ماہ کامل کو بھی تم کو بھی غرور حسن ہے
کسکو ہم اچھا کہیں جیسا ہے وہ ویسے ہو تم

ان بتانِ سنگدل کی کچھ خبر لیتے نہیں
میرے نالو کچھ بتاؤ تو سہی کیسے ہو تم

سامنے اچھے سے ٹھہرا آئینہ میں اس گھڑی
وہ بھی ویسا ہی ہے یکتا حسن میں جیسے ہو تم

دل نہیں جب تک دیا تھا کچھ نہیں معلوم تھا
اب کھلا ظالم ستمگر بیوفا ایسے ہو تم

یہ نہیں کرتا ہے عیادت آدمی بیمار کی
اتنا بھی نکلا نہ منہ سے آپکے کیسے ہو تم

آئینہ تو کرتا ہے منہ دیکھی بات اے مہرباں
یہ ہمارے دل سے پوچھا چاہیے جیسے ہو تم

سامنے تیرا کرے کوئی نہ دو تسکین تک
ایسا پتھر رکھتے ہو دل آدمی کیسے ہو تم

غیر نے تعریف بھی ایسی جو کی منہ پر تو کیا
یہ تو ہم بھی جانتے ہیں باوفا جیسے ہو تم

مینے پوچھا ایک بوسہ کی اجازت ہی حضور
ہنسکے بولے پہلے دیکھین منہ ذرا کیسے ہو تم

وہ ہمارا گدگدانا چپکے چپکے وصل مین
وہ کسیکا کہنا آہستہ ضیا کیسے ہو تم

کیا آپکی خوشی ہے گزر جائین جی سے ہم
یہ بھی تو پوچھنے نہین پاتے کسی سے ہم

تنہائی فراق سے دل تھا بھرا ہوا
کیا کیا لپٹ کے روئے ہین شب بیکسی سے ہم

اپنے کئے کو روتے ہین اسکا علاج کیا
وہ بات ہی نہین ہے کہین جو کسی سے ہم

اے ناصح شفیق تری باتین سب بجا
گزرے ہوئے ہین عشق مین کچھ آپ ہی سے ہم

دل سے پسند کرتے ہین مرگ رقیب کو
اچھا سمجھ کے اپنی بری زندگی سے ہم

ہین اکطرف پڑے ہوئے رہنے بھی دو ہمین
جائین کہان نکل کے تمہاری گلی سے ہم

امید رکھ ہماری کہ اب نا امید کر
بیٹھے ہوئے ہین آس لگائے تجھی سے ہم

وہ دن نہین ہوئے ہین محبت کے روگ کو
پہونچے ہوئے ہین گورکنارے ابھی سے ہم

خوار اسقدر ہوئے ہین کہ لیتا نہین سلام
پچتائے ہاتھ اٹھا کے تری بندگی سے ہم

پہلے رولاؤ خوب سالے لیکے چٹکیان
پھر یہ کہو کہ چھیڑ رہے ہین ہنسی سے ہم

سنکر ضیا یہ مصرع مومن بھر آیا دل
منہ دیکھ دیکھ روتے ہین کس بیکسی سے ہم

ردیف نون

بتان دہر بھی کیا کیا ستم ایجاد کرتے ہین
کہ بتخانون مین بھی ناقوس تک فریاد کرتے ہین

اٹھانے کو جنازہ غیر سے ارشاد کرتے ہین
پس مردن وہ یون مٹی مری برباد کرتے ہین

کسیکے ظلم کا ہم پر اثر کچھ بھی نہونے کا
ستم سہ سہ کے اپنے دل کو ہم فولاد کرتے ہین

مٹا کر میری تربت کو وہ خود کہتے ہین حسرت سے
کسی برباد کی مٹی کو یون برباد کرتے ہین

نگاہِ ناز کا گھائل قتیل تیغ ابرو ہون
یہین وہ کشتہ ہون اب ماتم مرا جلاد کرتے ہین

تمہین ایجان سمجھ لینا نہین کچھ دور مطلب کا
اشارون مین بیان حالِ دلِ ناشاد کرتے ہین

جب انکی سرمگین آنکھون کا مین کچھ وصف لکھتا ہون
تو خوش ہو کر مرے شعرون پہ وہ دو دو صاد کرتے ہین

ہوئی ہین آج خود منصف جزا پائینگے سب عاشق
ہمارے واسطے دیکھین وہ کیا ارشاد کرتے ہین

دل آزاری تری پہونچی ہے اس درجہ کو اے ظالم
کہ عاجز ہو کے تیرے ظلم سے فریاد کرتے ہین

بتون کی خامشی یہ کہ رہی ہے ایک عالم سے
زبان گو بند ہے دل مین خدا کی یاد کرتے ہین

نہ گھبرا اے ضیا مشکل تری ہو جائیگی آسان
مصیبت والونکی مشکلکشا امداد کرتے ہین

دل کھو گیا تو دل کی ہمین جستجو نہین
یہ خیریت ہے غیر کے پہلو مین تو نہین

عاشق کی آرزو تو کوئی آرزو نہین
پھر کیا سنین وہ سننے کی یہ گفتگو نہین

سننا یہ تھا کہ آج ہے مقتل مین امتحان
کاٹو تو اب عدو کے بدن مین لہو نہین

اللہ رے خیال کہ ہو جائیگا یہ شوخ
شکوہ مرا کیا تو مرے روبرو نہین

بس دور ہی سے دیکھے حسینونکا رنگ روپ
یہ گل وہ ہین کہ جنمین محبت کی بو نہین

ظالم نے عرض حال سنی ہے یہ پوچھکر
اسکے سوا تو اور کوئی آرزو نہین

شکوہ مرا وہ کرتے ہین مجھسے ہزار شکر
تعریف غیر کی نہین ذکر عدو نہین

سنبل کو تیرے زلف کے دھوکے مین سونگھکر
کیا پیچ و تاب کھاتے ہین وہ مشکبو نہین

دیتے ہین اپنے سر کی وہ قسمین رقیب کو
اسکام کا بھی ہاے ہمارا لہو نہین

حور و پری کے ذکر پہ خاموش ہو رہے
مطلب یہ ہے کہ تجسا کوئی خوبرو نہین

کچھ بڑھ چلی ہے حد سے زیادہ جفاے یار	کہنا پڑا یہ مجھکو کہ رشک عدو نہین
وہ بات ہی جو آے ہین وہ اس شب فراق	یا مین مریض غم نہین یا آج تو نہین
محفل سے اپنی غیر کو ایجان نکالدو	کیا سوچتے ہو کچھ وہ مری آرزو نہین
رہجاے کھنچکے تیغ یونہین میان مین یہ کیا	اچھا ہمین سہی اگر ایجان عدو نہین
کمبخت دل کو آپکی صورت پسند ہی	اپنی نگاہ مین تو کوئی خوبرو نہین
کیا جانے کیا زبان سے نکلجاے اسلئے	کرتے خیال یار سے کبھی گفتگو نہین
آنے کے وقت یار نے کچھ کہدیا ضرور	بدلا ہوا مزاج ہے قاصد وہ تو نہین
بدلا تو آج غیر سے لین بات بات کا	مجبور ہین اسی سے کہ اپنی خو نہین
تصویر یار کو بھی ہی اتنا بڑا غرور	جاؤ جو سامنے تو کیسے گفتگو نہین
قاتل کا ہاتھ سست تلوار اسکی کند	بات اصل یہ ہی کام کا اپنا گلو نہین

کیا جائین محفلون مین حسینون کی اے ضیا
وہ ہم نہین وہ دل نہین وہ آرزو نہین

نہ کاٹے کٹے تیری فرقت کے دن	مجھے گنتے گذرے قیامت کے دن
تمہاری جوانی تمہارا شباب	مجھے تو یہی دن ہین آفت کے دن
نہ پوچھو نہ پوچھو کہ کیا کیا ہوا	نہ ایسے کٹے ہین مصیبت کے دن
مزا تھا جو واعظ بھی بیٹھی خدا	مرے ساتھ چلتا قیامت کے دن

ضیا تو نے کس عمر مین جان دی
ابھی تھے ترے عیش و عشرت کے دن

ہم مصیبت پر اپنی روتے ہین	خندہ زن اسپہ لوگ ہوتے ہین

مانع گریہ جب وہ ہوتے ہین
اور ہم پھوٹ پھوٹ روتے ہین

ہجر کی رات مین ذرا سوتا
ہائے کس طرح لوگ سوتے ہین

سرنگون بیٹھتا ہون بزم مین جب
مجھپہ کیا کیا اشارے ہوتے ہین

پرچے پڑتے ہین درد عشق بڑھا
چپکے چپکے اسی سے روتے ہین

تیری محفل مین ہین جو میرے سوا
یہی فتنے فساد بوتے ہین

خفتہ بختی یہ میری جب مین گیا
آدمی نے کہا کہ سوتے ہین

چاہنے والے جب ہمین ٹھہرے
تو ستم بھی ہمین پہ ہوتے ہین

دل دیا تھا ہنسی ہنسی مین کبھی
اب تو اپنے کئے کو روتے ہین

اُن کا کہنا شب وصال ٹھہر
نیند آئی ہے ہمکو سوتے ہین

شیخ حورون کو ترسے مجھکو تو
روز نظارے ایسے ہوتے ہین

پہلے جیتے تھے اُن کو دیکھ کے ہم
ابتو جینے سے ہاتھ دھوتے ہین

دشمنون سے اشارے پلکون کے
کیون مرے حق مین کانٹے بوتے ہین

دل نہ کھویا تھا اس مصیبت سے
جس مصیبت سے جان کھوتے ہین

بس ضیا چپ رہو بہت روئے
آپ اپنے کو کیون ڈبوتے ہین

دل عاشق مین جو آج اپنا گذر کرتے ہین
کیسا اُجڑا ہوا آباد وہ گھر کرتے ہین

آنکھ اُٹھا کر مری جانب جو نظر کرتے ہین
تیر مژگان سے وہ غربال جگر کرتے ہین

اب تو نالے مرے کچھ اُن پہ اثر کرتے ہین
آہ دل تھام کے وہ شام و سحر کرتے ہین

انتظار آپ کا اے رشک قمر کرتے ہین
رات بھر جاگ کے عاشق جو سحر کرتے ہین

ظ رہین آنکھ مین دل ہی مین ہین پوشیدہ
مردم دیدہ سے پردہ وہ اگر کرتے ہین

وہ ہمین بھول بھی جائین تو شکایت کیا ہے
ہم تو یاد اُن کو یہان شام وسحر کرتے ہین

سینہ مین آگ لگی رہتی ہے دل جلتا ہے
ضبط ہم نالۂ پرسوز اگر کرتے ہین

دھوتے ہین دفتر عصیان کی سیاہی شکر
اتنا تو خوب مرے دیدۂ تر کرتے ہین

دیکھئے کیسی جزا ملتی ہے دونون کو وہان
صبر ہم کرتے ہین وہ ظلم اگر کرتے ہین

وِرد کرتے ہین کسی گل کا وظیفہ شاید
غل جو مرغان چمن وقت سحر کرتے ہین

آب شمشیر کی لذت نہین معلوم جنھین
چشمۂ خضر کی جانب وہ نظر کرتے ہین

دل سے کیونکر نہ انھین سمجھون مین اپنا قاصد
نالے جا جا کے انھین میری خبر کرتے ہین

بزم مین انکی ہین اغیار بھی ہم بھی موجود
دیکھئے چشم عنایت وہ کدھر کرتے ہین

دور بھی کیجئے اب شرم وحیا بندہ نواز
پاس آجایئے کیون مجھسے حذر کرتے ہین

بیطرح پڑتی ہین غیرون کی نگاہین اُن پر
میری جانب جو کبھی ترچھی نظر کرتے ہین

خوب پہچانتے ہین آپکے تیور صاحب
دل چُرانیکی اشارون سے خبر کرتے ہین

توڑتے ہین جو یہ بت کعبۂ دل کو میرے
کیا خدا کا بھی نہین خوف وخطر کرتے ہین

شام تک آج پہونچ جائینگے ہم ملک عدم
روز کہکر یونہین سامان سفر کرتے ہین

کیون نہ مین خوش ہون کہ خالق نے دکھایا یہ دن
میرے مرنیکی انھین غیر خبر کرتے ہین

آرزو حسرت وارمان وتمنا بنکر
دل عشاق مین اپنا وہ گذر کرتے ہین

رہتے ہین رخ کے تصور مین کبھی گیسو کے
ہم یہی کام ضیا شام وسحر کرتے ہین

جو بل ہے اے بت کافر ترے خمدار کاکل مین
نہ لہر ایسی ہے ناگن مین نہ پیچ ایسے ہین سنبل مین

نہ کچھ پھولا سماؤن عشق اگر یہ رنگ دکھلائے
چڑھائے پھول تربت پر وہ گل اگر مرے قل ہین

کسیکا شانہ دل چاک کر کبھی نہین چھوٹا
بلا کے پیچ ہین کاکل تری خمدار کاکل ہین

گھٹا گھنگھور چھائی ہے چمن کی بھی ہوا بدلی
او بل پڑتا ہون ای ساقی مزا ہے آج قل قل ہین

شہید ناز کی تربت پہ اسکو کیا چڑھانا ہے
نظر آتا ہے اک تازہ سا گل منقار بلبل ہین

شگوفے باغ عالم مین مجھے یہ ہاتھ آئے ہین
کہ پھل ہین رنگ جسکا ہے رنگی ہو ہر گل ہین

جو تھے مسند نشین پہلے وہ فرش خاک پر سوئے
ترقی ہو رہی ہے کیا زمانہ کے تنزل مین

الہی تیری ہی رحمت کا اب مجھکو بھروسا ہے
کٹی ہے عمر میری کیا کہون کیسے تغافل مین

گدائے کوچہ جانان ہون جاؤن کیا کسی در پر
مزا شاہی کا حاصل ہے ضیا ایسے توکل مین

ربط کیسا یہ گل و خار مین ہم دیکھتے ہین
یار کو پہلوئے اغیار مین ہم دیکھتے ہین

کچھ نہ شرمائیے بازار مین ہم دیکھتے ہین
جائیے کوچہ اغیار مین ہم دیکھتے ہین

زلف کے سایہ سے اب دہری ہوئی جاتی ہے
یہ نزاکت کمر یار مین ہم دیکھتے ہین

یا تو دل پھیریئے یا بوسہ عارض دیجئے
بات بڑھ جائیگی تکرار مین ہم دیکھتے ہین

اپنی توبہ شکنی کام نہین آتی ہے
بھیڑ جب خانہ خمار مین ہم دیکھتے ہین

نامہ بر جاکے اسے جلد تو اتنا کہدے
کچھ نہین اب ترے بیمار مین ہم دیکھتے ہین

ایسے اب ہو گئے ہین محو جمال جانان
جلوہ اسکا در و دیوار مین ہم دیکھتے ہین

ہو نہ ہو راہ مین قاصد نے الٹ پھیر کیا
اپنا مطلب خط اغیار مین ہم دیکھتے ہین

وہ اگر خود بھی بلائین تو نہین جائین اب
بات بنجاتی ہے انکار مین ہم دیکھتے ہین

کیسی تسکین غم یار دیا کرتا ہے
بیقراری جو دل زار مین ہم دیکھتے ہین

سروِ شمشاد پہ کچھ اور ہی ہوتا ہے گمان
جب ٹہلتے انھیں گلزار میں ہم دیکھتے ہیں

دمِ عیسیٰ میں بھی وہ بات نہیں حاصل ہے
معجزہ جو تری رفتار میں ہم دیکھتے ہیں

زندگی اور بھی ہو جاتی ہے دشوار ابھی
دل کو مضطر جو غمِ یار میں ہم دیکھتے ہیں

آج کیا تیغِ ستم کا کوئی کشتہ ہوگا
بل تری ابروئے خمدار میں ہم دیکھتے ہیں

اے ضیا سنکے غزل ہونگے وہ بیتاب ضرور
درد جیسا ترے اشعار میں ہم دیکھتے ہیں

ابھی ابھی تمھیں بیخود بنائے دیتے ہیں
ہم اپنا قصۂ دل اب سنائے دیتے ہیں

بہانا لاکھ کرو ہم سے چھپکے جانے کا
تمہارے نقشِ کفِ پا بتائے دیتے ہیں

درازیِ شبِ فرقت وہ سنکے یوں بولے
ذرا سی بات کو اتنا بڑھائے دیتے ہیں

حیا کے ساتھ شبِ وصل بھی ہے یہ شوخی
ہر ایک بات پہ وہ مسکرائے دیتے ہیں

یقین ہو کہ نہ ہو دم نہیں بھی یاد نہیں
ہم آج حالِ شبِ غم سنائے دیتے ہیں

جفا کے ساتھ ہوا انداز کچھ وفا کا بھی
تمھیں ستم کا قرینہ بتائے دیتے ہیں

وہ رکھکے قبر میں لاشہ ہمارا یہ بولے
تمھیں ہم آج ٹھکانے لگائے دیتے ہیں

کہا جواب کے بدلے یہ آکے قاصد نے
وہ خط کو پھاڑ کے پرزے اڑائے دیتے ہیں

قسم خدا کی امیدِ وصال پر اے جان
یہ نقدِ دل تمھیں بے آزمائے دیتے ہیں

خدا کے سامنے ان کی صفائی دیکھو تو
قصور خود ہی وہ اپنا بتائے دیتے ہیں

چلو تو کوچۂ جاناں میں آج اے واعظ
تمھیں بہشت کا رستہ بتائے دیتے ہیں

نہ پائمال ہو بادِ صبا کی ٹھوکر سے
وہ اس لئے مری تربت مٹائے دیتے ہیں

سہیگا کون یہ نازک مزاجیاں ان کی
کہ بات بات میں غصہ دکھائے دیتے ہیں

ستم کو چھوڑ کے اہل وفا ہو صاحب
نہ آتی ہو جو وفا ہم بتائے دیتے ہین

اشارہ غیر نے کیا جانے کیا کیا اُن کو
وہ اپنی بزم سے مجھکو اُٹھائے دیتے ہین

ذلیل و خوار ہوئے عشق مین کچھ ایسے ہم
کہ روز گالیان اپنے پرائے دیتے ہین

یہ وقت قتل خدا جانے کیا کہا اس نے
تمہارے دل کی لگی ہم بجھائے دیتے ہین

نقاب اوٹھکے جو آئے ہین آج کوٹھے پر
تو آفتاب کو ذرہ بنائے دیتے ہین

یہ شوخیان کہ بناوٹ سے روکے محشر مین
خدا کے سامنے مجھکو ہنسائے دیتے ہین

[illegible] اُٹھکے آئینہ رکھو تو سامنے اپنے
تمہاری مثل ابھی ہم دکھائے دیتے ہین

[illegible] بشوق شہادت تمہارے ہاتھون سے
وہ آگے تیغ کے گردن جھکائے دیتے ہین

[illegible]کے حسن خداداد وقت آرائش
وہ آئینہ کو بھی حیران بنائے دیتے ہین

غم فراق مین روتے ہو کیون ضیا ہر دم
تمہارے یار کو تمسے ملائے دیتے ہین

[illegible] مین آتا ہے فلک کا یار سے شکوا کرون
دل یہ پھر کہتا ہے مین کس کا گلا کس کا کرون

[illegible] جان اپنی پڑ گئی اب کیا کرون
جو کہے دل وہ کرون یا یار کا کہنا کرون

[illegible] تصور سے اگر دیکھا کرون
ہجر مین بھی وصل کے ہر دم مزے لوٹا کرون

[illegible] کیون جب نہ سنکر سوال وصل تم
آج بھی ہے یہ ارادہ وعدۂ فردا کرون

[illegible] دیکھو تو تم اضطراب دل مرا
پھر چلے جانا یہان تک لاکھ مین تڑپا کرون

روکے میرا عرض کرنا یار سے حال خراب
مسکرا کر اُنکا کہنا ناز سے مین کیا کرون

قاصدا آنکھین فرش راہ انتظار اب ہوگئین
مین جواب خط کا کب تک راستہ دیکھا کرون

درد جب ہوتا ہے کم لیتے ہو دل مین چٹکیان
کیا تمہاری ہے یہی خواہش کہ مین تڑپا کرون

خانۂ دل سے نکلکر ہے جو آزادی پسند ۔ آہین کہتی ہین کہ سیرِ عالمِ بالا کرون
دل دیا تھا آپ کو مینے بڑی اُمید پر ۔ وصل ہو غیرون کو مین دیدار کو ترسا کرون
پاس بیٹھے ہین تو خود بیتاب ہو جائینگے وہ ۔ حالِ دل حالِ جگر اظہار اُنسے کیا کرون
عرصۂ محشر مین اُسکا دھیان آتا ہے مجھے ۔ پیش حق اس بت کا مین کیا آج کچھ شکوا کرون
ای فلک تو بھی سنبھل جا اُنسے بھی کہدے کوئی ۔ جی مین آتا ہے کہ مین دل کھولکر نالا کرون
دیکے دل لاکھون گلے شکوے کیا کرتا ہون مین ۔ عاشقی کا اُنکی پھر کس منھ سے مین دعوا کرون

بنکے ارمان اُسنے دل مین گھر کیا ہے ای ضیا ۔ اُسکے دل مین آہ ہوکر مین گذر اپنا کرون

ہوا ہے اور بھی ہو جورِ آسمان برسون ۔ کہ ہم کو صبر کا دینا ہے امتحان برسون
رہیگا دل جلون کی آہ کا دھوان برسون ۔ زمین والے نہ دیکھینگے آسمان برسون
کسیکی پردہ دری کا خیال تھا جو مجھے ۔ تو اپنی حسرتین دل مین ہین نہان برسون
چرایا دل بھی پھر اُسپر یہ اُلٹی بات سنو ۔ نگاہِ یار رہی ہم سے بدگمان برسون
خیالِ یار کو دیتے نہ ہم جگہ دل مین ۔ خبر کسے تھی رہیگا یہ میہمان برسون
نہ پایا کعبہ مین انکو نہ دیر مین ہم نے ۔ بھٹکتے یونہین پھرے ہم کہان کہان برسون
تلاش کرتی رہی جو تری نگاہ بہت ۔ تو دل بھی ڈھونڈھا کیا اپنا قدردان برسون
خدا کے گھر مین کوئی ایک دن نہین رہتا ۔ ہماری دل مین رہی الفتِ بتان برسون
سمجھ مین آجتک آیا نہ اسکا کچھ مطلب ۔ سُنا کئے گل و بلبل کی داستان برسون
دیا جواب نقاہت مین ضبطِ دل نے جب ۔ کلیجا تھام کے فرقت مین کی فغان برسون
جو تمنے وعدہ کیا تھا کہ آئینگے اک دن ۔ تو انتظار کیا ہمنے مہربان برسون

گرا پڑا ابھی نہ اک پھول اب یہ پائیگی
چمن مین خاک اوڑائے اگر خزان برسون

ضیا ہے کوچہ دلدار کیا بہشت برین
بتائیے تو سہی تم تو رہے وہان برسون

جکڑا ہوا اک حلقۂ زنجیر مین دیکھین
ہم دل کو تری زلف گرہگیر مین دیکھین

سنتے ہین نظر آتی ہے اللہ کی قدرت
چلکر کبھی کوے بت بے پیر مین دیکھین

مارا تو ہمین اس ترے ارمان نے قاتل
کیسی ہو تڑپ کشتۂ شمشیر مین دیکھین

کیونکر ہو خواہش کہ رہین قید ہمیشہ
حلقہ تری زلفون کا جو زنجیر مین دیکھین

دیدیجے اسباب کی بھی آج اجازت
ہم جلوۂ حق آپکی تصویر مین دیکھین

ہو چارون طرف اُنکی نظر بزم مین ہمدم
کس کس کا جگر چھیدین وہ اک تیر مین دیکھین

چاہین تو نقاہت مین بھی کچھ دور نہین ہے
ہم چرخ کو اک نالۂ شبگیر مین دیکھین

ہم شوق شہادت مین جو سر اپنا جھکائین
تیرا خم ابرو تری شمشیر مین دیکھین

بلوایا ہمین اور بھی اُس بت نے یہ کہکر
ہو طول کہانتک تری تقریر مین دیکھین

شوخی و شرارت جو ہے وہ پیش نظر ہے
کیا اور نگاہ بت بے پیر مین دیکھین

ہے شوق جو دیدار کا آنکھون مین دم قتل
منہ موت کا آئینۂ شمشیر مین دیکھین

کیون حرف شکایت کا ہو سلسلہ قایم
ہم غیر کا نام آپکی تحریر مین دیکھین

آنکھین ہمین ایسی ہون نگاہین ہمین ایسی
اللہ کی قدرت تری تصویر مین دیکھین

اتنا تو اثر نالون مین ہو جائے الٰہی
جو دل مین ہے بل عرش کی زنجیر مین دیکھین

سنکر گلہ چرخ وہ کہتے ہین یہ ہمسے
لکھا ہوا کیا ہے تری تقدیر مین دیکھین

کہدے کوئی اُن سے کہ سنبھالے رہین دلکو
کتنی ہے کشش آہ کی تاثیر مین دیکھین

کچھ منہ سے ابھی کہ نہین سکتے ہین ضیا ہم
کیا ہوتا ہے عشقِ بتِ بے پیرہن دیکھین

سروقامت اسیکو کہتے ہین
ہم قیامت اسیکو کہتے ہین

ایک دل ہاتھ سے نکل جانا
لاکھ آفت اسیکو کہتے ہین

بیوفائی ہمین سے او صاحب
آدمیت اسیکو کہتے ہین

پتلے مٹی کے اور حسن ایسا
اُس کی قدرت اسیکو کہتے ہین

حسرتِ وصل دل مین رہجانا
داغ الفت اسیکو کہتے ہین

ہم مرین تم پہ تم رقیبون پر
کیون محبت اسیکو کہتے ہین

دل لگانا بتون سے بے سمجھے
سچ ہے آفت اسیکو کہتے ہین

دیکھکر مجھکو غیر سے بولے
بے مروت اسیکو کہتے ہین

کھچکے پہلو سے دل نکل آئے
بھولی صورت اسیکو کہتے ہین

تلخی باتون کو سنکے پی جانا
ہم تو شربت اسیکو کہتے ہین

اے ضیا خوب آزما دیکھا
پھوٹی قسمت اسیکو کہتے ہین

تری محفل مین جتنے ای بت بی پیر بیٹھے ہین
بہت آزردہ خاطر ہین بہت دلگیر بیٹھے ہین

رہائی قید زندان سے خدا جانے ملے کب تک
ابھی سے توڑ کر ہم پاؤن کی زنجیر بیٹھے ہین

جنھین ہے سات پردہ غیر محرم کی نگاہون سے
ان آنکھون مین ہم انکی کھینچے تصویر بیٹھے ہین

زمینِ کوئے جانان کم نہین میدان محشر سے
جدھر دیکھو ہزارون عاشق دلگیر بیٹھے ہین

ذرا کچھ بین دیکھو اپنے دیوانونکی آرائش
کڑی ہاتھون مین پہنے پاؤن مین زنجیر بیٹھے ہین

پس مردن بھی غیرون سے جو سنوانا ہے کچھ مجکو
تو اپنے سامنے رکھکر مری تصویر بیٹھے ہین

جگر کو سینہ کو دل کو ہمارے غور سے دیکھو
انھین گوشون مین چھپ چھپکر تمھارے تیر بیٹھے ہین

جو ہوتا قتل کرنا تو ہزارون تھے سر محفل
فقط وہ نام کو کھینچے ہوئے شمشیر بیٹھے ہین

تڑپتا ہون تڑپنے دو ورنہ اب دیکھو ادھر پھر کر
تمھاری اک نظر کے دل پہ لاکھون تیر بیٹھے ہین

رہی جاتی ہے حسرت گفتگو کی وصل کی شب بھی
مرے پہلو مین گویا بنکے وہ تصویر بیٹھے ہین

قضا آجائے تو مرکر ترے کوچہ سے ہم اٹھین
اسی امید پر ہم اے بت بے پیر بیٹھے ہین

ہمارا غیر کا جھگڑا چکا دیتے نہین اٹھکر
دکھانیکو یونہین کھینچے ہوئے شمشیر بیٹھے ہین

ضیا پند و نصیحت ہر گھڑی ہر وقت سمجھانا
جناب شیخ جیسے بنکے میرے پیر بیٹھے ہین

جو ڈھونڈھے کوئی تو کہان وہ نہین
عیان ہر جگہ ہے نہان وہ نہین

کہان ملک ہستی سا ملک عدم
زمین وہ نہین آسمان وہ نہین

محبت تمھاری نباہینگے ہم
پھرے قول سے یہ زبان وہ نہین

نگاہون مین کیا چشم نرگس سمائے
وہ چتون نہین شوخیان وہ نہین

ہنسو گریۂ بلبل زار پر
سنو دل سے میری فغان وہ نہین

مٹین ایک ہم اور دشمن رہین
اجی کیا تہ آسمان وہ نہین

بیان کرتے بلبل سے کچھ حال دل
ہماری مگر ہمزبان وہ نہین

جسے دل لگی تم ہو سمجھے ہوئے
سنو بھی مری داستان وہ نہین

تصور سے تیرے چھپا کیا رہا
نگہ کچھ مرا رازدان وہ نہین

برا لاکھ کوئی کہے چرخ کو
تمھارا سا نامہربان وہ نہین

رہو چسم اغیار مین شوق سے — مگر میرے دل سا مکان وہ نہین

جسے کچھ سمجھکر دیا نقد دل — یہ قسمت مری قدردان وہ نہین

ضیا ہم کہین گے غزل پر غزل
دہن مین رُکے یہ زبان وہ نہین

کہ سکون مین دل کی وہ حالت نہین — سن سکین وہ میری یہ قسمت نہین

سچ ہی آسان کچھ تری الفت نہین — ہمنے جھیلی کون سی آفت نہین

شب کو تھا ملکِ عدم اپنا سفر — دی خیال یار نے فرصت نہین

وصل جانان کی بندھی امید کیا — میری قسمت غیر کی قسمت نہین

یاد بھی اب ہوگئی اُن کی جفا — دل بہلنے کی کوئی صورت نہین

وہ جو آئے ہین تو دو ہی بات ہے — ہم نہین یا اب شبِ فرقت نہین

لے تو جا شاید وہ پڑھ لین نامہ بر — خط ہمارا کچھ خطِ قسمت نہین

کوئی حسرت ہو تو وہ پوری کرین — میری حسرت تو کوئی حسرت نہین

حشر مین بھی وہ ملے تو یہ کہا — تجھسے ملنے کی ابھی فرصت نہین

مرگئے ہم سُنکے حورون کی صفت — ہائے دنیا مین ہوئی جنت نہین

اس لئے ہم سے عدو اچھا ہوا — یعنی اُسکو آپ کی الفت نہین

دور ہی سے دیکھکر وہ پھر گئے — تھی کسی قابل مری تربت نہین

پوچھتے ہین اسلئے رہ رہ کے وہ — جس مین ہم کہدین کوئی حسرت نہین

قبر مین دشمن فرشتے ہوگئے — غم کے مارون کو کہین راحت نہین

اپنا دل اپنی طبیعت سے اے ضیا

تم کو الفت ہے اُنھین الفت نہین

حالِ شبِ فراق کسیکو سنائے کون
ہے مختصر یہ بات غمِ دل بڑھائے کون

مجھ کشتۂ فراق کی مٹی خراب ہے
کہتی ہے بیکسی ترا لاشہ اُٹھائے کون

ظالم ستم شعار جفا کیش پُر دغا
کہدو تمھین کہ تمسے بھلا دل لگائے کون

ہم کو تو کوئے یار مین ہے لطفِ زندگی
حورون پہ جان دینے کو جنت مین جائے کون

کام آرہی ہے یادِ مژہ وقت بیکسی
یہ بھی نہو تو سینہ مین نشتر چبھائے کون

باز آئے ایسے جینے سے اوکتا گیا ہے دم
ہر روز دلپر ایک نیا داغ کھائے کون

مطلب تو یہ نہین کہ چرایا ہے تمنے دل
بیٹھا ہوا ہے بزم مین آنکھین چرائے کون

مجھکو کبھی یہ موت بھی آئی نہ پوچھنے
شب بھر کراہتا ہے کلیجا دبائے کون

دل تو یہ چاہتا ہے چلین انکے بزم مین
پھر سوچتے ہین جائے ضیا بے بلائے کون

جہان کمبخت دل سے ہوکے ہم ناچار جاتے ہین
خدا حافظ وہین ہنستے ہوئے اغیار جاتے ہین

نکالا اپنے کوچہ سے جو اُسنے اف ری بیتابی
کہ دل تھامے ہوئے ہم دن مین سو سو بار جاتے ہین

نہ سننا تو قیامت تھا غضب ہے سُنکے یہ کہنا
ہمین افسوس ہے نالے ترے بیکار جاتے ہین

عیادت کو وہ کیا آئین تغافل جب سکھلائے
تمھارا کیا ہے اپنی جان سے بیمار جاتے ہین

بُرا ہو بدگمانی کا کہ کیا کیا دل مین وہ سمجھے
فقط اتنا ہی پوچھا تھا کہان سرکار جاتے ہین

دلِ نادان کو نادانی نے کھویا کوئے الفت مین
جو عاقل ہین وہ اس رستے بہت ہشیار جاتے ہین

نہ ساقی نے یہ بھید ابتک بتایا اپنی محفل کا
کہ وہ بیہوش کیون آتے ہین جو ہشیار جاتے ہین

بچایا نیسے جگر بچتا کہ دل بچتا بتا ظالم
تری قاتل اداؤن کے بھی خالی وار جاتے ہین

بنا کچھ رنگ دکھلایا ہی ابر نو بہاری نے
گھروں سے جھومتے میخانوں کو میخوار جاتے ہین

غرض کسکو تھی جاتا کون دیکھ جان محشر مین
لئے جاتی ہی ہمکو حسرتِ دیدار جاتے ہین

خموشی رہروِ ملک عدم کی صاف کہتی ہے
یہ جانیوالے دنیا سے بہت بیزار جاتے ہین

برہمن دیر کو جائے کہ جائے شیخ کعبے کو
غرض دونون تمہارے طالبِ دیدار جاتے ہین

حسینون مین ضیا اب جنسِ دل لیتا نہین کوئی
پریشان ہوکے پھر لیتے ہین جب بازار جاتے ہین

تیر اپنا مرے سینہ سے جدا کرتے ہین
آپ کو ہوتی ہے تکلیف یہ کیا کرتے ہین

ہم جب انکی صفتِ ناز و ادا کرتے ہین
حضرت شیخ نماز اپنی قضا کرتے ہین

جب کہا اُن سے کہ دل تم پہ فدا کرتے ہین
ہنسکے بولے کہ یونہین لوگ کہا کرتے ہین

غیر کے حق مین دعائین ہین پس پا دن بھی
دیکھئے آپ مرے واسطے کیا کرتے ہین

آپ سنتے ہی نہین آپکا شکوہ کیا ہے
آپ سنئے بھی تو ہم اپنا گلا کرتے ہین

قتل عشاق تو آسان ہے پہ مشکل ہے
رحم آتا ہے اُنہین خوف خدا کرتے ہین

روز محشر مین ہم اور شکایت تیری
ایسی باتین بھی کہین اہل وفا کرتے ہین

شمع خاموش رہا کرتی ہی اُس محفل مین
ہم عدو سے تو عدو ہم سے جلا کرتے ہین

آہ کہتے ہین کسے ہوتے ہین نالے کیسے
غم کی تصویر ہین خاموش رہا کرتے ہین

مجھسے پوچھو تو ابھی کان مین کہدون صبا
غیر سے تمسے اشارے جو ہوا کرتے ہین

مین نے پوچھا کہ ہی کیا شغل تو ہنسکر بولے
آجکل ہم ترے مرنے کی دعا کرتے ہین

کچھ تو اُن گیسوؤن مین دیکھ لیا ہی ناصح
کیا یونہین دل کو گرفتار بلا کرتے ہین

خانۂ دل مین تو کیا پاس بھی آتے وہ نہین
ہان کبھی دور سے ہم دیکھ لیا کرتے ہین

سچ وہ کہتے ہین کہ کس کس کا مین شکوہ دوستون
روز دو چار یونہین آکے بکا کرتے ہین

مدتون خاک ضیا کوے بتان کی چھانی
ہو کے اب گوشہ نشین یاد خدا کرتے ہین

شب فرقت مرے جینے کی دعا کرتے ہین
زہر دیدین مجھے احباب یہ کیا کرتے ہین

بات ہر شخص کی چپ بیٹھے سنا کرتے ہین
ہم جہان ہون تری محفل مین رہا کرتے ہین

اس سے شوخی تو کبھی اس سے حیا کرتے ہین
دیکھئے آپکے انداز یہ کیا کرتے ہین

کیا خبر کون ہے کس حال مین کیا کہتا ہے
آپ تو غیر کی باتون مین رہا کرتے ہین

خون ناحق مرا کچھ رنگ تو لائیگا ضرور
دیکھئے عذر وہ کیا پیش خدا کرتے ہین

کمسنی اور طلب دلکی انھین کون کہے
اپنے ضدی ہین کسیکا وہ کہا کرتے ہین

نہین ملتے ہون عدو کو تو پتا بتلادون
وہ مری بزم تصور مین رہا کرتے ہین

نہ بجھے خاک بجھائے سے کبھی دل کی لگی
ہم وہ ہین شمع کہ دن رات جلا کرتے ہین

کچھ نہ کچھ میری نگاہون نے سکھایا اُن کو
کچھ سمجھ بوجھ کے وہ مجھسے حیا کرتے ہین

گالیان اچھی ہین معشوقون کی خاموشی سے
ہم تو دانستہ اُنھین چھیڑ دیا کرتے ہین

وعدۂ حشر کیا آپ نے یہ یاد رہے
دو ہی نالون مین تو ہم حشر بپا کرتے ہین

سوچ تو لیجئے صاحب کہ نبھے یا نہ نبھے
چار کے سامنے کیون عہد وفا کرتے ہین

دل و جان لینے کا دونون مین پڑا ہی جھگڑا
آپ کیا فیصلۂ ناز و ادا کرتے ہین

التجا وصل کی تمنے نہ خدا ہی نے سنی
موت ہی سن لے کہین اب یہ دعا کرتے ہین

اس دل درد رسیدہ کے سبب راتون کو
ہائے بےچین سے بےچین رہا کرتے ہین

ہین یہ کیونکر کہون کیا کام وہان غیرون کا
نہ سہی کچھ مرے شکوے تو کیا کرتے ہین

ہان بھی تیرے بارے مین کسی سے کہدو
مجھ پہ مرتے ہین مگر ساتھ وفا کرتے ہین

خاک ہو کر بھی ترے کوچہ مین اپنا ہے یہ حال
نقش پا بنتے ہین ہم اور مٹا کرتے ہین

کہدو دل تھام لے وہ شوخ ستمگر اپنا
ضبط کی حد ہے ہم اب آہ رسا کرتے ہین

ابکے برسات کٹی جاتی ہے یونہین ساقی
تیرے محتاج ترے حق مین دعا کرتے ہین

ان حسینون کی نہ باتون مین کوئی آئے ضیا
جو انھین چاہے اُسی سے یہ دغا کرتے ہین

دیکھنا کیسا کبھی آپنے پوچھا بھی نہین
مرنیوالون کو کچھ اس بات کا شکوا بھی نہین

کچھ بتو سنتے ہو کیا خلق خدا کہتی ہے
ظلم کرنا تمھین زیبا مگر اتنا بھی نہین

آپ چاہو گے کہ ہاتھ آئے کسی طرح یہ مال
کام کا دل ہے یہی ہین تمھین دیتا بھی نہین

پوچھئے کیسی ہے صورت تو کہون لاثانی
اور سنئے کبھی اُس شوخ کو دیکھا بھی نہین

یہ بھی ارمان کہ اُس بت سے خدا ملوائے
پھر کسی بات کی بندے کو تمنا بھی نہین

شب تاریکی فرقت سے مجھے معلوم ہوا
ساتھ دیتا ہے بُرے وقت مین سایا بھی نہین

دردکی دل سے شکایت تو سُنا کرتے تھے
دیکھتے ہین تو سلامت ہے کلیجا بھی نہین

آپ معشوق کسیکے نہین بنتے نہ سہی
اسلئے آپکا ہوگا کوئی شیدا بھی نہین

مین تمھین دیکھ رہا تھا کہ طبیعت آئی
عقل کیا کرتی تھی کمبخت نے روکا بھی نہین

کیجئے ایسے تغافل کا گلہ کس منہ سے
اپنے دانست تو ظالم مجھے بھولا بھی نہین

دردِ کمبخت اب اُٹھا ہے کہان جانے کو
میرے دل کے تو سوا اور ٹھکانا بھی نہین

دم نکلتا ہے مرا اور وہ چپ بیٹھے ہین
ایسے موقع پہ تو کام آتے مسیحا بھی نہین

سامنے بیٹھے ہین وہ حشر مین کیونکر جاؤن
کوئی چلمن بھی نہین ہے کوئی پردا بھی نہین

کچھ مین اس طرح گیا راتکو اُس محفل مین
روکنا کیسا کہ دربان نے ٹوکا بھی نہین

گالیان ٹوٹ گئے دین تمنے ضیا کو جیسے
آجتک پھر اُسے بازار مین دیکھا بھی نہین

کیون چھیڑتی ہے ناحق او یاد تیر مژگان
دل مین بھرے ہوئے ہین اب تو تمہارے پنہان

یون عشق مین تو لاکھون دیکھے ہین ڈوب مرتے
مجھکو ڈبو رہی ہے میری ہی چشم گریان

وہ تیغ اُٹھا چکے تھے مین قتل ہو چکا تھا
کمبخت بیگناہی چلا اُٹھی کہ ہان ہان

کچھ دیر بھی نگذری کمبخت دل لگاتے
کیا جلد لائی قسمت بربادیون کے سامان

آنکھون سے گر گئے یہ دل سے اوتر گئی وہ
کیا میرے گرم آنسو کیا میری آہِ سوزان

چاک جگر کا پردہ دستِ جنون نے رکھا
ہر شخص پوچھتا ہے کیون چاک ہے گریبان

گھبرا کے بھی نہ مجھکو مرنے دیا شب غم
بھولون گا تا قیامت یہ بےبسی کا احسان

بچ بچ گیا ہون اکثر مر مر کے اُن کے ہاتھون
رہ رہ گئی ہے یونہین کھنچ کھنچ کے تیغ بران

کھو بیٹھے عاشقی مین یون ان بتون کے چلتے
رکھتے ہی تھے نہ جیسے ہم اپنا دین ایمان

وہ کچھ نہین جو ہمنے سمجھایا اپنے دل کو
ناصح جتا رہا ہے ناحق بھی اپنا احسان

کس کام کا یہ ہونا دل خوش نہین کسی سے
کھنچنے ہی کی ہے حسرت کہتے ہی ہین ارمان

بازار مین ضیا کو دیکھا تھا آج ہمنے
مرتے کے چارہ اچھا پایا تا لیے پریشان

روشن ہے نام میرا یعنی ضیا مین ہی ہون
کہتے ہین سب مجھی کو دلریش سینہ بریان

چارہ سازِ زخمہائے دل کوئی ملتا نہین
ہوگئے ناسور یہ بڑھکر تو پھر اچھا نہین

مجھپہ حیرت سی ہے قاتل کو ذرا پوچھے کوئی
مجھ مین تھا ہی کیا کہ زیرِ تیغ مین تڑپا نہین

آہِ سوزان کا اثر معلوم لیکن چرخ سے / یہ صدا آئی کہ تجھسا دل جلا دیکھا نہین
میرا شکوہ میرے مُنہ پر میر آگے بیٹھکر / یون مخاطب مجھسے ہین جیسے مرا شکوہ نہین
دل ادھر آیا۔ گیے گذرے ادھر ہوش و خرد / تم کو چاہون یا نہ چاہون یہ بھی تو پوچھا نہین
بات ہی کیا ہے کہ لیتے ہو خموشی سے صلاح / بس جوابِ وصل کے دو لفظ ہین ہان یا نہین
نارسائی نے مری اکثر کہا ہے یار سے / سب تمہارے غم مین ہین اک وہ بیچارا نہین
وہ نہ آتے ہون تو آتے ہی بنے اے نامہ بر / کوئی ایسا دم نہین پٹی نہین فقرا نہین
یہ تو آزارِ محبت نے بڑی تسکین دی / دم نکلنا شرط ہے بس پھر کوئی ایذا نہین
ابکے آئے حضرتِ ناصح تو کہدونگا یہ صاف / آپ کا عاشق نہین ہین آپکا شیدا نہین

مر گیا کل۔ عاشقون مین تھا ضیا جو ایک شخص
آپ نے اُس خانمان برباد کو دیکھا نہین

خیریت ہے کہ تم ہو پہلو مین / ورنہ دل اور میرے قابو مین
چٹکیان لے رہے ہو زانو مین / کیا نہ بیٹھون تمہارے پہلو مین
وصل کی شب ہو تم ہو پہلو مین / پھر بلا سے نہ دل ہو قابو مین
میری قسمت کا بل یہی تو ہے / پڑ گیا ہے جو تیرے ابرو مین
اے مرے دل کی خانہ ویرانی / مجھکو پہونچا دے عالمِ ہو مین
عشق مین کس کی روک تھام کرون / نہ طبیعت نہ دل ہے قابو مین
تم کو دیکھا اگر نہین دیکھا / اپنی محفل مین اپنے پہلو مین
دلِ دیوانہ کا ٹھکانا کیا / کاش رہجائے اُنکے گیسو مین
دل پریشان ہے پیچ مین پڑکر / پیچ وہ ہے جو تیرے گیسو مین

نہین معلوم دل پہ کیا گذری
ٹکڑے آتے ہین سرخ آنسو مین

پُر اثر ہے ترا کلام ضیا
کہنے ہی کو اثر ہے جادو مین

بڑھتی چلی ہے جی کے الجھن لو سنبھالے جاتے ہین
دیکھئے آگے عشق مین کیا ہو لوگ بہت سمجھاتے ہین

حسن کے چھلے نور کے ٹکڑے ہو دل مین سمائے جاتے ہین
ہائے یہ بھولی صورت والے آنکھون کو کیسے بھاتے ہین

ہجر کی راتون کا سناٹا اور اداسی کا وہ عالم
کاش انھون نے دیکھا ہوتا سنکر جو گھبراتے ہین

خاک کلیجا ٹھنڈا ہوگا خوب سا رونے بھی نہین دیتے
اور بھی آنسو پوچھکر وہ تو دل کی لگی بھڑکاتے ہین

پوچھ نہ ہمدم وجہ تاسف دل پہ چھری سی لگتی ہے
کچھ تو ایسی چوٹ لگی ہے جسپر ہم پچھتاتے ہین

جاتی ہے کوئی دل کی الجھن روتے ہنسنے سے شب فرقت
لوگ جتاتے غم مین کیونکر اپنا جی بہلاتے ہین

آپکا عاشق آپکا شیدا آپ پہ مرنے والو مین
ہے جو ضیا اک دردرسیدہ اسکو کیون تڑپاتے ہین

بیان درد پہ بولے مرے گمان مین نہین
جگر مین ہوگا مگر آپ کے بیان مین نہین

مرا قیام کہین دورِ آسمان مین نہین
جگہ ٹھہرنے کی ڈھونڈھو تو اس جہان مین نہین

یہ کہتے کہتے شب ہجر آگیا کچھ صبر
وہ کیا کرین کہ اثر ہی مری فغان مین نہین

پکارتی ہے سرِ شام بے قراریِ دل
چلوگے بزمِ حسینان تو شان مین نہین

وہ رشک سمجھے اسے کیا کہون نصیب کی بات
کہین یہ ذکر عدو میری داستان مین نہین

ذلیل عشق تمہارا ہون بات اتنی ہے
خدا گواہ کہ مجھسا کوئی جہان مین نہین

بغیر شمع اندھیرا سا ہے پڑا۔ یعنی
جو وہ نہین ہین تو رونق مرے مکان مین نہین

ادھر سے پردے ہی پردے مین سو طرح کے سوال
کلام کرنیکی طاقت یہان زبان مین نہین

اجل بھی آئی ہے بالین پہ کب کہ کہتی ہے
یونہین سی جان ہے باقی کچھ اس جوان مین نہین

ٹھہر ٹھہر کے تڑپتا یہ جی کی خواہش تھی
تڑپنے کا بھی سلیقہ دلِ تپان مین نہین

کمی ہے اپنی ہی اک مستقل مزاجی کی
وگرنہ کونسی شی ہے جو اس جہان مین نہین

غریب دل پہ عجب وقت ہے کہ کہتا ہے
انیسِ دردِ محبت کوئی جہان مین نہین

ضیا کہان مجھے پہونچا گئے مرے احباب
کہ بیکسی کے سوا کوئی جس مکان مین نہین

ردیف واو

کسی کا نام جب وردِ زبان ہو
خیالِ غیر پھر دل مین کہان ہو

کہون پھر اپنے جی کی بات کس سے
تمھین تو ایک دل کے رازدان ہو

کہین سوزِ جگر سے جل بجھے دل
کہ آہین ہون نہ ظاہر کچھ دھوان ہو

وہ سمجھانے سے پھر راضی ہوئے ہین
الٰہی اب نہ دشمن آسمان ہو

تمھارا نام سنتا ہون مین لیکن
نہین معلوم کیسے ہو کہان ہو

مرے سینے مین یون ہے تیرِ قاتل
کہ جیسے زخم کے منہ مین زبان ہو

جو سونگھی زلفِ مشکین وہ یہ بولے
ذرا تم ہوش مین آؤ کہان ہو

اسی دل کو ملیگی لذتِ وصل
اٹھائی ہجر کی جو سختیان ہو

چلا جائیگا اس حیلے سے وہ بت
ابھی یارب نہ مسجد مین اذان ہو

اگر پہونچی فلک تک آہ تو کیا
وہان بھی تو یہ پہونچے تم جہان ہو

مری آنکھین بھی دیکھین کچھ تماشا
ذرا اب غیر کا بھی امتحان ہو

رہے فکرِ کمر مین جو ہمیشہ
نہ کیون عنقا صفت وہ بے نشان ہو

جو عکسِ چہرہ پر نور پڑ جائے ۔ دل آئینہ حیرت کا مکان ہو
دعا کے واسطے یارب دمِ قتل ۔ مرا ہر موئے تن گویا زبان ہو
پسِ محمل میں ہی جاؤنگا تھک کر ۔ عنایت کی نظر ای ساربان ہو
نہ دیکھو اُسکی طرف ای چشمِ حسرت ۔ کہین ایسا نہو وہ بدگمان ہو
ہو مسکن ہمارا کوئے جانان ۔ مبارک شیخ کو باغِ جنان ہو
خدا آباد رکھے تیری بھٹی ۔ ادھر بھی اک نظر پیرِ مغان ہو

بہارِ گلشنِ شعر و سخن کے
ضیا تم عندلیبِ خوش بیان ہو

اجی کچھ حالِ بیمارِ محبت دیکھتے جاؤ ۔ کسیکی غم مین اب کیسی ہی صورت دیکھتے جاؤ
ادھر زلفین بناتا ہو مین افشان چنتا جاتا ہون ۔ ادھر تم آئینے مین اپنی صورت دیکھتے جاؤ
تمھارا ہو گیا ہی جب گذر گورِ غریبان مین ۔ ذرا حسرت بھری آنکھون سے تربت دیکھتے جاؤ
سرِ شام آج بن ٹھن کر وہ بت آیا ہی کوٹھے پر ۔ کہان ہو عاشقو خالق کی قدرت دیکھتے جاؤ
نظر پھیرو نہ یون تم اپنے بیمارِ محبت سے ۔ اگر آنکھون مین کچھ بھی ہی مروت دیکھتے جاؤ
رہا کرتی ہی الجھن سی خیالِ زلف جانان مین ۔ بڑھی جاتی ہی میرے دلکی وحشت دیکھتے جاؤ
نکل آئے ہو تم ای شیخ جی جب انکی کوچہ مین ۔ تو آنکھون سے بہارِ باغِ جنت دیکھتے جاؤ
سنا ہی مین نے لوگون سے کہ تم رشکِ مسیحا ہو ۔ ذرا آکر کسیکی غیر حالت دیکھتے جاؤ
شبِ تارِ لحد مین ہی غضب کی روشنی پھیلی ۔ بنا ہی داغِ سوزان شمعِ تربت دیکھتے جاؤ
حیا کچھ کہکے سمجھا دے نگاہِ شوخِ جانان کو ۔ ابھی اُسکی بڑھی جاتی ہی شرارت دیکھتے جاؤ
اٹھے جس طرح تم تنہا تڑپتا چھوڑ کر مجھکو ۔ یونہین اٹھتا ہی دل مین دردِ فرقت دیکھتے جاؤ

چلے ہو ساتھ غیرون کے جو تم عاشق کی تربت پر | ہوئی ہی ہر طرف برپا قیامت دیکھتے جاؤ

ضیا پڑھکر غزل بزمِ سخن مین یون پکارونگا
کہان ہو شاعرو میری طبیعت دیکھتے جاؤ

ضبط کر اتنا کہ اُف بھی دلِ ناشاد نہو | عشق صادق ہو تو نالہ نہو فریاد نہو
کہو نہین جسے وہ آپکی بیداد نہو | نہ سنین آپ جسے وہ مری فریاد نہو
صبر پھر مجھکو کسے دیکھکے آئے ای چرخ | اپنے پہلو مین اگر یہ دلِ ناشاد نہو
آسمان اور زمین دونون اُسی بت کے ہین | خاک میری بھی خدا چاہے تو برباد نہو
گفتگو کرتی ہی اس طرح گلون سے بلبل | کان مین کہہ دے صبا باغ مین صیاد نہو
کوچۂ یار سے پُر درد صدا آتی ہے | دیکھو نالان کہین میرا دلِ ناشاد نہو
خانۂ چشم سے باہر یہ نکلنے کو ہین | آبرو اشکون کی میرے کہین برباد نہو
ہم تو اللہ سے ای بت یہ دعا کرتے ہین | تجھسا دنیا مین کوئی بانیٔ بیداد نہو
کوئی شمشیر مجھے دے تو گلا خود کاٹون | خلق مین شہرۂ بیرحمیٔ جلاد نہو
دیکھو آئینۂ دل میرا سنبھلکر اے جان | کہین اسمین بھی کوئی تمثالِ پریزاد نہو
مجھپہ تو روز نئی مشقِ جفا ہوتی ہی | چرخ کیواسطے کوئی ستم ایجاد نہو
تا مر اپنا جو کیا چاہتی ہی مقتل مین | اے قضا دیکھ ذرا شرکتِ جلاد نہو
ملنے آئے بھی اگر مجھسے تو رقیبون کے ساتھ | کسی صورت دلِ بیخود غرض شاد نہو
لامکان تک صدمے سے جاتے ہین مرے نالے آج | کیا مزا ہو جو وہان بھی پریزاد نہو
کھینچ تو نہین سکتی شکل تصویر تری | دل مین شرمندہ جو مانی نہو بہزاد نہو
بدگمانی ست مری پوچھو تو بتلا دونگی | راستہ غیر کے گھر کا جو تمہین یاد نہو

کمسنی کا ہو برا ہائے مرا دل لیکر
بھول جاتے ہین وہ ایسا کہ کبھی یاد نہو

جس سے شاکی ہو ترا سارا زمانہ اے چرخ
ظلم ایسا مرے بعد اب کوئی ایجاد نہو

سنتے ہین اس بت بیرحم کا دل ہے پتھر
کہین تاثیر مرے نالونکی برباد نہو

یاد آجاتی ہین رہ رہ کے تری جور و ستم
یہ فراموش ہون ظالم تو تری یاد نہو

لطف کیا انکا جو اغیار کرین قطع کلام
اے ضیا بات وہ ہے جسپہ کچھ ایراد نہو

جلاتی سبکا دل دیکھا ہمیشہ گلعذارون کو
دیا داغ جدائی بیوفاؤن نے ہزارون کو

نہ سمجھے کوئی تلوارون سے کم انکی اشارونکو
سپر بنکر ہمارے دل نے روکا آج وارون کو

تڑپتے رات کٹتی ہے اجی ہم دلفگارون کو
گھڑی بھر بھی نہین آرام ملتا بیقرارون کو

جو پھر فاتحہ آج آئے لیکر ساتھ یارون کو
بہت رو لئے وہ دیکھکر اجڑے مزارون کو

جبین ہے چاند ماتھے پر افشان کس قیامت کی
مسخر کرلیا ہے چشم بد دور آج تارون کو

جلا دینگے یہ اکدن دیکھ لینا دشمنونکا گھر
اجی سمجھا ہے کیا تم نے ان آہون کے شرارون کو

زمین کوچہ جانان ہے بڑھکر تخت شاہی سے
فلک بیٹھا ہوا رہنے دے تو ہم خاکسارون کو

کیا اندھیر اک سرمہ لگاکر تم نے آنکھون مین
جدھر دیکھو گی ایجان مار ڈالو گی ہزارون کو

اجی تم آفتین ڈھاتی ہو گھر مین بیٹھی بیٹھی اب
ٹہلتے دیکھتے ہین ہم لب دیوار یارون کو

بہت سرو و صنوبر باغ مین ایجان اکڑتی ہین
دکھا دو اپنی سج دھج آج چلکر وضعدارون کو

کسیکا بھی دل و ایمان و دین چھوڑا نہ محفل مین
نگاہ نازنی اس شوخ کے لوٹا ہزارون کو

کچھ ایسا کردیا خوش انکو میخانہ مین بلوا کر
دعا دیتے چلے جاتے ہین واعظ بادہ خوارون کو

اجی کیسے گلے سے تم لپٹ کر سوئے تھے شب بھر
ذرا دیکھو تو کیسا کردیا پھولون کے ہارون کو

کھٹکتے رہتے ہین اغیار ہردم اپنی آنکھونمین	جگہ رہنے کی دی ہی آبلون مین ہم نے خارون کو
کروگے حشر کے دن کونسی ایجان عیاری	ابھی تو ٹالتے ہو ایک وعدہ پر ہزارون کو
مین روتا ہون تو کیون انکی لب لعلین کو جنبش ہے	گنا کرتے ہین کیا بیٹھے ہوے اشکون کے تارون کو
ایسے تیرے جوا کرتے ہین ای چرخ گردان اب	ستاتا ہی غم جانان بہت ہم دلفگارون کو
خدا زندہ رکھے ان گلرخون کو روز آئینگے	ترسنے کیون لگی تربت مری پھولونکی ہارون کو
حسینان جہان بھلائین غیرون کو نہ کیون شامل	گلون نے اپنے پہلو مین جگہ دی جبکہ خارون کو
خدا کو دے رہے ہین امتحان صبر و تحمل کا	ستالے جتنا جی چاہے فلک ہم خاکسارون کو
وبال جان کر کیواسطے ہو جائینگے صاحب	چھپاؤ تم نہ چوٹی مین اجی بیلونکی ہارون کو
قیامت تک نہین ملنے کی اب امید دنیا مین	خدا نے یون چھڑایا مجھسے میرے غمگسارون کو
مجھے آتا ہی رونا نام کس کس کا بتاؤن مین	فلک کے ہاتھ سے لٹتے ہوئے دیکھا ہزارون کو
انھین ہر رنگ سے دیکھا نہ کچھ بوئے وفا پائی	خدا نے حسن کیا جانے دیا کیون گلعذارون کو
خبر کچھ بھی نہ لی گور غریبان مین کبھی آکر	وہ ایسا بھول بیٹھے بعد مردن خاکسارونکو
لئے جاتی ہین ہاتھون ہاتھ میت باغ کی جانب	خوشی عاشق کے مرنیکی ہوئی ہے گلعذارون کو

سلا کر قبر مین ہم کو کچھ ایسے ہو گئے غافل
کہ بھولے سے نہ یاد آئے ضیا افسوس یارونکو

میرے دل کا دھوان نکلنے دو	اپنی محفل مین مجھکو جلنے دو
تیر مژگان کو اپنے چلنے دو	کسی صورت تو دل بہلنے دو
درد دل کی کہون گا پھر حالت	ابھی پہلو مجھے بدلنے دو
راہ پر ہم ضرور لائینگے	چال چلتے ہین وہ تو چلنے دو

پھر اٹھانا نقاب چہرے سے — ابھی ٹھہرو مجھے سنبھلنے دو
وصل کی شب بھی ہو چلی آخر — کچھ تو ارمان دل نکلنے دو
دیکھیں کیونکر نہ ہو اثر تم پر — آہ دل سے کوئی نکلنے دو
خود ہی کہدینگے جتنی پی ہوگی — شیخ جی کو ذرا اور بہلنے دو

کہتی ہے گرمیِ کلام ضیا
جلنے والوں کو اور جلنے دو

پتھر ہے کسی شوخ کا دل ہو کہ جگر ہو — ہم دیکھلیں اے چرخ جو نالوں میں اثر ہو
دل میں ہو کبھی درد کبھی نور نظر ہو — پھر بھی نہیں معلوم کہاں تم ہو کدھر ہو
بے پوچھے چلا آیا ہوں میں خلد میں یارب — یہ بھی کسی پردہ نشین کا کہیں گھر ہو
یہ رات تو کٹجائے کسیطرح الٰہی — پھر میں نہ کہوں گا شب فرقت کی سحر ہو
رفتار کیسی ہے تو نالے ہیں کسی کے — مشکل میں قیامت ہے ادھر ہو کہ اُدھر ہو
کچھ اور مزا آئے تڑپنے میں شب غم — کچھ اور ترقی پر اگر دردِ جگر ہو
تم کوستے مجھے اور میں دوں تمکو دعائیں — افسوس اسپر بھی محبت کا اثر ہو
آپس میں نہ کچھ تفرقہ ڈالے فلک پیر — اچھا ہو جو محشر میں یہ بانی شر ہو
رندوں نے چھلکا ہی دیا واعظ کو یہ کہکر — ذمہ ہے ہمارا جو کسیکو بھی خبر ہو
آنکھوں کو سمجھئے مری یا دل کو سمجھئے — جس گھر میں نہیں آپ [illegible] گھر ہو
اغیار سے کچھ رشک نہ تم سے کوئی شکوہ — اپنی ہی یہ قسمت ہے نگہ لطف جدھر ہو
مرنا بہت اچھا ہے تڑپ کر شب فرقت — شاید اسی صورت سے انہیں میری خبر ہو
اس ظلم و ستم پر تری اتنا ہو تحمل — پھینکوں میں زبان کاٹ کے فریاد اگر ہو

فرقت کی مصیبت کوئی دل سے مرے پوچھے
دن رات تڑپتے ہی تڑپتے ہے بسر ہو

کچھ اور بھی بڑھ جائے مری اشک فشانی
جب یار کا دامن ہو مرا دیدۂ تر ہو

ہے طول فقط دیکھنے ہی کا شب فرقت
سو قت [illegible] سو قت سحر ہو

کہنا کسی ظالم کا یہ رہ رہ کے شب وصل
اللہ کرے آج بہت جلد سحر ہو

آئے ہو جو مقتل مین تو خالی نہ پھرو تم
اک ہاتھ مین ہو تیغ تو اک ہاتھ مین سر ہو

اس طرح کہو اُن سے ضیا رازِ دل اپنا
اس کان کی اُس کان کو مطلق نہ خبر ہو

فتنے نہین اُٹھین کہ قیامت بپا نہو
تم چاہو اپنی چال سے ایجان تو کیا نہو

ہے تمکو ناگوار تو اے جان خفا نہو
سیدو لبون کو میرے کہ کوئی گلا نہو

کہتا ہی کون ہے یہ کہ مجھپر جفا نہو
مطلب یہ ہے کہ غیر پہ لطف و عطا نہو

نالہ نہو لبون پہ کہ آہ رسا نہو
جب ضبط حد سے گذرے تو بتلاؤ کیا نہو

جنت کی حورین تم سے ہون بڑھکر خدا کرے
یہ بانکپن یہ ناز یہ پیاری ادا نہو

دل ہی نہو تو اچھا ہے انسان کے لئے
دل ہو اگر تو دل مین کوئی حوصلا نہو

اس رشک سے تمھین کہو مرجاؤن یا نہین
وعدہ ہو مدعی سے مرا مدعا نہو

پچھتا رہا ہون کرکے مین دکھ درد کا بیان
اُس بیوفا کے آگے کہین یہ گلا نہو

دیتا ہے جان نامِ محبت پہ غیر بھی
تمکو یقین ہے کہین ایسا ہوا نہو

پردہ تو نہین ہے طالبِ دیدار سے اگر
میدان حشر بھی کہین سونا پڑا نہو

رو کر کہا جو مین نے کہ اب مجھ مین دم نہین
اُس سنگدل کی سنئے کہ سنکر کہا نہو

اس شکل سے وہ بیٹھے ہین آئینہ دیکھنے
آنکھین ہین چار سو کہ کوئی دیکھتا نہو

قاصد سے کہنے کو تو کہا اپنا حالِ دل
اب یہ پڑی کہ سُنکے کہیں وہ خفا نہو

ہوتے ہیں بدگمان وہ ہر بات پر مری
خاموش بیٹھنے کا بھی شاید گلا نہو

امیدوار رحم ہوں کچھ رحم چاہیے
یہ کس طرح کہوں ستمِ ناروا نہو

کرتے ہو بددعا جو مجھے ہاتھ اُٹھا کے تم
یہ کوسنا کہیں مرے حق میں دعا نہو

دیکھو کسی طرف وہ نظر آئے گا ضرور
کچھ بات ہی کہ بزم سخن میں ضیا نہو

غیر پر لطف ظلم ہم پر ہو
کچھ تو انصاف بندہ پرور ہو

لوگ کہتے ہیں تم ستمگر ہو
مجھسے پوچھو تو میرے دلبر ہو

اپنا دکھ درد کہکے دیکھ لیا
کیا پسیجے وہ دل جو پتھر ہو

اُسکا تدبیر سے بنے کیا کام
جسکا بگڑا ہوا مقدر ہو

ایک ہم ہیں کہ ہیں بُرے سب سے
ایک تم ہو کہ سب سے بہتر ہو

جب میں جانوں کہ سوئے چین سے تم
شب غم نالہ میری لب پر ہو

فیصلہ وصل و ہجر کا ٹھہرے
جس گھڑی ہم ہوں تم ہو خنجر ہو

جان یوں تو قضا بھی لیتی ہے
دل اُسے دوں جو تم سا دلبر ہو

تیرا دیدار چاہتے ہیں ہم
کون کہتا ہے یہ کہ محشر ہو

جان دیتے مگر نہ دل دیتے
کیا خبر تھی کہ تم ستمگر ہو

ہجر معشوق اور پھر جینا
اس سے مر جائیں ہم تو بہتر ہو

ٹھوکریں کھاتی پھرتی ہیں آہیں
سچ ہے کوئی نہ گھر سے بے گھر ہو

موت اُسوقت کی بہت اچھی
اُن کے زانو پہ جب مرا سر ہو

آدمی ہو اسی کے ہاتھون تنگ
دل نہ پہلو مین ہو تو بہتر ہو

دوست دشمن کو جو نہ پہچانے
اُسکے دل مین کسیکا کیا گھر ہو

دل بیتاب آج یون ٹھہرا
جیسے ٹھنڈا کوئی تڑپ کر ہو

آسمان و زمین سے کیا مطلب
تیرے در پر ہمارا بستر ہو

غیر سے پھول کی ہے فرمایش
دل کے لینے کا ایسا تیور ہو

ان حسینون پہ جان دے وہ ضیا
زندگی اپنی جسکو دو بھر ہو

خدا کی ذات سے امید یہ نہ تھی مجھکو
کہ چین دیگا انھین اور بیکلی مجھکو

ملا تو کیجئے مجھسے کبھی کبھی صاحب
پھرا رہی ہے یہ حسرت گلی گلی مجھکو

سمجھ گئے ہین اگر مدعا ے خاموشی
کچھ اور بھی وہ سنائین بری بھلی مجھکو

کسیکو دے جو کوئی دل تو دیکھ بھال کے دے
ہزار حیف نہ سوجھی یہ پہلی ہی مجھکو

شب فراق پکارون کسے خدا کے سوا
کہ مارے ڈالتی ہے میری بیکلی مجھکو

ہزار حیف کہ وہ جلوہ دکھا کے ہوش مین لائین
الٰہی پہلی ہی آجائے بیخودی مجھکو

نہ کرنا آہ کہین بزم مین جو بیٹھا ہے
اشارہ کرتی ہے یہ انکی نازکی مجھکو

خدا کیواسطے کھوتا ہے وقت کیون اے شیخ
تو اپنی راہ لے کرنے دے میکشی مجھکو

شب فراق بھی کہتی ہے موت آئے تجھے
دکھا رہی ہے یہ دن انکی عاشقی مجھکو

زمین کوچہ جانان سے دل نہین ہٹتا
ملا رہی ہے یہ مٹی مین جیتے جی مجھکو

مین غیر ہی کی طرح انکی بزم مین جاتا
یونہین سہی وہ سمجھ لیتے غیر ہی مجھکو

شب فراق کی گھڑیان ہوئین قیامت کی
پہاڑ ہو گئی دو دن کی زندگی مجھکو

مین کہہ رہا ہون کہ دل پس گیا مرا کیونکر — دکھا رہے ہین وہ مہندی لپی ہوئی مجھکو

کہانکی حور کہانکا بہشت اے واعظ — دکھا رہی ہی عجب سیر میکشی مجھکو

نظر سے اپنی گراؤ نہ اشک کی صورت — تو خدا نے بنایا ہے آدمی مجھکو

جو چاہتا ہون کہا کچھ۔ کہا نہین جاتا — بنا رہی دیتی ہی بہت اُنکی خامشی مجھکو

ہنسی ہنسی مین تو مین اُنسے دل لگا بیٹھا
رولا رہی ہی ضیا اب یہ دل لگی مجھکو

لطف جب ہی زخم دل انگور ہو — زخم ہو پھر زخم سے ناسور ہو

نزع مین ہون پھر بھی اتنی دور ہو — تم بھی کیا میری طرح مجبور ہو

ہمسے اُن سے یونہین سی ہے رسم و راہ — ہونے کو اب جس طرح مشہور ہو

تیرہ بختی اُسکی کیا کہئے جسے — روز روشن بھی شب دیجور ہو

مدعا وہ ہے جسے تم مان لو — بات وہ ہی جو تمہین منظور ہو

مرنا جینا عشق مین دونون محال — میرا دشمن بھی نہ یون مجبور ہو

قصد تو بتخانہ سے کعبہ کا ہے — آگے جو اللہ کو منظور ہو

جسکو چاہے دے خدا دنیا مین عیش — گھر تمہارا خلد ہے تم حور ہو

قدر کے قابل ہی اُسکا اشتیاق — جسکو ہر اک بام کوہ طور ہو

سامنا آئینے سے ٹھہرا اگر — منہ پہ کہدیگا کہ تم مغرور ہو

وہ ہمین رنجیدہ خاطر ہین ضیا
جسکو دنیا دیکھکر رنجور ہو

اُس صنم مین جب ہم ہون غیرونکا گذر کیون ہو — ظالم کو خیال اتنا [illegible]

جس رات نہ تو آئی مین جی سے گذر جاؤن
گھٹ گھٹ کے رہے دم کیون مر مر کے سحر کیون ہو

نالے ہون کہ آہین ہون تاثیر بھرے سب ہین
رسیدھی ہو اگر قسمت اُلٹا ہی اثر کیون ہو

رونا بھی مرا رونا دامن بھی مرا دامن
سوکھے جو سو کھانے سے پھر اشکون سے تر کیون ہو

پی سامنے واعظ کے یہ سوچ لیا دل مین
اللہ کا ڈر ہوتے انسان کا ڈر کیون ہو

کیا شی ہے لڑکپن بھی۔ اسپر وہ بگڑ بیٹھے
کیون پیار سے یہ پوچھا تم رشکِ قمر کیون ہو

اتنا بھی نہین کوئی پوچھے جو ضیا ہم سے
کیا دل پہ گذرتی ہے تم خستہ جگر کیون ہو

کوچے سے نکلواتی ہو عبث ہم ایسے وطن آوارونکو
رہنے دو پڑے ہین ایکطرف کچھ دیتی ہو کیون بیچارونکو

چھپ جانا بھی کیا ہوتا ہے جس طرح کبھی دیکھا ہی نہین
یون آنکھین ترستی ہین اپنی ای یار تری نظارونکو

روگی جو تمہارے عشق کے ہین جیتے ہین تمہاری آس پہ وہ
دو چار دنون یہ خدا کیلئے دیکھا تو کرو بیمارونکو

ہمشکل کسی مژگان کے جو تھے تو دلمین ہمارے چبھنا تھا
افسوس کہ ای صحرا جنون چبھنا بھی نہ آیا خارونکو

ہر شہر مین ہے سناٹا سا ہر کوچے مین خاک اُڑتی ہے
جسدن سے ترے دیوانون نے آباد کیا کہسارونکو

کچھ اشک برنگ شمع کہین آنکھون سے بہانا بیٹھے ہوئے
ہو بزم طرب یا بزم عزا ہے ایک سی غم کے مارونکو

تھوڑی سی رہی ہے رات ضیا کچھ مانگ دعائین خالق سے
بہتر ہے اسی مین ہو جو سحر پھر شام سے گننا تارون کو

جب مین دل دے ہی چکا ہون دے رسوا مجھکو
تو سمجھ رکھتا ہے ناصح تو نہ سمجھا مجھکو

دل کا آجانا کہین راس نہ آیا مجھکو
جیتے جی رونے لگی میری تمنا مجھکو

کوئی پہلو مین یہ رہ رہ کے صدا دیتا ہے
نیم جان ہون بہت ای درد نہ تڑپا مجھکو

غور سے دیکھنا آفت ہے حسینون کی طرف
ہر ادا کہتی ہے کیون آپنے دیکھا مجھکو

چٹکیان لے مرے دلمین مگر پہلو مین رہے
حسن والون مین کوئی چاہیے ایسا مجھکو

انکو بیدرد جو کہتا ہون تو فرماتے ہین
دے دے اپنا کوئی دکھتا سا کلیجا مجھکو

تجھسا معشوق ہو۔ مجھسا ہمہ تن دل عاشق
تو نہین۔ مان گئی تیری تمنا مجھکو

اک فقط درد جگر ہو تو کہا بھی جائے
روگ سو طرح کے سو طرح کی ایذا مجھکو

دیکھا جاتا نہین اغیار کو آتے جاتے
دفن کردے کوئی اس کوچے مین جیتا مجھکو

آدمی ہجر مین گھبرا کے بھی مرجاتا ہے
بیکسی پر بھی ہوا موت کا دھوکا مجھکو

تم نے کاٹی ہو ضیا ہجر کی رات آنکھون مین
اترا اترا سا نظر آتا ہے چہرا مجھکو

ہجوم غم مین ٹھکانے لگا دیا دل کو
جگر کی ہوک نے اٹھکر بٹھا دیا دل کو

کچھ آرزو تو نہ تھی درد عشق سہنے کی
یہ روگ یا مرے اللہ کیا دیا دل کو

عجب مزہ ہے مرے چپکے چپکے رونے مین
بھلا ہو اسکا کہ جسنے دکھا دیا دل کو

نہ دیکھا یہ کہ ہے تصویر بھی مری اس مین
کسی نے خاک مین لیکر ملا دیا دل کو

نصیب اپنا اور احسان دینے والے کا
ہزار دکھ نہین اک حوصلا دیا دل کو

کہان سے آئین یہ بے تابیان شب فرقت
ارے یہ کسنے تڑپنا سکھا دیا دل کو

ضیا بچے کہین اب بھی لگی محبت کی
ذرا سی آگ نے بالکل جلا دیا دل کو

یہ جانتے کہ ہنسے ہین کسی سے رونے کو
تو دل سے پہلے ہی کہدیتے خون ہونے کو

شب فراق ہے رہ رہ کی شور نالۂ دل
ترس گیا ہون اجل پوری نیند سونیکو

وہ نامراد مرا ہون کہ رہا ہے شباب
یہ عمر پائی تھی الفت مین جان کھونیکو

نہ کھٹکوں چشم فلک مین نہ مین قبول کرے
مٹا تو ہون ترے کوچہ کی خاک ہونیکو

ہوا جو صدمہ بیچارگی سے دل پانی
رہا نہ وہ بھی کلیجے کا داغ دھونیکو

عجب نہین کہ شب ہجر جی بہلجائے
جگر ہے دکھنے کو دل بیقرار ہونیکو

گمان تھا کہ رہیگا تمھارے آنچل مین
نہ جانتے تھے کہ دل لیے رہے ہو کھونیکو

کسی نے بزم مین اپنی جگہ نہ دی افسوس
جہان مین آہ ہم آئے تھے خوار ہونیکو

ضیا فلک نے تمھین شام سے نہ سونے دیا
سحر قریب ہے اب کیا چلے ہو سونے کو

ردیف ہائے ہوز

فلک ستائے ہوئے کا نہ حال پوچھو کچھ
نہین بیان کی قابل گذرتی ہے جو کچھ

عدو کی غم مین رہو چپ یہ بات کونسی ہے
مرے ستانے کی ترکیب اور سوچو کچھ

تمہارے چاہنے والونکا زخم دل ہو نہین
جو کہہ رہے ہو رقیبون سے اسکو چھیڑو کچھ

چلا ہے کوچۂ الفت مین ٹھوکرین کھانے
مرے عوض مرے دلکو تمہین سمجھا دو کچھ

یہ کیا کہ وصل کی شب خامشی مین کٹتی ہے
تم اپنی کہتے نہین تو ہمین سے پوچھو کچھ

مین دل سا مال تمہین اک ادا پہ دیتا ہون
اٹھا لو چپکے سے اچھا برا نہ دیکھو کچھ

بھلا ہوا یہ کہ تم دیکھنے نہین آئے
شب فراق کی بیتابیان نہ پوچھو کچھ

مین داد چاہتا ہون اور وہ یہ کہتے ہین
خدا کرے تری فریاد مین اثر ہو کچھ

تمہارے وصل کی امید پر جیین کب تک
خموشیون مین نہ ٹالو زبان سے کہدو کچھ

جگر جلاتی ہے کیا کیا لگی محبت کی
اسے تو یار ہمارے ہی دل سے پوچھو کچھ

مین کچھ نہین ہون تو کیا بندۂ خدا بھی نہین
تو تم اتنا تو سمجھو اگر نہ سمجھو کچھ

سوالِ وصل کیا ہی جو غیر نے تم سے
ابھی زبان نہ دو مجھسے پہلے سُنلو کچھ

ضیا اگر ہے تمہین شوخیِ کلام کی دھن
ابھی محاورے اہل زبان کے سیکھو کچھ

دل کو جو کچھ کہو بُرا ہے یہ
مین نہین تمکو چاہتا ہے یہ

زلف دکھلاتے ہین مجھے یعنی
اس سے ڈرئے بڑی بلا ہے یہ

مار ڈالا تری خموشی نے
کچھ تو کہہ کونسی ادا ہے یہ

قابل دید حُسن اُس کا ہے
مین نے دیکھا نہین سُنا ہے یہ

کچھ نہ سمجھو مجھے مگر اتنا
کہ کوئی بندۂ خدا ہے یہ

دیکھین ہم پر ہے کیا گمان اُنکا
کوئی کہدے کہ بیوفا ہے یہ

کہہ رہی ہے یہ دل کی بیتابی
کہ مرا درد آشنا ہے یہ

دل جو لیتے ہو لو مگر حُسن لو
پلّے درجے کا بے کہا ہے یہ

اپنا مطلب کہا نہین جاتا
تم سمجھ جاؤ مدعا ہے یہ

دل مین رہنے کو کہتے ہین کہئے
بات بیجا ہے یا بجا ہے یہ

پوچھ لو حال کچھ ضیا کا بھی
تم پہ سو جان سے فدا ہے

ردیف یائے تحتانی

کوئی جانانکی جو خاک ای حورِ عین آنکھون مین ہی
مین سمجھتا ہون کہ جنت کی زمین آنکھون مین ہی

نور بنکر آجکل اک مہ جبین آنکھون مین ہی
اسلئے کوئی سماتا ہی نہین آنکھون مین ہی

ان حسینانِ جہان پر کیا مین ڈالون گا نظر
اک زمانے سے کوئی پردہ نشین آنکھون مین ہے

جلوہ گر بھی ہو تو کیا مجھکو نظر آئے وہ ماہ
شکل پردہ دودِ آہِ آتشین آنکھون مین ہے

جسکو دیکھا مرغِ بسمل اسکو دم بھر مین کیا
ہے نگہ انکی کہ تیرِ دلنشین آنکھون مین ہے

تیری غم مین روتی روتی آبلون سے کم نہین
شکل نشتر آج تارِ آستین آنکھون مین ہے

کس طرح ہو گی نگاہِ لطف عاشق پر کبھی
جب حجاب اتنا کیسکی شرمگین آنکھون مین ہے

اسقدر اس شوخ کا مجھکو تصور ہے مدام
دل مین رہتا ہے کبھی وہ مہ جبین آنکھون مین ہے

آنکھ اٹھا کر کیون نہین تم دیکھتے ہو صبحِ وصل
اسقدر شرم و حیا کیون شرمگین آنکھون مین ہے

اک اشارے مین کیے بیجان کوئی بسمل ہوا
کیا اثر ای شوخ تیری سرمگین آنکھون مین ہے

قاف مین پریان تو حورین ہین بہشتو مین بجل
کس قیامت کی ادا ای نازنین آنکھون مین ہے

شوق ہے دلکو یہان مٹکے ہم ہو جائین خاک
گر گئی اب اسکی کوچی کی زمین آنکھون مین ہے

ڈھلگیا منکا ترے غم مین مریضِ عشق کا
دم لبون پر ہے نگاہِ واپسین آنکھون مین ہے

شوخی و ناز و ادا انداز سب موجود ہین
اک مروت ہی نہین ان سرمگین آنکھون مین ہے

کیون وہ نظرون مین سماتے ہین کسیکی ای ضیا
انکار رہنا جبکہ ممکن ہی نہین آنکھون مین ہے

اک لحظہ غمِ ہجر مین دل شاد نہین ہے
نالے نہین لب پر ہین کہ فریاد نہین ہے

کافر نہین وہ بت ہے کہ جلاد نہین ہے
بیرحم نہین یا ستم ایجاد نہین ہے

ہے کونسا ویرانہ جو آباد نہین ہے
مجنون نہین صحرا مین کہ فرہاد نہین ہے

ظلم و ستم و جور و جفا وصل سے انکار
عاشق کیلئے کونسی بیداد نہین ہے

دھوکا تو نہین بلبلِ شیدا کو دیا ہے
کیا بات ہے گلشن مین جو صیاد نہین ہے

کیون طفلِ ستمگر ہی کو بدنام کرو تم
کیا پیرِ فلک ظلم کی بنیاد نہین ہے

کیا چین ملے بلبل شیدا کو چمن مین — گلچین نہین موجود کہ صیاد نہین ہے
بل ابروؤن کے مجھکو دکھاتا ہی جو قاتل — کیا مجھپہ روان خنجر بیداد نہین ہے
کیون سرو جوانی پر اکڑتا ہے چمن مین — کیا اور کوئی غیرت شمشاد نہین ہے
تھا نام کو اُسکا بھی پتا اب نہین ملتا — پہلو مین تو وہ بھی دل ناشاد نہین ہے

کیا خوف ضیا ہو تجھے کیون بزم سخن مین
ہر شعر پر استاد کا کیا صاد نہین ہی

اب کشش دل کی ہمارے اسقدر ہونے لگی — خود طبیعت یار کی مایل ادھر ہونے لگی
کچھ نہ مطلب اپنا بر آیا سحر ہونے لگی — پھر جدائی تجھسے اے رشک قمر ہونے لگی
دل بھی گھبرایا کسیکا چشم تر ہونے لگی — اب ہماری آہ بھی کیا پر اثر ہونے لگی
اور ہونا تھا زیادہ یار کے پیش نظر — کیون کمی اب تجھمین اے دردِ جگر ہونے لگی
ڈھونڈھنے لیلی کو مجنون دشت جب جانے لگا — آگے آگے اوسکی الفت راہبر ہونے لگی
چل نہین سکتے تھے خود رنگ حنا کے بار سے — سایۂ گیسو سے اب دوہری کمر ہونے لگی
کچھ نہ پوچھو میری حیرانی پریشانی کا حال — اب تو یاد زلف و رخ شام و سحر ہونے لگی
یہ دل پر داغ سینے مین ہوا جلکر کباب — ہجر مین جب شدت سوز جگر ہونے لگی

روزنِ دیوار سے وہ جھانک لیتے ہین ضیا
اب تو مجھپر بھی عنایت کی نظر ہونے لگی

بدمست ترک یار تری چشم سیاہ ہے — دل چھید گیا غضب کی ترچھی نگاہ ہی
پہلی سی ہی نظر نہ وہ مجھپر نگاہ ہے — کہیے تو کسسے آپکے ہمراہ ہی
کچھ دین سے غرض ہی نہ دنیا کی چاہ ہے — اُسکا گدا ہون مین جو دو عالم کا شاہ ہی

آنکھین لڑا کے آتے ہین اغیار سے حضور | فرمائیے یہ کسلئے نیچی نگاہ ہے
شام شب فراق ہے یا زلف پرشکن | کالی بلا ہے یا کوئی مار سیاہ ہے
کرتی ہے کام تیر کا دل کی مناؤ خیر | کہدیتے ہین تمکو یہ عاشق کی آہ ہے
کیا پوچھتے ہو حال تجاہل سے بار بار | تم پر عیان ہے دل سے اگر دل کو راہ ہے
کچھ اور ہی ہین یار کے انداز آج کل | پہلا سا ارتباط نہ وہ رسم و راہ ہے
اللہ رے یہ جذبۂ تاثیر حُسن و عشق | تھامے ہوئے وہ دل ہین ابھی لب پہ آہ ہے
خون اسکا کیجیے کہ بلا مین پھنسائی | دل کے سوا نہ اور کسیکا گناہ ہے
نالے مرے ہین کوندرہی ہین جو بجلیان | دل کا دھوان ہے آج جو ابر سیاہ ہے
بے طرح بگڑے بیٹھے ہین وہ بزم غیر مین | تیوری بھی ہے چڑھی ہوئی ترچھی نگاہ ہے
شیخ آرزوے حور مین مرتا ہے رات دن | مین نے جو دل کسی سے لگایا گناہ ہے
شام شب فراق جو چھائی ہے تیرگی | ہے دود دل کسیکا کہ بخت سیاہ ہے
قاتل کی میرے حشر مین حالت نہ پوچھیے | جدھر ہوئی پکار کوئی داد خواہ ہے
پہلو مین آکے بیٹھے ہین نیت ہے اور کچھ | کیا جانے اُنکی اندنون کیسی نگاہ ہے

کیا ہی مزے کی تونے غزل لکھی ہے ضیا
ہر ایک کی زبان پہ اب واہ واہ ہے

مبارک سیر ہو رضوان تجھے گلزار جنت کی | مری آنکھون مین پھرتی ہے گلی اک حور طلعت کی
اگر وہ شوخ فتنہ ہے تو چال اُسکی ہے آفت کی | غضب انداز ہین اُسکے ادائین ہین قیامت کی
کچھ ایسی شام ہوتی ہے شدت درد فرقت کی | تڑپکر رات کٹتی ہے نہ پوچھو کس اذیت کی
جو مین نے راہ مین اُنسے نہ ملنے کی شکایت کی | تو بولے کیا کرون عادت نہین صاحب مروت کی

قصور اسمین ہی کیا دل کا خطا کیا ہی طبیعت کی
کسے الفت نہین ہوتی جہان نہین اچھی صورت کی

جو عکسِ چہرۂ تابان پڑا اُس ماہ پیکر کا
ہوا سکتے مین آئینہ بنا تصویر حیرت کی

کسیکی صورتِ نے دیا ہی نقش اے حضرتِ واعظ
نہین مٹ سکتی لوحِ دل سے یہ تحریر الفت کی

پسِ مردن بھی مثلِ ماہ داغ دل ہمارا روشن
ضرورت تیرے کشتونکو ہوئی کب شمع تربت کی

نہ ٹہلو اب خدا کیواسطے گور غریبان مین
ابھی دو ہی قدم چلکر پیا تم نے قیامت کی

ہماری ہی طرف سے غیر کے گھر روز جاتے ہو
کشش اکدن دکھا دینگے تمہین ہم جذبِ الفت کی

پس مردن بھی مجھ بیکس سے ہی دل مین غبار انکو
کیا کرتی ہین اب برباد اوڑا کر خاک تربت کی

نہ دی ناز و ادا نے انکو فرصت وصل کی شب بھی
کبھی بگڑی کبھی روٹھی کبھی بیکار حجت کی

اُٹھے پہلو سے وہ میرے تو اک فتنہ کیا برپا
یہ کیا معلوم تھا چلکر خبر لینگے قیامت کی

مین رو دیتا ہون دل بیتاب ہو جاتا ہی گلشن مین
حکایت جب مین سن لیتا ہون بلبل سے مصیبت کی

ضیا پوچھونگا محشر مین دکھا کر داغ دل اپنا
حرارت بجھ گئی کیون آج خورشید قیامت کی

دل سے دلکو جو نہین راہ محبت کیا ہے
یہی باتین ہین تو پھر وصل کی صورت کیا ہے

وہ کرین مجھپہ جفا اسکی شکایت کیا ہے
بیوفا جو ہین وہ کیا جانین محبت کیا ہے

ہمسری کرتا ہی اُس سے یہ قیامت کیا ہے
سرو کو قامتِ دلدار سے نسبت کیا ہے

آئینہ دیکھنا اب چھوڑ کے چپ بیٹھے ہین
ہے سکتہ پڑا انہین دیکھئے حیرت کیا ہے

نام یون لوگون سے دنیا مین سنا کرتا ہون
دیکھون آنکھون سے تو معلوم ہو جنت کیا ہے

جو گذرتی ہے دلِ زار سے پوچھے کوئی
کیا کہون شب فرقت کی مصیبت کیا ہے

مجمع غیر مین رہتا ہی جو مین جاتا ہون
ہائے کمبخت یہ محرومیِ قسمت کیا ہے

نہین معلوم کہ ہے وصل کا یا ہجر کا دن
ابھی کیونکر مین کہون روز قیامت کیا ہے

اسنے کس یاس سے یہ گور غریبان مین کہا
ہائے کس نیند مین سوتے ہین یہ غفلت کیا ہے

ہنستے ہین بولتے ہین ناز و ادا کرتے ہین
پُتلے مٹی کے تو ہین دیکھئے قدرت کیا ہے

دیکھئے جسکو وہ ہے طالب نظارہ ضیا
ان بتونکی بھی خداداد یہ صورت کیا ہے

وہ بت خدا نہین ہے ہان قدرت خدا ہے
اسکے سوا جو سمجھے بندے کی یہ خطا ہے

تمسا جہان مین خوش رو کیا کوئی دوسرا ہے
لو دیکھو اپنی صورت موجود آئینا ہے

جلوہ عیان ہے لیکن آنکھون سے وہ چھپا ہے
کھلتا نہین ہے پردہ کیا جانے بھید کیا ہے

دو ہی قدم چلے وہ اک تہلکہ مچا ہے
فتنہ کہین اُٹھا ہے محشر کہین بپا ہے

آنکھونمین اسکے رہیے یا دلمین آکے رہیے
وہ گھر بھی آپکا ہے یہ گھر بھی آپکا ہے

پھر خط مجھے دکھانا پہلے بتا یہ قاصد
اُسنے لکھا ہے اسکو یا غیر نے لکھا ہے

افسوس اپنے ہاتھون دل اپنا کھو کے بیٹھے
سوچے نہ پیشتر ہم انجام عشق کیا ہے

کام آئی چشم باطن دیکھا عجب تماشا
جو بے نشان ہے بالکل وہ دلمین آچھپا ہے

میزان عدل مین اب ایجان تولیے تو
بڑھکر مری وفا ہے یا آپ کی جفا ہے

صدمے مصیبتون کے سہتا ہون مین جو یارب
کیا جانے اور کوئی کچھ تو ہی جانتا ہے

سُنکر سوال بوسہ بجاتے ہین جو دو چپت
مجھکو بتائے کوئی اسکا جواب کیا ہے

ہوتے ہین ایسے عاشق نام اسکا ہے محبت
کہتے ہین با وفا ہم گو کوئی بیوفا ہے

انجان ہو کے مجھسے وہ آج پوچھتے ہین
تو مر رہا ہے کسپر دل کسپر آگیا ہے

کہتا ہے ابتو وہ بت کیونجائین ہم یہانسے
دل تو خدا کا گھر ہے اسمین کسیکا کیا ہے

مرمٹنے کی خوشی تھی آخر کو مر مٹے ہم
برباد کر چلے وہ اب انکی جی مین کیا ہی

رو کر کسیکا کہنا مجھسے یہ نزع کیوقت
کردو معاف صاحب جو کچھ مری خطا ہی

رخ سے نقاب اُلٹکر کیا ہی جو کہہ رہے ہین
آنکھون سے بھی وہ دیکھو کانون سے جو سنا ہی

احسان نامہ بر کا کیون لینگے اپنے سر پر
ظاہر مین ہم وہ دو ہین دیکھے تو دل ملا ہی

چلکر ضیا کے شامل دیکھو تو باغ مین تم
آج آسمان پہ چھائی کس رنگ کی گھٹا ہی

شب کو وہ آکے زلف معنبر سونگھا گئے
سوتے مین ایک خواب پریشان دکھا گئے

اک خامشی مین لاکھ بلا ٹالدین گے ہم
اچھی وہ دل مین ٹھان کے پیش خدا گئے

ساقی نہ ہمسے پوچھ حساب و کتاب کچھ
جتنی ہمارے سامنے آئی چڑھا گئے

آؤ ادھر نہ جاؤ رقیبون کی بات پر
ناداں جانکر وہ تمہین کچھ سکھا گئے

مٹکر ہوئے جو خاک تو اتنا ہوا ضیا
بنکر غبار آنکھون مین اُنکی سما گئے

اسکا کیا ذکر ہی اے جان کہ محبت نرہے
بات عاشق سے کرو وہ کہ کدورت نرہے

غیر کا اور ہمارا ہی ترے ہاتھ انصاف
اُس سے الفت نہ رہی ہمسے عداوت نرہے

نہین معلوم یہ کس بات پر آج اُسنے کہا
چار دن کی ہی عجب کیا جو محبت نرہے

وہ کوئی بات نہین وہ کوئی مضمون نہین
جسمین پیرون کے مرے اُس شوخ کی صحبت نرہے

فیصلہ اُنکا مرا ہی جو خدا کو منظور
غیر کو بھی سر میدان قیامت نرہے

کیون گرفتار محبت ہون کسیکے یارب
اُس سے بہتر ہی کہ یہ دل کی طبیعت نرہے

سوچتے کیا ہین مٹا ڈالئے تربت بھی آج
آپکے دل مین کسیطرح کدورت نرہے

لاکھ وہ حشر کے دن جلوہ دکھائین اپنا
یہ تو ممکن نہین پھر دید کی حسرت نہ رہے

راہ میدان قیامت کی ہو چلنا مشکل
حشر تک ساتھ جو میری مری وحشت نہ رہے

یہ حسین اپنی نظر سے جو گرادین اسکو
قابل دید پھر آئینہ کی صورت نہ رہے

وصل مین پاس بلاتی ہین تو آتے بھی نہین
اور پھر کہتے ہین باقی کوئی حسرت نہ رہے

غیر کو کہتے ہین دیکھو ذرا کوچہ مین
آپکی ہے یہی خواہش مری تربت نہ رہے

آئے ہو تم تو یہ جھگڑا ابھی چکاتے جاؤ
آج یا ہم نہ رہین یا شب فرقت نہ رہے

ملتے ہین آپ تو صاف آئینہ سان ہمسے ملین
نام کیواسطے بھی دل مین کدورت نہ رہے

اک یہی بات شب وصل کی ہے یاد ضیا
لاکھ سمجھایا کئے وہ کسی صورت نہ رہے

ڈھونڈھتے تمکو تو ہم دل ہی مین پایا کرتے
آنکھین ہو جاتین تو گھر بیٹھے نظارا کرتے

لاکھ وہ طالب دیدار سے پردا کرتے
دیکھنے والے کسی شکل سے دیکھا کرتے

کاش ہم وصل کی انکے نہ تمنا کرتے
عمر کیون ہوتی بسر ہجر مین نالا کرتے

جانتے ہم کہ وہ اس سے بھی خفا ہوتے ہین
سامنے انکے نہ پھر ہجر کا شکوا کرتے

جب تڑپنے کا مزا تھا شب فرقت اے دل
اپنی آنکھون سے وہ بیٹھے ہوئے دیکھا کرتے

بدگمانی مری مجھسے شب وعدہ بولی
شرم آتی ہے انھین غیر سے حیلا کرتے

حشر کے دن بھی ملے تو یہ کہا پچھتا کر
کاش ہم اور کسی روز کا وعدا کرتے

چوٹ کھا کر وہ چلے جائینگے اغیار کے گھر
یہ اگر جانتے ہم کس لئے نالا کرتے

ہر قدم پر ہوئی جاتی ہے قیامت پامال
آتے ہین حشر مین بھی حشر وہ برپا کرتے

آج اندھیر کرینگے وہ نکل کر شب کو
شام سے دیکھتے ہین آنکھون مین سرما کرتے

یون نہ بدنام کبھی عشق مین ہوتے ہرگز
ای ضیا آپ کسیکا بھی جو کہنا کرتے

یہ کون کہتا ہی سُننے کی اُنکو تاب نہ تھی — ہماری بات مگر قابلِ جواب نہ تھی
کسی کی آنکھ مین کچھ قدرِ آفتاب نہ تھی — حضور کے رخِ روشن پہ جب نقاب نہ تھی
وہ آنکھ اُٹھا کے شبِ وصل دیکھ لیتے مجھے — نگاہِ ناز مگر ایسی بے حجاب نہ تھی
مٹا جو بحرِ جہان سے مین ایک ہی پل مین — تو کیا تھی پھر مری ہستی اگر حباب نہ تھی
جب اُسکو پی چکے واعظ تو مجھسے کہتے ہین — وہ مُہر شیشہ مین رکھی ہوئی شراب نہ تھی
لگایا مین نے جو مُنہ کیا اُسیکا بدلا ہے — تمہاری پہلے تو ایسی زبان خراب نہ تھی
دیا جو غیر کو اُسنے حنائی ہاتھون سے — وہ خون عاشقِ بیکس کا تھا شراب نہ تھی
خجل کرائیگا پیری مین تو جوانون سے — امید تجھسے مجھے ایسی ای شباب نہ تھی
جو دل سے آگئی مری آہ رہگئی لب تک — تو بات اصل مین یہ ہی کہ کامیاب نہ تھی
یہ کون وصل مین کہتا ہی آج پینے کو — مجھے تو ہجر مین کل رغبتِ شراب نہ تھی
کسی سے مانگ کے پڑھ لیتے آپ اے واعظ — تمہارے پاس اگر عشق کی کتاب نہ تھی
عوض شراب کے پیتے تھے اشک محفل مین — جو دل جلے تھے اُنہین رغبتِ کباب نہ تھی

جو کوئی راہ مین ملتا ہی پوچھتا ہی ضیا
کبھی تو ایسی تری حالت خراب نہ تھی

مر گیا مین آپکے انکار سے — دم مین دم بھی تھا تو کچھ اقرار سے
پہلے سر کاٹو مرا تلوار سے — عید ملنے جاؤ پھر اغیار سے
زلف پھر سرکی اجی رخسار سے — آؤ پھر لیلون بلائین پیار سے

آرزو ہین حسرتین کس کام کی ۔ ناامیدی جب ہے وصل یار سے
ہو قفس ہے جس طرح بلبل رہا ۔ روح یون نکلیگی جسم زار سے

کون روز حشر تک بیٹھا رہے ۔ باز آئے حسرت دیدار سے
غیر کی صورت نہ دکھلائے خدا ۔ رہتا ہے آنکھون کو کھٹکا خار سے

کہدو منہ پھیرے ہے خورشید ادھر ۔ زلف کچھ سرکی ہے روئے یار سے
یا مرے دل مین ہو یا آنکھ مین ۔ دو ہی گھر خالی ہین کل اغیار سے

پھر کے دیکھون ایسا مین وحشی نہین ۔ چاک دامن لاکھ الجھے خار سے
منہ سے نکلی بھی نہ جبتک اپنی تھی ۔ بات انکی ہو گئی اظہار سے

پہلے منہ بنوائے اپنا آئینہ ۔ پھر مقابل ہو وہ روئے یار سے
آنکھ ابھی جھپکی ہے اہل قبر کی ۔ کہدو تم پازیب کی جھنکار سے

کچھ تسلی یاس کچھ دلکو رہی ۔ جھوٹے سچے آپکے اقرار سے
غیر کے گھر بھی کبھی جاتے نہین ۔ اتنا پردہ طالب دیدار سے

قتل کر ڈالا ہمین دو بات مین ۔ بڑھ کے ہے انکی زبان تلوار سے
خواہ دنیا مین ہو یا محشر مین ہو ۔ آنکھین روشن ہین تمہارے دیدار سے

کی وفا کے بعد یہ کیسی جفا ۔ مجھسے مل کر تم ملے اغیار سے

زرد چہرہ ہو گیا ہے اے ضیا
کچھ نظر آتے ہو تم بیمار سے

نہین اپنی خبر کچھ ہے جوانی جب سے آئی ہے ۔ شراب بیخودی اسنے تمہین کیسی پلائی ہے
پریشان زلف کی صورت وہی خیمہ چھائی ہے ۔ شب ہجران صف ماتم سے کیسے اٹھ کر آئی ہے

نہیں کہتے ہو منھ سے دلمیں شوقِ خود نمائی ہے
اسی پردے سے تو ظاہر تمہاری پارسائی ہے

مصیبت ہجر کی وہ ناتوانی میں اُٹھائی ہے
کہ اُس گل کی نزاکت آفریں کہنے کو آئی ہے

جو کچھ شکوہ کروں اُسکا تو اپنی ہی بُرائی ہے
بگڑ بیٹھے ہیں وہ مجھسے رقیبوں کی بن آئی ہے

وصالِ یار کی لذت شبِ فرقت بھی پائی ہے
تصور جب کیا تو کچھ نہیں اُسکی جدائی ہے

سیاہی زلفِ جاناں کی کہاں سے اسمیں آئی ہے
شبِ فرقت کی تاریکی سیہ خانے میں چھائی ہے

مرے حسرت زدہ دلکو تسلی کون دے آکر
خیالِ یار نے بھی پاؤں میں مہندی لگائی ہے

کسے کہتے ہیں کاجل اور سُرمہ کیسا آنکھوں میں
حضورِ اہلِ بینش سب یہ طرزِ دلربائی ہے

رقیبوں سے ملو تم اور یہ ہو ساتھ عاشق کی
اجی تم سے کہیں اچھی تمہاری بیوفائی ہے

جو لکھا تھا وہ پیش آیا خطوں کا کب جواب آیا
ہزاروں بار میں نے اپنی قسمت آزمائی ہے

دکھا نیکو مرادل آئینہ رکھکر وہ کہتے ہیں
کہ دیکھو اس سے ہم سے مدتوں کی آشنائی ہے

نکالا اُسنے گھونگھٹ جب ہوا میں [illegible]
حیا کمبخت بھی آنکھوں میں کس موقع پر آئی ہے

خیالِ گیسوئے جاناں کا مجھکو شیفتہ پاکر
شبِ فرقت کی تاریکی نیا کچھ رنگ لائی ہے

اگر اے واعظو تم آنکھ والے ہو حقیقت میں
بتوں کی شکل سے دیکھو عیاں شانِ خدائی ہے

وہی چلبل ہے چلبلا دے پری تجھمیں جو پائے ہیں
وہی شوخی ہے شوخی جو تری آنکھوں میں چھائی ہے

خرامِ ناز سے تربت مٹاتے ہیں وہ عاشق کی
قیامت کیوں یہاں پر ٹھوکریں کھانیکو آئی ہے

تمہارے دامِ گیسو بھی اجی پھندے بلا کے ہیں
پھنسا جو طائرِ دل اُسکی پھر مشکل رہائی ہے

تمنائے وصالِ یار اب دل سے ذرا نکلے
بہت روزوں پہ روزِ حشر کی صورت دکھائی ہے

کرے بیمارِ غم پرہیز کب تک آہ و نالہ سے
بہت گھبرا گیا ہے دم لبوں پر جان آئی ہے

جلا کر خاک کر ڈالا ہمارے خانۂ دل کو
خیالِ دستِ رنگیں نے تو آگ ایسی لگائی ہے

شبِ فرقت کی پوچھے قدر کوئی میری آنکھوں سے
کہ عکسِ زلفِ جاناں ان کی نظروں میں سمائی ہے

سوالِ وصل سنکر غیر سے شرمائے ہو کیوں
ہمیں چپکے سے کہدو جو تمہارے دلمیں آئی ہے

نکل جائینگے میدانِ قیامت سے بھی کچھ آگے
ترے دیوانۂ گیسو کی دل میں کچھ سمائی ہے

کڑی آنکھیں دکھانا اور پھر ایچان غیروں میں
بتاؤ تمہیں کہ میرے دل نے کیسی چوٹ کھائی ہے

تمہارے کہنے پہ سے کہتے ہیں باور ہو نہو صبا
بہت غیروں نے جھوٹی سچی ہم سے بھی لگائی ہے

ضیا اب دل جلا جو ہے کسی خورشید طلعت کا
گھٹا یہ اسکے دودِ آہ کی گردوں پہ چھائی ہے

کہنے کو تو سب کہتے ہیں کیا تیری ادا ہے
کھب جائے کہیں دلمیں تو پھر تیرِ قضا ہے

وہ لاکھ کریں ظلم و ستم مجھ پہ تو کیا ہے
ہر دم دلِ ناشاد کو امیدِ وفا ہے

دکھ درد مرا سنکے انہیں رحم کب آیا
چپکے سے یہ کہہ اٹھے ہاں سچ ہی بجا ہے

مانا مری فریاد و فغان کچھ نہیں صاحب
پھر ظلم و ستم آپ کا بتلایئے کیا ہے

ہم سات سلام آج سے کرتے ہیں بتوں کو
ان کی یہ رکھائی ہے تو بندی کا خدا ہے

دردِ دلِ بیتاب کو پوچھو نہ مری جان
پہلو میں جو تم آئے ہو کچھ اور سوا ہے

اغیار کو چاہا ہو ہمیں جھوٹوں بھی نہ پوچھو
کیا خوب یہی سچی محبت کا صلا ہے

رہنے کی خوشی کیا تجھے مٹ جانے کا کیا غم
ہستی مری جب صورتِ نقشِ کفِ پا ہے

رونا تو اسیکا ہے کہ تم سن نہیں سکتے
وہ نالۂ دل کی مرے پُر درد صدا ہے

کرنا نہ کہیں خون تمنا مرے دل کا
پامال جو کرنا ہو یہی برگِ حنا ہے

کوئی نہیں ظلم و ستم و جور کے قابل
وہ کہتے ہیں لاکھوں میں اگر ہے تو ضیا ہے

قسمت کا بھی نہ اپنے کسی سے گلا کرے
بے بس جو ہر طرح ہو بتاؤ وہ کیا کرے

آفت ہین پیچ اس قد و قامت پہ زلف کے
کچھ اور اگر بڑھے تو قیامت بپا کرے

کسکو کہون کہ دیدے مجھے زہر ہجر مین
اتنا اگر کرے تو وہی بیوفا کرے

دنیا مین اس سے بڑھ کے کوئی سنگدل نہین
جو ہم سے غمزدونکی کہانی سنا کرے

جنت سے حور آ نہین سکتی یہان کبھی
تسبیح پر ہزار کوئی کچھ پڑھا کرے

سنکر مرا سوال نہ کچھ بھی جواب دو
تم حشر مین بھی یونہین نہ بولو خدا کرے

مجھکو تو ظلم سہنے کی اب دلمین ٹھن گئی
اسکو بھی ہے قسم جو تغافل ذرا کرے

لازم ہے آدمی کو سنے آدمی کی بات
کیا کہیے اسکو جو نہ کسیکا کہا کرے

اتنا وہ بولے رحم جو کچھ مجھپہ آگیا
دشمن کا بھی کسیکے نہ یہ دن خدا کرے

دل مین تو سیکڑون ہین تمنائین حسرتین
کس کس کی کوئی یار اب التجا کرے

انکو غرض نہین کہ ٹھہر جائین دو گھڑی
بیتاب اسمین کوئی جو ہو تو ہوا کرے

سوز نہان جو سمجھے ظاہر تو کہتے ہین
حاسد جو ہے کسیکا وہ دلمین جلا کرے

یون دوستی کا دم تو سبھی بھرتے ہین مگر
انسان وہی جو حق محبت ادا کرے

جس بت کے عشق مین مری حالت تباہ ہے
یونہین سہی وہ کچھ مرے حق مین دعا کرے

محفل مین آپکا وہی پہلو نشین بھی ہو
جو گالیان رقیب کی چپکا سنا کرے

مین تو تڑپ تڑپ کے شب ہجر کاٹتا
یہ حکم بھی انہین کا ہے تارے گنا کرے

شکوہ ہے ان کے وصل کا بیکار اے ضیا
قسمت ہی مین نہین تو کوئی اسکو کیا کرے

خبردار اے دل کہان ہے کدھر ہے
تری تاک مین کوئی دزد نظر ہے

کٹی وصل کی شب یہ وقت سحر ہے
کسی کا ہے دامن مری چشم تر ہے

اگر آہ و نالہ مین میرے اثر ہے
تو کیون اُن کا پتھر سا دل ہی جگر ہے

عجب حال شہر خموشان کا دیکھا
کسی کی کسیکو نہین کچھ خبر ہے

ہین محشر مین سب محو دید ایک بت کے
کسی کو کسیکی نہین کچھ خبر ہے

رقیبون سے ملنا ملاقات رکھنا
یہی سب تو ایجان عداوت کا گھر ہے

یہ قاصد نے کہکر مجھے مار ڈالا
کہ جو حال ادھر ہی وہی حال ادھر ہے

چُرایا مرے دل کو دزد حنا نے
گواہ اسکی ایجان تمہاری نظر ہے

نہ حسرت رہی گی نہ ارمان رہے گا
رہو دل مین اگر تمہارا یہ گھر ہے

ضرور ایک دن قدر ہوگی ہماری
محبت تمہین بھی کسیکی اگر ہے

خدا جانے کیا حال ہوگا کسیکا
ہمین اپنی ہی جب نہین کچھ خبر ہے

نہین کچھ محبت مین شکوہ کسی سے
بلا سے وہ ظالم ہے بیدادگر ہے

خبر لیجیے دیکھئے مر کے صاحب
یہ زلف رسا اب وبال کمر ہے

شب ہجر مر مر کے مین نے بسر کی
تمہین بھی کچھ اسکی مری جان خبر ہے

جہان ختم ہو جائے منزل عدم کی
وہین اپنا مسکن وہین اپنا گھر ہے

ضیا ایسا بیٹھے ہو محفل مین چھپکر
کہ سب کہہ رہے ہین کہان ہو کدھر ہے

نرگس چشم کا کسنے کہا بیمار مجھے
چھریان دکھلاتی ہے ہر دم نگہ یار مجھے

درد فرقت کا ہوا مفت مین آزار مجھے
اچھے آئے تھے کہ تم کر چلے بیمار مجھے

وحشت دل سے پس مرگ کفن کے بدلے
دھجیان ہونگے ملا دامن کہسار مجھے

کیوں خفا ہوتے ہو چومی جو تمہاری تصویر
صاف یہ کیوں نہیں کہتے کہ کرو پیار مجھے

فصل گل آئے کہیں جوشِ جنون تازہ ہو
خار آنکھوں میں ہے دامن کا ہر اک تار مجھے

دل تو بے دیکھے دیا جان بھی بے دیکھے نہیں دون
کیا کہیگی یہ کہو حسرتِ دیدار مجھے

اور سنئے کہ وہ کہتے ہیں ابھی ظلم سہو
تمنے مشہور کیا ہے جو ستمگار مجھے

بدظنی دیکھئے انکی جو میں دیوانہ ہوا
اپنے مطلب کا سمجھنے لگے ہشیار مجھے

تیرے کوچہ کی زمین پاؤن کو زنجیر ہوئی
لے چلی وحشتِ دل جب سوئے کہسار مجھے

دل دیا تھا تو محبت نہ کسیکی دیتا
اُس پہ یارب دئے تونے لبِ اظہار مجھے

اے ضیا عشق کا آزار ہوا پھر تم کو
اسکے اچھے نظر آتے نہیں آثار مجھے

کچھ ایسا عیان ہوتا ہے واعظ کی بیان سے
جیسے چلے آتے ہیں ابھی باغ جنان سے

ساتھ آہ کی ہردم یہ نکلتا ہے زبان سے
کمبخت نظر لڑ گئی کس آفتِ جان سے

کوچہ ترا بھولا نہ مرے وہم و گمان سے
جو کوئی ملا پوچھا کہ آتی ہو کہان سے

وہ دیکھتے ہی مجھکو ہوئی آگ بگولا
نکلی تھی کوئی بات بھلا کونہ زبان سے

فتنہ کہین اُٹھیگا قیامت کہین ہوگی
رفتار سے اُس شوخ کی اس دل کی فغان سے

دکھلائے ترے عشق نے ہستی بھی عدم بھی
ہم کو تو غرض تھی نہ یہان سے نہ وہان سے

بیتابیِ معشوق تو دیکھی نہیں جاتی
باز آئے ہم ایسے اثرِ آہ و فغان سے

آنیکا سبب پوچھتے ہو بزم مین اپنی
یہ کیون نہین کہتے کہ چلے جاؤ یہان سے

قاصد یہ بتا دل تو کہین کھو نہین آیا
کچھ اور پتا ہے تری طرزِ بیان سے

تیوری ہے چڑھی چین جبین بیٹھے ہو صاحب
جو دل مین ہے وہ کیون نہین کہتے ہو زبان سے

کیا جانے ضیا دل پہ مرے بن گئی کیا کیا
ابتک نہ مگر اُف بھی کبھی نکلی زبان سے

کچھ اور وہ جو ستم کے سوا نہین کرتے
تو ہم بھی اور کوئی حوصلا نہین کرتے

یہ نہین جو پسینا تھا پایمال کرنا تھا
ہمین کو پیستے خونِ حنا نہین کرتے

جو کہنا ہو دلِ نادان کو کہکے سمجھا دو
تمہارے وصل کا ہم حوصلا نہین کرتے

ہجومِ حشر مین ان زاہدون سے اچھے تھے
خدا سے ہم جو بتون کا گلا نہین کرتے

بلا سے مر گئے ہم اسکی ہے خوشی ہم کو
وہ غیر کیلئے ایسی دعا نہین کرتے

بتون کا اور بتون کے ستم کا کیا کہنا
یہ لوگ وہ ہین کہ خوفِ خدا نہین کرتے

بُرائی ہے تو یہی ہے ضیا حسینون مین
کسیکے ساتھ کبھی یہ وفا نہین کرتے

فرقت مین اپنی جان پہ کیا کچھ گذر گئی
دل سے مگر نہ لذتِ دردِ جگر گئی

اٹھکر جو بزمِ غیر مین اپنی نظر گئی
مارے حیا کے حسرتِ دیدار مر گئی

مرنیکی بھی نہ میرے کسیکو خبر گئی
کمبخت میری آہ بھی کیا بے اثر گئی

اپنے گنہگار کی اللہ رے تلاش
کس کس طرف نہ حشر مین اُنکی نظر گئی

کیونکر ہو مجھکو وعدۂ فردا کا اعتبار
چتون تمہاری صاف ابھی سے مکر گئی

دنیا کے سب بکھیڑون سے فرصت ملی مجھے
واللہ آج موت بڑا کام کر گئی

اُٹھ اُٹھ کے فتنہ کہتا ہے رفتارِ یار کا
بتلاؤ حشر والو قیامت کدھر گئی

جب چاہو آکے دیکھ لو تربت مین بیقرار
مین مر گیا تو کیا شبِ فرقت بھی مر گئی

ہم روکتے تھے تجھکو تو کچھ جان بوجھکر
اے آہ کیا ملا جو ادھر سے ادھر گئی

یون زندگی کٹے بیکلی فراق مین
گو اُن کی آنکھین میری ہی جانب ہین نرم مین
رہنا تڑپ تڑپ کے شبِ ہجر خوب تھا

سو بار میرے مرنیکی اُن کو خبر گئی
تیور بتا رہے ہین وہ پہلی نظر گئی
آئی قضا تو سر پہ اک احسان دھر گئی

قصہ شبِ فراق کا جانے بھی دو ضیا
اب اُسکا ذکر کیا ہے جو پہلے گذر گئی

تیرے فراق مین ہم چھوٹی ہوئی ہین سب سے
کچھ ربط بھی جو ہو تو اک آہِ نیم شب سے

فرقت نصیب کے گھر لاکھون مصیبتین ہین
آئی نہین قضا بھی شاید اسی سبب سے

کمبخت دلکو ناحق اک شک ہو گیا ہے
آنکھو نہین سنبھل ہر دم وہ آپسے ہین جب سے

اتنی ہی خیر گذری انکو حجاب آیا
ملتین جو آنکھین تجھسے لڑتی نگاہ سب سے

بیٹھے رہے وہ جبتک پیشِ مریضِ ہجران
آئی اگر قضا بھی بولی نہ کچھ ادب سے

پینا تو کیسا مئے کا چھونیکی بھی قسم ہے
زاہد سے یہ تو پوچھو کتنے دنون کب سے

اک مین نے حالِ دل جن اظہار کیا کیا تھا
باتین اشارونین اب کرنے لگے وہ سب سے

لینگے نہ نام الفت دینگے نہ جان تم پر
اتنا نہ بگڑو صاحب ایسا نہ ہوگا اب سے

چاہا جو مین نے تم کو یہ اپنی ہی خطا تھی
رسوا جو ہو رہا ہون یہ اپنی ہی سبب سے

فصلِ بہار ہو اب یا موسمِ خزان ہو
حسرت گئی چمن کی آئے قفس مین جب سے

گھر کو ٹین بدلنا گھر چھپکے چھپکے رونا
اک بیکلی سی دلکو رہتی ہے آدھی شب سے

باتین تو نکی سننا سنکر خموش رہنا
تمنے جو دل مین سوچا ظاہر ہوا ہے سب سے

اُسکی عطا تو انکو پوچھو نہ کچھ ضیا تم
جو کچھ کہ جس نے مانگا پایا وہ اپنے رب سے

نظارا جلوۂ جانانہ کا ایدل چار سو کر لے ۔ اگر آنکھو نہین کچھ پیدا نگاہِ جستجو کر لے
شبِ غم میں دل کسی صورت سے پوری آرزو کر لے ۔ خیالِ یار آیا ہی اُسی سے گفتگو کر لے
مری عاشق مزاجی سے وہ آخر بدگمان ہو کر ۔ یہی کہتے ہین شاید دوسرا معشوق تو کر لے
دلِ نادان سے کہتی ہی وصالِ یار کی حسرت ۔ ستم سہنے کی غم کھانیکی پہلے آرزو کر لے
یہ مانا جان دینا کچھ نہین تیری محبت مین ۔ مگر ہم تو جبھی سمجھین کہ جب ایسا عدو کر لے
جو تار اشکِ چشمِ خونفشان دیکھا تو یون اُٹھے ۔ اسی سے چاک دلمین کیون نہین کوئی رفو کر لے
لبِ تصویرِ جانان کا تبسم کہ رہا ہے یہ ۔ کسی غنچہ کا منہ کیا ہی جو ہم سے گفتگو کر لے
مقرر رنگ کچھ لائی مرا داغِ جگر اسدم ۔ جو میری طرح وہ گل بھی کسی کی آرزو کر لے
پڑی پاؤن مین جب زنجیرِ عشقِ گیسوی جانان ۔ کہا وحشت نے تو اک طوق بھی زیبِ گلو کر لے
حقیقت معرفت کی کیا کھلیگی اس عبادت سے ۔ کہو زاہد سے پہلے بیعتِ دستِ سبو کر لے
سنا ہی طالبِ دیدار کا مجمع بہت ہوگا ۔ عجب کیا حشر مین بھی کوئی حیلہ حیلہ جو کر لے
کوئی حسرت نہ رہجائے عدو کے کہنے سننے سے ۔ جہانتک ہو سکے رسوا ہمین وہ کو بکو کر لے

نہ مرگِ ناگہانی دیگی فرصت ہجر مین اُسکے
ضیا ایسے مین یادِ حق جو کرنا ہو وہ تو کر لے

غیر کے سامنے بیٹھے وہ سنورنے کیلئے ۔ خوب نکلا یہ بہانا مرے مرنے کے لئے
دو ہی باتون کیلئے حق نے زبان دی تمکو ۔ وعدہ کرنے کے لئے اور مکرنے کے لئے
دیکھنا چاہتے ہو حال پریشان جو مرا ۔ اپنی زلفون سے ذرا کہدو بکھرنے کے لئے
دل مین ہے کوچۂ قاتل مین کرون عمر بسر ۔ موت کہتی ہی یہان آئی ہو مرنے کے لئے
اک قیامت ہی تری چال سے اُٹھی تو کیا ۔ کئی فتنے ابھی باقی ہین اُبھرنے کے لئے

اتنا ہم کہنے کو پہلو مین بلاتے تھے تمھین
دلِ بیتاب ہے تم کہدو ٹھہرنے کے لئے

ایک تو وصل کا وعدہ ہی نہین کرتے وہ
اور وعدہ بھی کرینگے تو مکرنے کے لئے

ہم یہان مر بھی گئے آپ یہی کہتے رہے
کچھ دنون اور کہو اُسکو ٹھہرنے کے لئے

کمسنی بھی ہین تقاضا یہ کسیکا ہے ضیا
کوئی آئینہ ہمین لادے سنورنے کیلئے

کون سی بات نہین آپکی گفتار مین ہے
کون سی چال نہین شوخیِ رفتار مین ہے

شمع سا حال مرا فرقتِ دلدار مین ہے
مرنا گھل گھل کے مجھے عشق کے آزار مین ہے

جان تو کچھ بھی نہین اب ترے بیمار مین ہے
روح دم بھر کیلئے اور تنِ زار مین ہے

دیکھ لی آہِ رسا ہم نے تری آج کشش
سُنتے ہین آج کوئی محفلِ اغیار مین ہے

آپ کہتے ہین کہ مرجائے جو ہم کو دیکھے
یہ بھی منظور ہین حسرتِ دیدار مین ہے

دل کسے نذر کرون جان کرون کسپہ فدا
جو ادا ہے وہ نرالی نگہِ یار مین ہے

آپکے پاس سے جائیگا کہان دل میرا
یا تو مٹھی مین ہے یا گیسوئے خمدار مین ہے

ہے مرض بھی مرے دلکو تو محبت کا مرض
مبتلا بھی ہے تو کمبخت کس آزار مین ہے

وہ نہ آئے نہ سہی حال تو میرا پوچھا
خیر اتنا تو اثر آہِ دلِ زار مین ہے

نکلگیا دل مرے پہلو سے ہوئی کچھ نہ خبر
کس قیامت کی کشش حُسنِ رخِ یار مین ہے

دیکھتا ہون مین تمھین لوگ پسینے مین ہو تر
تم تو کہتے تھے ترا فیصلہ اقرار مین ہے

جان وہ غیر پہ دے مین بھی مرونگا اُسپر
میرے دل مین بھی وہی ہے جو دلِ یار مین ہے

کوچۂ عشق مین یکسان نظر آتے ہین سب
کچھ نہین فرق یہان کافر و دیندار مین ہے

میرا دل ہی رہا جب مرے پہلو مین کبھی
اسکا کیا شکوہ جو وہ پہلوئے اغیار مین ہے

میرے مٹنے سے زمانہ تجھے پہچان گیا
اک قیامت ہے جو شوخی تری رفتار مین ہے

مین نے مانا وہ کسی بات مین تجھسے نہین کم
دل مرے دل سا کہان پہلوئے اغیار مین ہے

یاد گیسو مین جو رونیکو غلط سمجھے تم
آج اُلجھن سی مرے آنسوؤن کے تار مین ہے

دلِ دیوانہ کو زنجیر مین جکڑا آخر
بے طرح پیچ ترے گیسوئے خمدار مین ہے

تیرے کشتے کو میسر نہ کفن ہو نہ سہی
کیا یہ کم ہے کہ ترے سایۂ دیوار مین ہے

تو جہان ہوگا خریدار ترے نکلین گے
مول یوسف کا فقط مصر کے بازار مین ہے

سُننے بیٹھے ہو تو بیچین نہو جاؤ کہین
نظم حالِ دلِ مضطر مرے اشعار مین ہے

قسمتون سے یونہین شاید وہ نظر آجائین
ورنہ رکھا ہوا کیا روزنِ دیوار مین ہے

انتظار اُن کا جو سونے نہین دیتا ہے ضیا
رات دن ایک مرے دیدۂ بیدار مین ہے

غیر بیٹھا ہے جو پہلو مین تو بہتر بیٹھے
پھر یہ کہنا نہ کوئی میرے برابر بیٹھے

ہائے اس بت نے بھی سیکھی ہین اسی کی چالین
تھک کے یارب کہین یہ چرخ ستمگر بیٹھے

آتشِ سوزِ جگر وہ ہے بجھائے نہ بجھے
لاکھ آنکھون سے بہا دین بھی سمندر بیٹھے

دل تو اس آئینہ پیکر کو دیا جلدی مین
متحیر ہین مگر اب کہ یہ کیا کر بیٹھے

مثلِ پیمانہ رہی بزمِ جہان مین گردش
کہین آرام سے اے چرخ نہ دم بھر بیٹھے

محفلِ غیر مین یہ حکم ہوا ہے میرے لئے
کوئی کہدے کہ اُسے جا کے ابھی باہر بیٹھے

غیر اب رشک سے جلکر یہ ضیا کہتے ہین
آپ بھی یار کے پہلو کے برابر بیٹھے

مری بات پیشِ عدو ہو رہی ہے
اُدھر مجھسے در پردہ ہو رہی ہے

نہ رو محفلِ یار میں دیدۂ تر
کہ مٹی مری آبرو ہو رہی ہے

وہ پہناتے ہیں طوق وحشت میں ہمکو
عجب چیز زیب گلو ہو رہی ہے

وفادار بھی ہم سے گنے جاتے ہیں
شکایت بھی پیش عدو ہو رہی ہے

تماشا یہ دیکھو وہ آنکھوں ہی میں ہیں
پریشان نظر چار سو ہو رہی ہے

مرا نام آیا ہے بزم عدو میں
خدا جانے کیا گفتگو ہو رہی ہے

گئے مجھسے چھپکر عدو کے یہاں تم
خبر مشتہر کو بکو ہو رہی ہے

ہمارے رقیبوں کے کیسی لڑائی
ترے باعث او جنگجو ہو رہی ہے

صبا لائی وہ نکہتِ زلفِ جانان
اک شرمندہ پھولوں کی بو ہو رہی ہے

مری انکی باتوں کو کیا غیر سمجھیں
اشاروں میں کچھ گفتگو ہو رہی ہے

ضیا کا ہے رنگ سخن اور ہی کچھ
جہاں سنئے یہ گفتگو ہو رہی ہے

کہا تھا شب کو میرے سامنے کیا ماہ کامل ہے
ہوا کیا صبح اٹھتے ہی جو آئینہ مقابل ہے

پڑی ہے کشمکش میں جان میری سخت مشکل ہے
ادھر دردِ جگر ہے اور ادھر بیتابیِ دل ہے

جو چاہو تم کرو ایجان تمہارے ہاتھ جب دل ہے
وفاؤں کے بھی لایق ہے جفاؤں کی بھی قابل ہے

مری بیتابیوں سے بھی کڑی بے صبریوں سے بھی
زمانہ ہو گیا واقف مگر اتبک وہ غافل ہے

لپٹکر روتی رہتی ہے ہماری شمع تربت سے
بھلا ہو بیکسی کا آجتک یہ اپنے شامل ہے

کہاں کے دلولے کیسی امنگیں سب ہوئے رخصت
نہ وہ عہدِ جوانی ہے نہ وہ ہم ہیں نہ وہ دل ہے

مٹے خود سیکڑوں کو مٹتے دیکھا وائے نادانی
یہ ہم ابتک نہ سمجھے کیا تری الفت کا حاصل ہے

ذرا اے ناامیدی دیکھکر اس مین قدم رکھنا
مرا ارمان بھرا دل ہے مرا حسرت بھرا دل ہے

وہ ہوجائین مخاطب مین کہون کچھ داستان غم کی
کوئی الٹے سے کہے اتنا سنو سننے کے قابل ہے

نکالی ہے کہانی بات کیسی جی رہین اے واعظ
کچھ اسکا ذکر کر جسپر طبیعت میری مائل ہے

تمھین ہو آرزو دل کی تمھین ہو جان عاشق کی
تمھین پر جان جاتی ہے تمھین پر شیفتہ دل ہے

چلا آیا ہون دھوکے مین فرشتو چھوڑ دو مجھکو
ہجوم حشر کو سمجھا کہ یہ بھی اسکی محفل ہے

نگاہِ قہر بھی دیکھی نگاہِ لطف بھی دیکھی
تمھاری جو ادا ہے وہ ہمارے حق مین قاتل ہے

تسلی نے تمھاری اور بھی لین چٹکیان جی کی
وگرنہ پہلے کب تھی جو اب بیتابی دل ہے

کسیکی جستجو نے تفرقہ ڈالا ہے کچھ ایسا
نہ اب مین دل کے شامل ہون نہ اب دل میرے شامل ہے

یہ چالین دیکھیے پامال کرکے آپ کہتے ہین
ہمین کیا تھی خبر حسرت بھرا اتنا یہی دل ہے

گلستانِ سخن مین اور بھی کچھ گل کھلاؤنگا
ضیا اسوقت مین خاموش ہوجاؤن یہ مشکل ہے

کہین عرش معلے سے بھی رتبہ مین سوا دل ہے
خدا کا گھر یہ پہلے تھا مگر اب عشق منزل ہے

بہت عمدہ بہت اچھا بہت بہتر مرا دل ہے
برائی اسمین اتنی ہے کہ ظالم تجھپہ مائل ہے

سوال وصل سنکر وہ تو کچھ سوچا کیے پہرون
مری محرومی قسمت یہ بول اٹھی کہ مشکل ہے

کسی بت کے تصور مین عجب نقشہ ہوا اپنا
کہ باتون کا مزا ہمکو خموشی مین بھی حاصل ہے

ہنسا کرتے ہین ہم بیکسونکی آہ و زاری پر
حسینانِ جہان کا بھی معاذ اللہ کیا دل ہے

وہ چھیڑین داور محشر مجھے ٹھہراتے ہین منصف
جو بولون تو بھی مشکل ہے نہ بولون تو بھی مشکل ہے

ہمارا چیخ اٹھنا ہجر کی شب کوئی کیا جانے
اُسے ہشیار کرتے ہین جو دردِ دل سے غافل ہے

غرض کچھ آسمان سے ہے نہ مطلب عرش سے مجھکو
تمھین اتنا دکھادونگا یہانتک نالۂ دل ہے

ہین دل مانگون تو پیش حق تو خاموشیان کیسی
نہین کچھ تو یہی کہدو ترا دعویٰ یہ باطل ہے

فرشتو ہم بھی چلتے ہین مگر پہلے یہ بتلا دو
صف محشر مین وہ تنہا ہی یا غیرون کے شامل ہے

عبث بیتاب ہون کا اسکی شکوہ سب سے کرتے ہو
مجھے تم پھیر دو صاحب اگر دو پھر مرا دل ہے

خدا رکھے سلامت اپنی اس چشم تصور کو
کہ گھر بیٹھے ہمین دونو جہان کی سیر حاصل ہے

مجھے نیچی نگاہون سے نہ دیکھو تم سر محشر
ذرا کچھ سوچ لو دل مین بھری اسوقت محفل ہے

کوئی مسلا ہوا غنچہ ہو یا ٹوٹا ہوا شیشہ
نکلی چیز جو دیکھی وہ یہ سمجھے مرا دل ہے

عدو نے مے تو دی لیکن سمجھکر تم ضیا پینا
جو اُتری حلق سے تو پھر یہی زہر ہلاہل ہے

تمہین دیکھو نگاہ غور سے کیا حالت دل ہے
تمہین انصاف سے کہدو تم سہنے کے قابل ہے

مجھے ہے سخت جانی اور نازک دست قاتل ہے
خدا ہی آبرو رکھے بڑی اسوقت مشکل ہے

محبت نے اثر اپنا دکھا کر اک قیامت کی
نہ پردے مین وہان ہین تم نہ قابو مین یہان دل ہے

چلے جاتے ہو آگر میرے لاشہ پر مین اٹھتا ہون
جو آنکھین بند دیکھین تم نے یہی سمجھے کہ غافل ہے

مجھے کیا دور ہے زندان مین سیر وحشت کر لینا
تصور تو نہین وحشت مین پابند سلاسل ہے

وہ گھر آجائینگے سنکر ہمارا حال اے قاصد
مگر اتنا تو کہدینا کہ کچھ بیتابی دل ہے

لگاکر ہاتھ او چھا یہ تو کہنے کو ہوا تم کو
بڑا تو سخت جان ہے جو ابھی تک نیم بسمل ہے

مرے قاتل سے یون کہدو دل بیتاب کی حالت
ترے بسمل کے پہلو مین ترا اک اور بسمل ہے

بہت ممنون دل ہون مین اپنی قسمت بد کا
یہی اک وارثی غربت مین مجھ بیکس کے شامل ہے

نہین معلوم کیا ہے جان دے دینا محبت مین
مین کہتا ہون کہ آسان ہے وہ کہتے ہین کہ مشکل ہے

دکھایا اپنا حسن عشق نے کس کس جگہ جلوہ
کوئی گردون نشین ہو لی اسیر چاہ بابل ہے

پڑا ہون کشمکش مین بھیجکر اُن کی طرف قاصد
مرا جینا بھی دوبھر ہے مرا مرنا بھی مشکل ہے

ضیا حاسد کی خاموشی نہ رتبہ کچھ گھٹائیگی
دلون مین قدر ہے اُسکی جو اپنے فن مین کامل ہے

جو کچھ خواہش وصل پائی گئی
غضب مجھپہ تیوری چڑھائی گئی

وہ صورت مری کیون بنائی گئی
جو مٹی مین آخر ملائی گئی

بتائی جو ہمنے عدو کے لئے
وہی بات ہم سے بنائی گئی

مٹا ڈالا آخر تون نے مجھے
نہ تحریر قسمت مٹائی گئی

مرے سامنے اور تصویر غیر
مری شکل کس سے ملائی گئی

ہوئی بعد مرنے کے مٹی خراب
نہ اُنسے مری لاش اُٹھائی گئی

خدا جانے قسمت مین لکھا ہی کیا
مری بات مجھسے چھپائی گئی

بجز تیری حسرت کے دل مین کبھی
کوئی اور حسرت نہ پائی گئی

عدو ہی کو اچھا وہ سمجھا کیے
نہ قسمت کی اپنی بُرائی گئی

وہ کیون قصہ خوانون کو سچا کہین
مری داستان کب سُنائی گئی

تمنا تو ہے اُن کے دیدار کی
اگر تاب اے دل نہ لائی گئی

نہ میرے بنائے بنی بات کچھ
نہ تم سے تمھاری رکھائی گئی

ضیا رات مر مر کے زندہ ہوا
قضا سیکڑون بار آئی گئی

کیا ہوتا ہے یون لاکھ کرے غیر بھی نالے
پہلے وہ مری طرح کوئی چوٹ تو کھالے

انداز انوکھے ہین تو ہین ناز نرالے — وہ روٹھ کے کہتے ہین کوئی ہمکو منالے

کہتے تھے اثر کچھ نہ کرینگے ترے نالے — پھرتے ہو پریشان ہے کیون دلکو سنبھالے

تیرِ نگہ ناز ترا دل پہ جو کھالے — مرجائے مگر منہ سے نہ وہ نام قضا لے

خود پوچھتے ہین حشر مین تم کون ہو صاحب — خود کہتے ہین لو یہ ہین مرے چاہنے والے

ہون نقشِ کفِ پا کی طرح تیری گلی مین — اب بھی کہین دنیا ہے خدا مجھکو اٹھالے

دونون پہ ہنسا کرتی ہے محرومی قسمت — کس کام کی آہین مری کس کام کے نالے

دل دیکے تو انکو جو اٹھائی ہے مصیبت — ہم کچھ نہین کہتے ہین غرض اسکا خدا لے

دم آپ ہی گھبرا کے نکل جائیگا اکدن — احسان قضا کا شب غم میری بلا لے

کس وادیٔ پرہول مین لائی تری وحشت — پڑتے ہین جہان پاے تصور مین بھی چھالے

دل دیکے حسینون کو عجب کلفت اٹھائی — دشوار ہوئی زیست پڑے جان کے لالے

لو حشر بھی برپا ہوا وہ بھی ہین پریشان — آئے تھے لبون پر ابھی دو چار ہی نالے

کیا جانے کیا کہدیا پردے سے کسی نے — دل اپنا سنبھالا ہی نہین اپنے سنبھالے

پھر خیر ہو دامان و گریبان کی الٰہی — پھر دست جنون نے مرے پاؤن نکالے

روتی ہین لہو حال پہ میرے مری آنکھین — ہنستے ہین مجھے دیکھکے اب دیکھنے والے

ہو لاکھ اگر صبحِ قیامت تو نہ جاگین — جو لوگ شب ہجر کے ہین جاگنے والے

کہتے ہو کہ دیکھینگے تماشائے قیامت — کچھ دور نہین چاہین جو عشاق کے نالے

دیکھا نہین ایسی سی طبیعت کا کسیکو — کہنے کو تو لاکھون ہین ترے چاہنے والے

پہلے تو ہوئے طالبِ دل آپکے گیسو — اب دیکھیے کیا زہر اوگلتے ہین یہ کالے

میرا دلِ پُرداغ جو دیکھو تو یہ کہدو — جتنے ہین اسی رنگ کے ہین باغ مین لالے

کیوں ہاتھ ملا کر اُٹھتے ہو رہ رہ کے صفیا تم
بتلاؤ تو دل اپنا کیا کس کے حوالے

اثر جو آہوں میں ہے ہماری جو پوچھیے تو اثر نہیں ہے
خبر بھی ہونے پہ کہتے ہیں وہ ہمیں تو کچھ خبر نہیں ہے

کبھی یہ حالت ہے چشم تر کی کہ بند شام و سحر نہیں ہے
کبھی یہ عالم ہے بیخودی کا کہ ہوش دو پہر نہیں ہے

نہ سوز الفت ہے جو بجھا ہو جگر وہ کوئی جگر نہیں ہے
نہ جس کا دل درد آشنا ہو بشر وہ کوئی بشر نہیں ہے

قضا کا جب سامنا ہوا تو کسی طرح پھر مفر نہیں ہے
جو مار ڈالے نہ عاشقوں کو وہ تیری ترچھی نظر نہیں ہے

اگر حقیقت میں پوچھیے تو وہ آپ اہل نظر نہیں ہے
کہے جو معشوق نازنیں کو دہن نہیں ہے کمر نہیں ہے

ہماری آہیں ہمارے نالے ہمارے شیون ہمارے آنسو
ہر اک کو وہ دیکھ سن کے بولے یہ سب ہے لیکن اثر نہیں ہے

ہوئی ہے برگشتہ قسمت ایسی پھرا ہے مجھ سے زمانہ ایسا
کبھی بھیجے کو مکان تک اُنکے نصیب اپنا نامہ بر نہیں ہے

بتوں کی ہٹ دھرمیاں غضب ہیں کہ انکے دل پر قبضہ کیا ہے
جو کعبہ مشہور ہے خدا کا تو کیا ہمارا یہ گھر نہیں ہے

یہاں ہے ہر دم غشی کا عالم وہاں ہے ہر وقت عیش و عشرت
جو اُن کو میری خبر نہیں ہے تو مجھکو اُنکی خبر نہیں ہے

رقیب کیا جانے درد فرقت اُٹھا کیا ہجر کی مصیبت
یہ صاف کہتا ہوں سنئے حضرت کہ سمجھا اُسکا جگر نہیں ہے

کہا جو غیروں نے سن لیا وہ ہمیں کو جھوٹا بتا رہے ہو
کب اپنی آنکھوں سے تمنے دیکھا کہ ان اشکوں سے تر نہیں ہے

وہ مجھکو دیکھے میں اُسکو دیکھوں نہ ہو تو دونوں ہیں تو بہتر
نگاہیں قاصد کی کہہ رہی ہیں جو حال ہے اُدھر اِدھر نہیں ہے

تمہاری الفت میں مر رہے ہیں مگر یہ ڈر ہو گا تمکو
ہمارا مرنا ہو یوں بھی اچھا تمہاری الفت اگر نہیں ہے

کہاں کی گلگشت کیسا گلشن مہ دو ہفتہ کا دیکھنا کیا
یہ چاندنی خاک ہے بتر اگر وہ رشک قمر نہیں ہے

جدھر نظر کی اُٹھا کے آنکھیں کھڑے ہوئے لوگ ہنس رہے ہیں
تمہاری محفل کا ہے تماشا ہماری یہ چشم تر نہیں ہے

جلن کلیجے میں اُٹھیں سوزش جگر ہیں سینہ میں داغ لاکھوں
طرح طرح کا ہے روگ مجھکو کچھ ایک درد جگر نہیں ہے

خدا نے چاہا تو دیکھ لینا کہ جان دیں گے ابھی ہزاروں
تمہاری محفل رہے سلامت بلا سے میرا گذر نہیں ہے

ابھی وہ کمسن ہیں دیکھتے ہیں کبھی جو ہیں نئی ہو منہ ہیں
جو پوچھتے ہیں کہ دل نہیں ہے تو کہتے ہیں تیرا سر نہیں ہے

ضیا حسینوں پہ مر رہے ہو عبث بتاں کی نظر یہی ہو
یہ ہاتھ آئینگے کب تمہارے سمجھ چکے ہیں کہ زر نہیں ہے

ہم کو تو مرنا ہے اکدن ہجر میں مر جائینگے
وہ ستم کیونکر کرینگے عمر بھر پچھتائینگے

ساتھ جب تو بھی نہو گی کس سے دل بہلائینگے
ہم اکیلے قبر میں اے بیکسی گھبرائینگے

کب ترس کھایا انہوں نے کب ترس وہ کھائینگے
مدتوں ترسا چکے ہیں مدتوں ترسائینگے

تیرے دم پر بنے گی ہم اگر مر جائینگے
آپ ہی وہ کوستے ہیں آپ ہی پچھتائینگے

دیکھتے ہی اسکی مژگاں پہ خلش پیدا ہوئی
دل میں کھب کھب کر یہی کانٹے مجھے تڑپائینگے

لب پہ حرف مدعا لانا قیامت ہو گیا
بول اٹھی اُنکی خاموشی ابھی ترسائینگے

روکنا اے ضبط ایسے ہوں کو ہے عبث سا
جائینگے نالے تو کیا صورت یہ پھر دکھلائینگے

بزم سے اپنی اٹھاتے ہو تو جاتے ہیں مگر
پھر دل کمبخت لے آئیگا پھر ہم آئینگے

اپنی ہستی اک نئی صورت سے پھر مٹکر بنی
کیا خبر تھی خاک ہو کر نقش پا بنجائینگے

ہم تو یہ سمجھے ہوئے تھے ضبط میں کامل ہیں ہم
لو وہ کہتے ہیں کہ نالے تیرے لب پر آئینگے

ناصح مشفق کا آنا چال سے خالی نہیں
کچھ نہ کچھ اس بت کی جانب سے مجھے بہکائینگے

یہ بھی جاتی ہیں حسرت دیدار میں اشکوں کے ساتھ
رہ گئے ایسے دیدہ مشتاق کیا کام آئینگے

ہر کسی کے سامنے اظہار غم اچھا نہیں
کیا کہینگے اے ضیا وہ جو کہیں سن پائینگے

گزری ہے کیسی ہجر میں حال ہو گیا نہ پوچھئے
سنکے نہ رہ سکینگے آپ پھر خود اپنا پوچھئے

ضبط کی ہے کچھ انتہا منہ کو کلیجہ آگیا
ان کے ستم نہ پوچھئے ان کی جفا نہ پوچھئے

شب کی وہ بیقراریان نکلی تھی آہ و زاریان
ہوتا ہے کیسا درد دل اسکا مزا نہ پوچھئے

ہم تو وفا شعار ہین ملنے کو آئینگے ضرور
آپ کو اختیار ہے پوچھئے یا نہ پوچھئے

جان بھی لے لی آپنے مار ہی ڈالا آپنے
دل مین چھپا ہے کس طرح تیر ادا نہ پوچھئے

میری وفا مین دیکھئے انکی جفا مین دیکھئے
یار سے مجھسے پیشتر قول تھا کیا نہ پوچھئے

سنتے ہی سنتے کیا ہوا ہچکیان کیسی لگ گئین
کہتا نہ تھا مین پیشتر حالِ ضیا نہ پوچھئے

اک دن وہ تھا کہ رہتے تھے پہلو مین یار کے
اک دن یہ ہے کہ جاتے ہین در پر پکار کے

پوچھو نہ ولولے دلِ بے اختیار کے
لایا مجھے گلی مین تمہاری ابھار کے

کچھ خاک بھی جو اپنی تھی کوچہ مین یار کے
اٹھتے وہ چڑھ گئی فلکِ بد شعار کے

ترچھی نظر سے تاک کے وہ سوئی مرغ دل
کہتے ہین یہ شکار ہے قابل شمار کے

بھولا نہین ہون آبلہ پائی مین دشت کی
احسان یاد ہین خلشِ نوکِ خار کے

مرنے کے بعد ہی یہ مری خاک کا نشان
پھر یہ دیکھ لیجئے ہر سو گوار کے

کہتا ہے دل کہ کوچہ جانان مین قبر ہو
ایسے کہان نصیب ہین مجھ خاکسار کے

کیا جانئے آپ تیر نظر کی خلش ہے کیا
یہ دل پوچھئے کسی سینہ فگار کے

دیتے ہین جان اسپہ جو عالم کی جان ہے
کرتے ہین پیار اسکو جو قابل ہے پیار کے

میری بھی صبح و شام قیامت سے کم نہین
وعدہ کئی ہین اور ہین دن انتظار کے

جاکر جو پاس بیٹھے رہے یہ کہکر اٹھا دیا
کہتے ہین اب انکا دلِ بیقرار کے

تجھکو نہین ہے آنکی الفت نہین ہی
انسان مان لیتا ہے کہنے سے چار کے

ترچھی نظر سے دیکھ لو قصہ تمام ہو
دل بھی جگر بھی دونون ہین بسمل اک وار کے

یون لینے ضعف کی شب عذر جان لی — فقرے مین آگئے وہ کسی ہوشیار کے
یا تو رقیب ہی سے ملو یا ہمین سے اب — آپس مین جھگڑے خوب نہین بار بار کے
دزدیدہ نگاہ کام وہان اپنا کر گیا — تو سہی دیکھتے رہے ہم چشم یار کے
امید آپ سے تو ہمیشہ رہی مگر — نکلے بھی حوصلے دل امیدوار کے
مرنے پہ بھی ہے سوزِ نہان جان کا عذاب — دوزخ کے کندے ہوگئے تختے مزار کے
اہلِ زمین سے دلمین کدورت ہوئی تو کیا — یہ ساتون آسمان ہین پتلے غبار کے
ڈرتے ہین لوگ نوح کے طوفان سے آجتک — دیکھے نہین ہین اشک کسی چشم زار کے

پھولا پھلا نہ گلشنِ دل اپنا اے **ضیا**
جھونکے ہزار چلگئے بادِ بہار کے

مزا دردِ محبت کا کوئی پوچھے مرے دل سے — گیا جب تو اُٹھا اک چوٹ کھا کر انکی محفل سے
مروت کی نہین امید جسکی آنکھ کے تل سے — نظر بھی لڑگئی میری تو کس بیباک قاتل سے
نہ پوچھو کچھ ہی کیا جان پریشانی دل سے — کہ دن گذرے ہین مر مر کر کٹی ہے رات مشکل سے
کسی دن ایسا ہوجائیگا میرے جذبِ کامل سے — چلے آئینگے اُٹھکر آپ بھی غیرون کی محفل سے
ہماری سخت جانی کوئی پوچھے تیغ قاتل سے — کہ دن بھر مین کٹی ہے ایک رگ وہ بھی مشکل سے
قیامت ہوگئی برپا ہمارے نالۂ دل سے — مگر اُٹھا ہے یہ فتنہ کسی کافر کی محفل سے
نقاہت وہ کہ چلنا اک قدم بڑھکر ہے منزل سے — اُٹھائے بھی تو مشکل ہے جو بیٹھے بھی تو مشکل سے
عجب کیا ہے کہ پرسش خونِ ناحق کی ہو محشر مین — خموشی سیکھلے قاتل زبانِ زخمِ بسمل سے
مجھے نالے بہت اچھے کہ سنکر خوش وہ ہوتے ہین — گلون کے کان پھوٹے باغ مین شورِ عنادل سے
غضب وہ سرمگین آنکھین قیامت لال وہ ڈورے — چھری سی چلگئی دلپر نظر ملتی ہی قاتل سے

ہماری نارسائی قسمت کو قاصد کیا کہے ورنہ
پہونچنا اور پھر محروم رہنا انکی محفل سے

اگر تم شوخیوں سے اپنی باز آتے نہیں صاحب
تو ہم بھی ہیں بہت مجبور اپنے چلبلے دل سے

یہ کیونکر لوگ کہتے ہیں قیامت ایکدن ہوگی
قیامت روز ہوتی ہے تمہارے عہد باطل سے

ہماری دیدۂ تر ایک دریا بار ہے بڑھکر
ہماری آستین کچھ کم نہیں دامان ساحل سے

نہ جیتا ہے سنکر نالۂ پر درد راتون کو
بدل لے اپنا دل کچھ کی مری ٹوٹے ہوئے دل سے

کوئی دامن کسیکا تھام کر محشر میں پوچھیگا
تمہیں وہ یاد ہو تو منہ پھیر لینا اپنے بسمل سے

غضب کیا جذب دل کی قیس کو منظور ہو نہیں تھا
نہ نکلے لیلی محمل نشین بے پردہ محمل سے

سفینہ عشق کا بیڑا جو ہو تو پار کیونکر ہو
یہ دریا آپ ہی نا آشنا ہے اپنے ساحل سے

نہیں جاؤں تو شکوے ہیں اگر جاؤں تو کہتے ہیں
کوئی آیا ہے کیوں کیا کام مجھ سے میری محفل سے

نصیحت تیری اے ناصح فقط سننے کے قابل ہے
مگر کچھ بس نہیں چلتا ہمارا حضرت دل سے

ستارے پھر گذرتی ہیں شبیں اختر شماری میں
ضیا پھر دل لگا بیٹھا کسی زہرہ شمائل سے

کہا ظالم نے میرے نامہ بر سے
کہ کچھ روز دن ابھی وہ اور ٹھہرے

یہ پوچھے تو کوئی اس بے خبر سے
کہ واقف بھی ہے نالوں کے اثر سے

جو گذرے بھولے بھٹکے وہ ادھر سے
مری تربت کو دیکھا کس نظر سے

نقاہت میری اس درجہ کو پہونچی
اٹھا جاتا نہیں درد جگر سے

اٹھیں بے پردہ دیکھیں اہل محشر
یہ دیکھا جائے گا اپنی نظر سے

کچھ ایسا غیر نے فقرہ سنایا
کہ وہ کیسے لیا خط نامہ بر سے

تمہارے پاس تو بیٹھا نہیں ہوں
اٹھاتے کیوں ہو مجھکو اپنے در سے

ہماری بدگمانی بھی تھی شامل
کہاں تم جا سکے تھے غیر کے گھر سے

نہیں دیکھا گئے چھپ کے وہ پہروں
نہیں معلوم دیکھا کس نظر سے

برا ہے نام اس کمبخت دل کا
نہیں بنتی کچھ اس بیداد گر سے

یہ کیا معلوم تھا الفت میں ان کی
چلے گی لاگ چرخِ کینہ ور سے

بھلا ہو غیر کا اے کوئے جاناں
کہ رستہ تک چھٹا اپنا ادھر سے

خلش کیا ہوتی ہے تیرِ مژہ کی
اسے تو پوچھئے میرے جگر سے

اٹھائیں ذلتیں الفت میں اتنی
کہ ہم خود گر گئے اپنی نظر سے

ضیا بیکار کیا بیٹھے ہوئے ہو
لگا لو دل کسی رشکِ قمر سے

دل کبھی ملتے ہیں چٹکی کبھی لی جاتی ہے
پاس بٹھلا کے یہ راحت مجھے دی جاتی ہے

انکی فرقت بھی گوارا نہیں کی جاتی ہے
اپنی حالت بھی نہیں ان سے کہی جاتی ہے

کشتۂ تیغِ تغافل ہوں اٹھیگا لاشہ
ابھی ہاتھوں میں تو ان مہندی ملی جاتی ہے

آپ ہی آپ چلے آتے ہیں بل ابرو پر
بات ہی بات میں تلوار کھنچی جاتی ہے

صورتِ آئینہ ہوں دیکھ رہا ہوں چپکا
ہر ادا انکی مرے دل میں کھبی جاتی ہے

ہوگیا حشر کا بھی خاتمہ اس کوچے میں
آپکی خو نہیں فتنہ یا دستی جاتی ہے

کہکے یہ بزم میں غیروں کو جلایا کیا
کوئی ہو بات جو گالی مجھے دی جاتی ہے

مٹی جاتی ہے قیامت بھی قدِ موزوں پر
خوش خرامی پہ نزاکت بھی پسی جاتی ہے

تیغ سو طرح سے اک مو کی مذمت تو ہے
یہی کافی ہے کہ مے نہیں پی جاتی ہے

یہی جیتا ہوں پر آپ جو رو کے شبِ غم
ایسے بیکس کی مصیبت بھی کہی جاتی ہے

بیوفا کون کہ وہ اور محبت کا نباہ
یہی کیا کم ہے کہ غیرون سے نبھی جاتی ہے

حسن والے بڑے جلاد بگڑتے ہی گا نہین
ہے جو مشہور یہ اک بات کہی جاتی ہے

آتشِ عشق نے آخر یہ اثر دکھلایا
ساتھ پروانون کے اب شمع جلی جاتی ہے

خوفِ صیاد سے یہ رنگ ہوا گلشن کا
کہ صبا بھی چھپی آتی ہے چھپی جاتی ہے

کس گھڑی خواب جوانی سے مین چونکا ہون ضیا
دوپہر ہو چکی جب دھوپ ڈھلی جاتی ہے

نہ وصل یار سے تا حشر ہو گی یاس مجھے
کہ مرتے مرتے بھی کچھ کچھ رہی ہے آس مجھے

کسی نے دور بٹھایا کہ اپنے پاس مجھے
کسی کی بزم مین اتنا کہان حواس مجھے

کٹے گی یا نہین فرقت کی شب خدا جانے
بڑی تو یہ ہے قیامت کہ ہے ہراس مجھے

دل و دین ڈھونڈھ رہے ہین جگہ چھپنے کی
وہ کاش جان لین محشر مین ناشناس مجھے

گلی مین یار کی کھویا گیا ہون کچھ ایسا
کہ لاکھ ڈھونڈھین نہ پائین مرے حواس مجھے

قریبِ مرگ خوشی سے مین ہو گیا اکثر
شبِ وصال کسی دن نہ آئی راس مجھے

آگا یاس ہی قاصد سے دل پہ چوٹ لگی
وہ آس ٹوٹ گئی تھی جو ایک آس مجھے

مین دور دور بتون سے بہت رہا لیکن
بلا لیا صفِ محشر مین اپنے پاس مجھے

دکھا رہی ہے یہ نیرنگیان شبِ فرقت
امید بھی نظر آتی ہے شکلِ یاس مجھے

کسی کے عشق مین کیا ہو گا جان جائیگی
بھر دیا جو یہ دل مین تو کیا ہراس مجھے

تھکا ہوا ہون نکیرین سے اٹھتے کا بہت
نہ پوچھو کچھ ابھی آلین فدا حواس مجھے

کبھی تمھارا نہ شبِ وعدہ مین کبھی مردہ
کبھی امید مجھے تھی کبھی تھی یاس مجھے

کفن پہ اپنے نہ کیون ناز ہو لباس نو
ہوا نصیب نہ تا عمر یہ لباس مجھے

اگر ہو مجھسا بلا نوش خود پچھکے ساقی
مین چلتے چلتے کہون اور دو گلاس مجھے

ضیا کہو تو سہی رنگ کیا مزاج کا ہے
دکھائی دیتے ہو کچھ آج تم اداس مجھے

اتنی نگاہ مجھپہ بھی اے جان کبھی کبھی
کچھ سن لیا کرو غم پنہان کبھی کبھی

ہوتا ہون اسکے سامنے گریان کبھی کبھی
یونہین نکلتے ہین مرے ارمان کبھی کبھی

کچھ اور سلسلہ تو نہین اسکے عشق کا
سلجھاتا تھا مین گیسوی پیچان کبھی کبھی

ہرچند ضبط گریہ ہے لیکن مین کیا کرون
آنکھین اٹھا ہی دیتی ہین طوفان کبھی کبھی

غافل نہو جگا دیا ہے جو درد عشق
رہتے کا میرے حال کے پرسان کبھی کبھی

دیتے ہین کب جواب حسین میری بات کا
آئے جو دل مین ہوگئے خندان کبھی کبھی

مدت ہوئی کہ درد نہین دل کو پوچھتا
لیتا ہے چٹکیان ترا پیکان کبھی کبھی

بھولے ہوئے ہو غیر پہ یہ بات لکھ رکھو
مین یاد آہی جاؤنگا اے جان کبھی کبھی

اچھا خوشی تمہاری ہے غیر ہی کی بات
اچھا یونہین سہی مرے مہمان کبھی کبھی

تلوون مین اب بھی اٹھتی ہے بجلی سی گاہ گاہ
آتے ہین یاد خار بیابان کبھی کبھی

جمتا نہ رنگ غیر کی باتون کا اسقدر
ہوتا وہان ضیا جو غزل خوان کبھی کبھی

خدا ہی یاد اب آتا ہے دل لگا کے مجھے
بڑا ثواب لیا آپ نے ستا کے مجھے

نہ حوصلے رہے اس بت سے التجا کے مجھے
خموشیون نے حوالے کیا خدا کے مجھے

بتون کا بندہ بنایا تھا کون یہ پوچھیگا
فرشتے لے نہ چلین سامنے خدا کے مجھے

نگاہ شوق سے مشتاق بنکے جب دیکھا
ترا لے ڈھب نظر آئے تری ادا کے مجھے

وہ جب جوان بھی تھے دل جبھی کہتا تھا — کہ لاکھ پیچ مین بل گیسوئے دوتا کے مجھے

خدا کے سامنے جاتا نہ جاتا اک ہوا — گلے نہ یاد رہے کچھ تری جفا کے مجھے

یہ کون دیکھے جو رسوائیان اٹھاتا ہون — وہ آپ چھپ رہے دیوانہ سا بنا کے مجھے

ازل سے لکھی تھی قسمت مین جو پریشانی — تو بھائے پیچ ترے گیسوئے دوتا کے مجھے

گلہ ہے راحت و آرام سے مصیبت مین — کسی نے جھوٹ بھی پوچھا کبھی نہ آکے مجھے

نہ کہتا تھا کہ عدو ٹھہرینگے نہ مقتل مین — سلام کرنا پڑا اب تو سر جھکا کے مجھے

یہ دن شباب کے یہ ابتدائے عشق بتان — یہ راتین ہجر کی یہ صدمے انتہا کے مجھے

عدو سے باتین اشارونمین کین سر محفل — اٹھائے فتنے غضب سامنے بٹھا کے مجھے

وہ سنکے میری غزل غیر سے یہ کہنے لگے
پسند دل سے ہین اشعار سب ضیا کے مجھے

تم رہو ہم رہین زمانہ رہے — دل مین کمبخت حوصلا نہ رہے

دل کسی پر جو مبتلا نہ رہے — مرنے جینے کا کچھ مزا نہ رہے

مجھے ملنا تو یون بھی ممکن تھا — کچھ دنون غیر سے خفا نہ رہے

دل بھی جلئے جو آپ جاتے ہین — میرے پہلو مین دوسرا نہ رہے

سامنے اپنے چاہیے ساقی — جام خالی رہے بھرا نہ رہے

گھور کر آئینے کو رکھتے ہین — یون ہین کوئی دیکھتا نہ رہے

وہ چکا اُن کے پاس ایسا دل — جو کہین چین سے ذرا نہ رہے

بزم ساقی کا رنگ یہ دیکھا — ہوش اپنے وہان بجا نہ رہے

ہم کہے دیتے ہین کرتا ترک ہو — دوش پر گیسوئے دوتا نہ رہے

ٹھوکرین دیجیے یہ کیون سے کہتے / میرے در پر کوئی پڑا نہ رہے

ان نگاہون سے تیری او عیار / پارسا بھی تو پارسا نہ رہے

رات کوئی کسی سے کہتا تھا / آج شوخی رہے حیا نہ رہے

غیر کے واسطے بھی او ظالم / کوئی حیلہ کوئی بہانہ رہے

رشک کہتا ہے روز محشر بھی / کوئی اُنکے مرے سوا نہ رہے

اسقدر تو ہو۔ دور ہے منزل / پاؤن مین ایک آبلہ نہ رہے

اُن کو نفرت ہوئی تو ایسی ہوئی / سب رہین بزم مین ضیا نہ رہے

اب ضیا سے کہو چلے کعبہ
دہر مین بندۂ خدا نہ رہے

مارا ہے کسنے تیر نظر کچھ نہ پوچھیے / چھلنی کیا ہے کسنے جگر کچھ نہ پوچھیے

ہم سے ہمارے دلکی خبر کچھ نہ پوچھیے / کھو کر ہمین گیا ہے کدھر کچھ نہ پوچھیے

فرقت مین حالِ دردِ جگر کچھ نہ پوچھیے / کٹتی ہے جیسی شام و سحر کچھ نہ پوچھیے

دم لب پہ جان آنکھون مین دستِ اجل مین روح / کسوقت اُسنے لی ہے خبر کچھ نہ پوچھیے

کھائی ہے دل نے چوٹ کہان کیا بیان کرون / کس بت سے لڑ گئی ہے نظر کچھ نہ پوچھیے

آرائشونکی سج بجی ہے وعدہ کی شب انہین / دم پر جو بن رہی ہے ادھر کچھ نہ پوچھیے

بے پردگی یار ہے وہ بات کیون کرون / کیسا دہان ہے کیسی کمر کچھ نہ پوچھیے

باتین جو کچھ دل کی ہوئی ہین شب فراق / سب پوچھنے کی ہین مگر کچھ نہ پوچھیے

بے رحمیان ہمارے دلِ مبتلا کے ساتھ / کیا کر رہی ہے ترچھی نظر کچھ نہ پوچھیے

چھاتی سے سینے لگا کے بت کو عشق کی / کیا کیا ہین اسمین خوف و خطر کچھ نہ پوچھیے

نالے مین کر رہا ہون وہ قسمت پہ ہنستے ہین
دھوکا جو دے رہا ہے اثر کچھ نہ پوچھئے

ہمدرد ہو گیا ہے جو قسمت سے ہجر مین
کیا دل سے کہہ رہا ہے جگر کچھ نہ پوچھئے

کس کے لئے ضیا نے لیا جوگ کیا کہون
آوارہ کیون ہے چھوڑ کے گھر کچھ نہ پوچھئے

آجانا کہین دل کا آفت سی یہ آفت ہے
پھر لوگون کا سمجھانا یہ اور قیامت ہے

کس طرح نبھے الفت اب انکی یہ حالت ہے
ہر بات پہ غصہ ہے ہر بات پہ حجت ہے

شامِ شبِ تنہائی مجمع یہ غنیمت ہے
مین ہون غمِ فرقت ہے دل ہے تری حسرت ہے

وعدہ تو کرو شب کا ہان طولِ قیامت ہے
کچھ اور گھٹاؤ تم یہ تو بڑی مدت ہے

تمنے بھی سنا ہوگا ارمان کا جو گھر دل تھا
اب حسرتِ مردہ کی ٹوٹی وہی تربت ہے

کو عیش ہو جلتے ہین دنیا کا ہمین یا رب
بے یار نہ بہلے گی عاشق کی طبیعت ہے

معشوق بہت دیکھے بھایا نہ کوئی دلکو
جو کھب گئی آنکھون مین وہ ایک ہی صورت ہے

دل اور کلیجے کو یہ داغ جو پاتے ہو
سوزِ غمِ پنہان کی ساری یہ شرارت ہے

جب ذکر وفا چھیڑا جھنجھلا کے وہ بول اٹھا
کرتے ہو وہی باتین جنسے مجھے نفرت ہے

بیتابیِ عاشق کا پرسان ہی نہین کوئی
آرام کو غفلت ہے بھولی ہوئی راحت ہے

مجھسے تو مخاطب ہین آنکھین ہین مگر دل پر
مین خوب سمجھتا ہون جو آپکی نیت ہے

تھا غمِ فرقت بھی کچھ کام نہین آتا
کیا آبلۂ دل کی پھوٹی ہوئی قسمت ہے

شرماؤ نہ دل لیکر مین آئینہ دیتا ہون
دیکھو تو کہین کچھ بھی آنکھون مین مروت ہے

کہنے کو تو کہتے ہو تم سن نہ سکو شاید
جو دل کی حکایت ہے یہ درد حکایت ہے

افسوس ضیا تونے اپنے کو مٹا ڈالا

لیکن نہ وہ ہاتھ آیا جسکی مجھے الفت ہے

دشمن کہ دوست کوئی ہو سکی خدا سنے
مین چاہتا ہون میری وہ بت التجا سنے

کچھ ابتدائے عشق ہی سمجھا نہ نیک و بد
میری نہین کسیکی دل مبتلا سنے

قاصد گیا بھی اور رسائی بھی ہوگئی
اسکی خوشی اگر نہ مرا ماجرا سنے

اچھا نہ سنئے حال شب غم نہین سہی
اکبار اور کہئے کہ میری بلا سنے

نالے بھی ایسے ویسے تھے آہین بھی نہین تھین
فریاد کی تو کہنے لگا وہ خدا سنے

دل کو تڑپتے شمع کو جلتے کٹی ہے رات
قصہ ہمارے درد کا درد آشنا سنے

یہ انتظام آجتک اس بزم مین نہین
بیٹھے وہ میرے پاس مرا مدعا سنے

لیلی ہی کچھ سمجھتی تھی مجنونکی بات چیت
کیا کہہ رہا ہے دل تری زلف رسا سنے

کہتے ہو دلکی چوری کوئی عیب ہی نہین
پہلو مین پھر بٹھا لے اگر دوسرا سنے

کس سے کہین کہ عشق نے لوٹا ہے کس طرح
بیکس غریب دلکی سنے تو خدا سنے

مین شکوہ ہائے غفلت بیجا کیا کرون
وہ کیون شکایت ستم ناروا سنے

آجائیگی ہنسی کبھی ہو جائیگا سکوت
اسکی زبان کوئی مرا ماجرا سنے

اس سے خموشی دہن زخم دل بھلی
کیون چھیڑ کر کسی سے کوئی کو سنا سنے

مشتاق جلوۂ رخ جانان نہو کبھی
جسکو خدا نے کان دئے ہون صدا سنے

باتین پتے کی خاک نہ سمجھیگا یون کبھی
عاشق کسیکا ہو کے کلام ضیا سنے

حسین یون تو ہزارون ہین چاہنے کے لئے
مین ڈھونڈھتا ہون محبت نباہنے کیلئے

جگر کی پھانس نے ایسا گلا دبایا ہے
تڑپ رہا ہون شب غم کراہنے کیلئے

کسیکو حوصلہ کیا ہو کسی کی الفت کا
کہ عمرِ خضر بھی کم ہے نباہنے کے لئے

وہ دردِ دل میں ہے جو سانس بھی نہ لینے دے
کلیجہ چاہیے شب بھر کراہنے کے لئے

یہ آرزو ہے کہ جنت میں بھی نصیبوں سے
خدا کرے تمھیں ملجاؤ چاہنے کے لئے

بشکل مردہ ہوں لیکن ہنوز جیتا ہوں
فقط تمہاری محبت نباہنے کے لئے

بتاؤ گانٹھ گرہ میں بھی کچھ ہے یا کہ نہیں
ضیا چلے ہو حسینوں کو چاہنے کے لئے

ابھی ہے تیغ گراں مجھسے ناتواں کیلئے
بڑے کلیجے سے آئے ہو امتحان کے لئے

پکارتی ہے سرِ شام دل کی ویرانی
چراغ دے کوئی اجڑے ہوے مکان کیلئے

پناہ مانگئے اُس آہِ نیمکش سے حضور
جسے کہا کہ بری ہے یہ آسمان کے لئے

جگر کی پھانس پسندِ رگِ گلو نہ ہوئی
تڑپ رہی ہے تمنے خنجرِ رواں کے لئے

عدو کے غم میں ہے تر آنسوؤں سے وہ دامن
جو چاہیے تھا مری چشمِ خونفشاں کیلئے

تماشا دیکھئے گھٹ گھٹ کے دم نکلنے کا
طلب کرونگا اجازت اب فغان کیلئے

نہ آنسوؤں میں اثر ہے نہ آہ میں تاثیر
نہ کچھ زمین کیلئے ہے نہ آسمان کے لئے

نگاہِ شوق کو آرائشوں سے لطف ملا
تمھیں خبر بھی ہے جسے کہاں کہاں کے لئے

شبِ فراق نے کھوئی بلا سے نیند مری
قرار ڈھونڈھ رہا ہوں دلِ تپاں کے لئے

جو تمھیں یاد کی اُٹھکر جھکیں غضب ٹوٹا
قیامت آئی زمیں اُدھر آسمان کے لئے

جگر کے دل کے کلیجے کے چند ٹکڑے تھے
نصیب وہ بھی نہیں اب غمِ نہاں کیلئے

خدنگِ ناز سے بچا ہوا دل ہے شرمندہ
غریب کیا کرے سامان میہمان کیلئے

خدا نے آپکو پتھر سا دل دیا صاحب
بس اور چاہیے کیا ہے امتحان کیلئے

حضور کچھ تو محبت کا حق ادا کر دیں
دعائے مرگ سہی اپنے نیمجان کے لئے

چلے تھے دو ہی قدم وہ زمین نے دی صدا
اُٹھا رکھو کوئی فتنہ تو آسمان کے لئے

جو آگئی تو خطا کیا مری طبیعت کی
سزا انکا لئے کچھ اپنے پاسبان کے لئے

زمانہ بھر کو ترے بانکپن نے خاک کیا
پکار اُٹھا کہ مٹو ایسے نوجوان کے لئے

کہاں کہاں نہ مٹایا لکھا مقدر کا
جبین ہی تھی ترے سنگ آستان کیلئے

قرار بھی ہے سکون بھی ہے چین بھی ہے مگر
جو پوچھئے تو نہیں ہے دل تپان کیلئے

اُٹھاؤ تیغ نزاکت اگر اجازت دے
عدو سے کیوں ہو بد میرے امتحان کیلئے

بڑا اچھا حوصلہ عہدِ شباب کا ہم کو
بہت خراب ہوئے ایک دلستان کیلئے

کہیں گے چارہ گر کیا ایڑیاں رگڑ کے مرا
بُری لکھی ہے قضا تیرے نیمجان کے لئے

غضب ہے یار کی محفل میں دل کبھی سا آیا
جگہ یہ خوب نہیں میرے رازدان کے لئے

تم اچھے نام بھی اچھا تمہاری یاد اچھی
مرے لئے مرے دل کے لئے زبان کیلئے

ہے وصل و ہجر کا جھگڑا ضیا محبت میں
بکھیڑے آپ نے یہ اپنے سر کہاں کے لئے

کبھی دُکھے ہوئے دل سے جو آہ کی ہوتی
پکار چار طرف سے پناہ کی ہوتی

گرا ہے آنکھ سے میری تو خاک میں نہ ملے
کسی پر اتنی کسی نے نگاہ کی ہوتی

وہ کہتے ہیں کہ محبت تمہیں نباہ ہو سکے
نباہتے جو یہ صورت نباہ کی ہوتی

اسی تڑپ کو شبِ وصل ڈھونڈھتا ہے دل
وہی خلش ترے تیرِ نگاہ کی ہوتی

ہزار حیف کہ دیکھا گیا نہ ظالم سے
بڑی خوشی سے حالِ تباہ کی ہوتی

نکال لے جاتے گر ساتھ آرزوئیں کے
دلِ عدو میں اگر تم نے راہ کی ہوتی

شبِ فراق جو بنتی کسیکے کابل ہے — جگر تو آنکھوں میں اس روسیاہ کی ہوتی

بتاتا کون جو محفل میں ڈھونڈتے دل ہم — تلاش بھی ترے دزدِ نگاہ کی ہوتی

ستم کشانِ محبت میں تھے گنے جاتے — یہ کیا کیا جو کیا ضبط آہ کی ہوتی

شبِ دوہفتہ کچھ ایسی بُری نہیں کٹتی — جو اک شبیہ کسی رشک ماہ کی ہوتی

غزل سرا ہو ضیا اور تم خموش رہو
نہ واہ نکلی تھی منہ سے تو آہ کی ہوتی

بیٹھنا بزم میں اُس شوخ کی مشکل ہو جائے — درد بھی رہ کے جو پہلو میں کہیں دل ہو جائے

تا قیامت نہ پھرے جسکی طرف دل ہو جائے — وہ طبیعت نہیں ہر اک پہ جو مائل ہو جائے

اور بیتابیاں کیا کہیے شبِ فرقت کی — دیکھنے والا بھی دل تھام کے بسمل ہو جائے

قتل کرنیکی ادائیں بھی ہوا کرتی ہیں — آپکی طرح کوئی اور تو قاتل ہو جائے

یہ تو مانا کہ وہ انسان ہے کچھ حور نہیں — کیا کریں ہاتھ سے بے ہاتھ اگر دل ہو جائے

وصل کا نام سُنا کرتے ہیں ہوتا بھی ہے — ہم تو جب جانیں کسی دن ہمیں حاصل ہو جائے

آدمی زلف کے پھندے سے بچالے دل کو — اس سے بہتر ہے کہ پابند سلاسل ہو جائے

یہ عجب لطف ہے جب دیکھئے پر دیکھیں نہیں — پھر نیا شوق نئی آنکھ نیا دل ہو جائے

نام جائیگا جو لو خلق سے وہ کہتے ہیں — کہیں ایسا نہ ہو سونی مری محفل ہو جائے

آدمی۔ آدمی کے بس میں تو ہو جاتا ہے — میرے قابو میں تو کمبخت مرا دل ہو جائے

رنگ لائے جو کہیں جوشِ جنون مقتل میں — طوق گردن کا مرے خنجر قاتل ہو جائے

دل چُرا لینا پھر الزام یہ اُلٹا دھرنا — کیوں کہیں بیٹھکے ایسا کوئی غافل ہو جائے

ہائے دیکھی نہیں جاتی ہے ضیا کی حالت

ہائے کمبخت کی آسان کہیں مشکل ہو جائے

ہمارے درد کا پہلو یہی نکلتا ہے — کہ چٹکیوں سے کلیجا کوئی مسلتا ہے

کسے ہو دھیان ہم ایسونکو ہنسنے رونے پر — جنون والون کا کچھ یونہین جی بہلتا ہے

ہوا جو نزع مین دیدار بھی تو ہوش کہان — نکلتی ہے مری حسرت کہ دم نکلتا ہے

بہت سے دل ہین جو کہ سنبھال سکتے ہین — یہ دل وہ ہے کہ سنبھالے نہین سنبھلتا ہے

اٹھائے جاتے ہین تعظیم غیر کو سو بار — ہمارا بیٹھنا محفل مین انکو کھلتا ہے

چراغ تک نہین اس اجڑے خانۂ دل مین — وگرنہ شام کو گھر گھر چراغ جلتا ہے

رہین یہ آنکھین سلامت جگر کے گھاؤ کی خیر — کہ آنسوؤن کی جگہ اب لہو نکلتا ہے

مرا جو بس ہو تو آپ اپنی روک تھام کرون — مگر کچھ آئے ہوئے دل سے زور چلتا ہے

بڑا ستم تو ہے اس شخص کی پشیمانی — جو منہ سے کچھ نہین کہتا ہے ہاتھ ملتا ہے

پڑا جو داغ کلیجے مین وہ نہین مٹتا — چھپا جو دل مین وہ کانٹا نہین نکلتا ہے

جب اسکے کوچے مین دیکھا ضیا کو یون دیکھا
کلیجا ہاتھون سے تھامے ہوئے ٹہلتا ہے

ٹپکے جو چشم تر سے وہ کمبخت یاس ہے — نکلے جو آہ بنکے وہ دل کی بھڑاس ہے

دم پر جو بن رہی ہے کہ جینے سے یاس ہے — مرتا ہون مین کہ پھر ترے ملنے کی آس ہے

اب دل کی حسرتون کے نکلنے کی یاس ہے — جو آس ہے وہ ٹوٹنے والی ہی آس ہے

جس بزم مین نہین تری محفل کا رنگ ڈھنگ — رونق وہان ہو لاکھ مگر پھر اداس ہے

تقدیر اپنی اپنی محبت کا کیا قصور — میرے لئے جو شخص ہزارون کو راس ہے

جا کر کسیکی بزم مین ہم ایسے لٹ گئے — کھونیکے واسطے بھی نہین اب تو پاس ہے

اک آہ سرد کھینچکے کہتا ہے کچھ نہ پوچھ
کس نے تباہ حال کیا کس کا نام لوں
یہ نہیں سایہ اثر ہے کسی کی نگاہ کا
مجھ سے جہاں پہ بیٹھ گئے چار غم نصیب
یہ سوچکر رکھا ہے قدم کوئے عشق میں
اے انقلاب دہر وہ دن کیا تجھے کیا ہوئے

جب دل سے پوچھتا ہوں کہ تو کیوں اداس ہے
اک آشنائے ظلم و وفا ناشناس ہے
ہوش اپنے ہیں بجا نہ ٹھکانے حواس ہے
پھر اُس جگہ کو دیکھئے کیسی اداس ہے
مرنا ہی ایک دن ہے تو پھر کیا ہراس ہے
تھا جن دنوں گھمنڈ کہ دل میرے پاس ہے

کیونکر کوئی حسین تجھیں چاہے اے ضیا
کچھ ایسی شکل ہے نہ کچھ ایسا لباس ہے

جنون عشق کا باعث شباب ہوتا ہے
مزاج یار سبھی نیرنگیاں فلک میں کہاں
جو کشتی ایک سی فرقت کی شب تجھے پھر کیا تھا
امیدوار کو اپنے۔ امید پر تو رکھو
ہزار حیف کہ میں آپ کا آئینہ نہ ہوا
سنبھالتا تو ہوں دل کو بہت شب وعدہ

یہ دن مجھے یہ زمانا خراب ہوتا ہے
گھڑی گھڑی میں یہاں انقلاب ہوتا ہے
کبھی غشی تو کبھی اضطراب ہوتا ہے
کچھ اُسپہ رحم کبھی جسپہ عتاب ہوتا ہے
وہ شاید آئینہ سے حجاب ہوتا ہے
مگر کچھ آپ ہی آپ اضطراب ہوتا ہے

ضیا کو دیکھ کے اللہ ہمکو یاد آیا
کوئی کسی کے لئے یوں خراب ہوتا ہے

سوجھی بھی جو ضیا کو تو اپنے مرنے ہی کی
کچھ خاک بھی ہے سر پہ کچھ پاؤں بھی ہیں تھکے
وہ غم نصیب ہم نہیں پر سوں پتہ بھی کسی دن

ایسی تھی جان نہ پھر آئی ہے دوستی کی
اے کاش ہمکو ہوتا یہ شان عاشقی کی
آئی نہ کچھ لیے تھکے کوئی گھڑی خوشی کی

پیوند خاک کردو اکبار بیکسو صاحب
مٹی مین کیون ملاؤ تم آرزو کسیکی

ترک وطن کی خواہش ہم سے یہ کہہ رہی ہے
تقدیر مین تمہاری ہے موت بیکسی کی

اک عشق مین ہمارے کچھ ہو سکا نہ اب تک
باز آگئے ہزارون لاکھون نے خودکشی کی

قاصد کا ہنس کے دینا ہم کو نہ راس آیا
برسون رُلانیوالی تحریر تھی کسیکی

مجھ سخت جان سے بھی تنگ آ کے کوستی ہین
گردون پہ چل رہی ہین چھریان بے بسی کی

کس رنگ نے ضیا یہ صورت تری بنائی
اے بندۂ خدا کچھ کہہ بھی تو اپنے جی کی

کچھ اپنی سدھ نہین پھرتے ہین ایک حالت سے
غریب دل نہین معلوم کس خیال مین ہے

خوشی ہماری کبھی یار کی خوشی نہ ہوئی
ہمیشہ تو بھی گذرنا اسی ملال مین ہے

انھین تو رحم بھی آیا وہ پوچھتے بھی ہین
ہمین کو عذر مگر اپنے عرض حال مین ہے

کسی کی بزم مین بیٹھے تھے سر جھکائے تو ہم
کسی نے یہ بھی نہ پوچھا کہ کس خیال مین ہے

وہ غم نصیب ہون آئی ہنسی تو رونے لگا
مری خوشی کو بھی جب دیکھئے ملال مین ہے

شریک کون ہو تیرے غم جدائی کا
جو ایک دل وہ تری حسرت وصال مین ہے

[illegible] آتش کینہ ہوگا
کہین نہین تو مرا دل ترے خیال مین ہے

ضیا جو بیٹھے بیٹھے تو آپ رو دیتے
[illegible] ستایا ہوا اب تو اچھے حال مین ہے

کب ہوش حواس مین تھے [illegible]
دل چھین لیا تری ادا نے

مٹی مین ملائی خاک میری
برباد بھی کی نہین صبا نے

آ نکلے کہو کبھی تو آخر
سنتے تھے ہم ایسون کے فسانے

ناحق بھی کسیکا دل دکھانا　　کافر یہ کہا ہے کس خدا نے
آنا ہو تو کیون کہو عدو سے　　آنے کے ہزار ہین بہانے
بھیجی ہوئی آئی تھی کسی کی　　پوچھا نہ مزاج بھی قضا نے

رویا بھی تو اُس کے آگے رو دیا
یہ اور برا کیا ضیا نے

ہے پلکونکی ڈاک برابر لگی ہوئی　　اب کیا بجھائیگی مژہ تر لگی ہوئی
سنوائیے اے خدا وہ کسی کی زبان سے　　جو میرے جی سے ہے سر محشر لگی ہوئی
اُٹھ اُٹھکے درد کہتا ہے یہ ضبط آہ سے　　سچ کہنا کیسی چوٹ ہے دل پر لگی ہوئی
ہم اسطرف رہین پس پردہ رہین حضور　　دو چار ہوگی آنکھ مقرر لگی ہوئی
اے حسن والے یار اُٹھا بھی نقاب رُخ　　پھرونکے بھیڑ ہے سر محشر لگی ہوئی
وعدہ وہ بھولتے ہین ابھی ملتے جب جوان　　مہندی رہیگی پاؤن مین اکثر لگی ہوئی
محشر پہ ٹھہرے فیصلہ کیون بات بات کا　　رکھے اگر نہ اپنا مقدر لگی ہوئی
ہم دل جلونکی خاک جہان ہوگی اُس جگہ　　کچھ آگ سی رہیگی برابر لگی ہوئی

کہنے کو بجھ گیا ہے دل اپنا مگر ضیا
کیا جانیے کہ چھپی ہے کیونکر لگی ہوئی

آپکی بزم مین کس طرح یہ دھڑکا جائے　　ہم تو آئے ہین طبیعت نہ کہین آجائے
حال اُس دل کا سنا جائے کہ دیکھا جائے　　نہ قرار آئے جیسے اور نہ تڑپا جائے
مہربانی بھی پھر بھی یہ ستم ہے کہ نہین　　کچھ مجھی سے تو بار ہین جو پوچھا جائے
اب نہ سمجھائیے اے حضرت ناصح سمجھے　　آپ دنیا مین رہین عشق کا سودا جائے

کس قیامت کا پیامی کو ملا ہی یہ جواب
جان کے اپنی وہ جاتا ہی تو اچھا جائے

جب تڑپنے کا مزہ ہو کہ تڑپنے والا
دیکھتا جائے ہمین اور تڑپتا جائے

فلک پیر نے کتنون ہی کا دیکھا ہی شباب
کوئی اتنا بھی جوانی پہ نہ اترا جائے

دل سے ہمراز کا بھی ساتھ نہونا بہتر
جب کوئی جائے حسینونمین تو تنہا جائے

اسکی محفل سے اٹھے دل سے یہ وعدہ لیکر
اضطراب آگے یہان پھر ہمین پہونچا جائے

کوئی چھپتا ہی چھپانے سے جوانی کا ابھار
آپ کیا کیجئے آنچل ہی جو سرکا جائے

حیرت صد حیف کہ سب لوگ ہون سر آنکھون پر
اک ضیا آکے محفل مین نہ پوچھا جائے

دل صد چاک کو چٹکی سے کوئی مل ڈالے
اسکے زلفون مین کہین اوسنے بل ڈالے

بزم ساقی مین جو لب بند ہے میری طرح
تو لہو منہ سے مئے ناب کی بوتل ڈالے

عالم خواب کے سامان ہین عبث حیرت ہی
بعد وہ نرگس سے کہ آنکھین ذرا مل ڈالے

وہ سہے بیٹھے ہون [illegible] کے لئے
آکے مدفن پہ مرے چھاؤنی بادل ڈالے

دل زاہد بھی نگاہون پہ چڑھ جائے کہین
خاک آنکھون مین تری چشم مکحل ڈالے

طرز رفتار قیامت ہے خدا چاہے تو
جان مردون مین مرے پاؤن کی چھاگل ڈالے

کل تو دیکھا تھا ضیا کو کہ چلا جاتا تھا
کشتی پیچھے ہوئے کاندھے پہ کمل ڈالے

[illegible] کہان ہے کہ لبون پر جو آئے
دل بیٹھ گیا نالے یہ لیکر جو آئے

اچھا تو یہی ہے کہ نہ دل [illegible] آئے
کچھ دیر کے بعد آئے طبیعت اگر آئے

[illegible]
وہ نیند غنیمت ہے جو وقت سحر آئے

ایسا ہوں سیہ بخت اگر شمع جلاؤں
دن کو بھی مرے گھر میں اندھیر نظر آئے

محرومی تقدیر ہنسا کرتی ہے یعنی
تو مانگے دعا اور فغاں میں اثر آئے

اٹھتا ہو جو اس بزم سے اکتا سی کھا کر
میرا سا کلیجا ہو تو جیتا وہ گھر آئے

آنا مرے قاصد کا مری یاس سے پوچھو
آنے کو ادھر سے تو کئی نامہ بر آئے

مشکل تو یہ ہو تھاہ نہیں عشق کی ملتی
ڈوبا ہوا اس بحر کا شاید ادھر آئے

ہم نے تو تصور میں ضیا طور پہ دیکھا
بیہوش ہے کچھ حضرت موسیٰ نظر آئے

حالت جو اس نے پوچھی دل غم شناس کی
آہوں کے ساتھ کھنچ گئی تصویر یاس کی

وارفتگی نہ پوچھیے اس شوخ کی جسے
رخصت بھی یاد آئی تو ہوش و حواس کی

لکھا ہے غم نصیبوں میں رونے کا کیا محل
اے شمع تو نے اور بھی محفل اداس کی

امید ہے یہی جو شب وعدہ وہ منہ چھپائے
پیش نظر جو ہے بھی تو صورت ہے یاس کی

تا صبح وہ بحجاب بہت دیر تک رہا
ایسے میں کس کو ایسی پڑی تھی جو اس کی

کچھ ایسی طول تو نہ شب ہجر تھی مگر
کمبخت کی ہر ایک گھڑی تھی ہراس کی

کمبخت دل کو ہے بھی تو الفت کا روگ ہے
الفت بھی کس کی تجھ سے وفا ناشناس کی

قاصد بغیر نامہ پڑا ہے لکھا ہوا
مٹی خراب ہوتی ہے مقتول یاس کی

آنکھوں کو یوں بھی ایک طرح کا سرور ہے
مے پیجیے کہ دیکھیے رنگت گلاس کی

اک بات پر ملا ہے یہ منہ پھیر کر جواب
کچھ خیر تو ہے کیجیے باتیں حواس کی

امید آئی بھی تو نہ دل میں ٹھہر سکی
اللہ کیا ڈراؤنی منزل ہے یاس کی

مضمون زبان غیر سے جو ہو گیا ادا
چھوٹی ہوئی وہ مے تھی ہمارے گلاس کی

آخر ضیا گلوں کی قبائیں ہیں چاک کیوں
آئی پسند وضع کسی خوش لباس کی

تنہائی فرقت سے جان اب بہت گھبرائی
دل ڈھونڈھتا ہے اپنا اک دوسری تنہائی

اول تو کلی دل کی کھلنے ہی نہیں پائی
ایسا بھی ہوا اکثر کھلنا تھا کہ مرجھائی

ہم کو تو شب فرقت لینے کو اجل آئی
ہم کیسے تجھے چھوڑیں اے عالم تنہائی

گو در رسیدہ ہو دل پھر بھی بہت خوش ہے
سو چوٹیں نہیں کھائیں اک چوٹ کڑی کھائی

کچھ منتظری اپنی پوچھے جو وہ اے قاصد
کہہ دینا کہ آنکھوں سے رخصت ہوئی بینائی

دنیا سے جدا ہوگا دنیا میں مرا ماتم
پیٹے گی پس مردن مجھکو مری تنہائی

اک حسن پرستی میں سو طرح کی خوبی ہے
کیا جانئے کیوں پہلے تھوڑی سی ہے رسوائی

سوچا جو مآل اپنا دنیا سے ہوئی نفرت
یعنی تری فرقت میں جینے کی قسم کھائی

آج اشک یہ کہتے ہیں دل درد سے واقف ہے
دونوں میں خدا جانے کب کی ہے شناسائی

جس سمت گزرتا ہوں سب آڑے آتے ہیں
ہے داد طلب تجھسے ظالم مری رسوائی

ملتے جو دم آخر احسان کیا لیکن
محشر پہ اٹھا رکھئے اب اپنی مسیحائی

کہہ جائے ضیا جو کچھ کانوں سے تقاضے
کمبخت ہے سودائی اور آپ کا سودائی

تا نیم کشی ان کے جگر تک پہونچے
یا الٰہی یہ دعا اپنی اثر تک پہونچے

رات بڑھتی گئی ہر روز جہاں فرقت کی
رفتہ رفتہ وہاں گیسو بھی کمر تک پہونچے

گھر سے گھر میں جو جانا ہو تو پردہ معلوم
اپنے گھر سے جو چلے غیر کے گھر تک پہونچے

شب وعدہ بھی کٹی دل کو یہی سمجھاتے
کیا عجب ہے وہ دغا باز سحر تک پہونچے

ترچھی نظروں کے اشارے بھی غضب ڈھاتے ہیں
دل سے گذرے جو یہ پیکان تو جگر تک پہونچے

اُن کو غصے میں کئی بار سنبھالا میں نے
بال کھل کھل کے کئی بار کمر تک پہونچے

سیکڑوں بار پلٹ آنا مناسب سمجھا
سیکڑوں بار ضیا یار کے در تک پہونچے

حد کا ناشنوا ملا ہے دل مجھے
یہ نہ رکھیگا کسی قابل مجھے

بیٹھنا جب چار لوگوں میں ہوا
آگئی یاد آپ کی محفل مجھے

تم ہمارے خون ناحق کے گواہ
آنکھیں کہتی ہیں کہو قاتل مجھے

راستے کی ماندگی کا ہو بھلا
خوب نیند آئی سر منزل مجھے

ورد وہ تم سرمہ و دنبالہ دار
اور یہ آنکھیں کریں بسمل مجھے

ایسی پرسش اور ایسی داد ہو
خود پکارے حشر میں قاتل مجھے

تمنے انداز اپنا کچھ سکھلا دیا
یہ جو تڑپاتا ہے درد دل مجھے

زندگی و موت پر تو کچھ نہیں
عشق میں دونوں ہوئے مشکل مجھے

پھر دکھانا اپنا اسی انداز سے
وہ ادا جسنے کیا بسمل مجھے

چلا ملا اس سے جو مجھکو چھوڑ کر
اب نہیں کچھ اعتبار دل مجھے

عشق نے آرام اپنا کھو دیا اے ضیا
کچھ نہیں ہوا حاصل مجھے

کچھ بھی تاثیر محبت میں اگر ہوتی ہے
کیوں نہیں یار کو پھر میری خبر ہوتی ہے

کبھی آئی نہ تمنی اسے تسکین ہمیں
ہم تو اپنی بھی کسی طرح بسر ہوتی ہے

صورت حسرت دل آنکھ چھپاتے کوئی
نہیں کچھ پھر محبت کی نظر ہوتی ہے

تم نے اتنا بھی تو پوچھا نہ کسی سے مجھکو
حال کیا ہجر مین ہو کیسی بسر ہوتی ہے

کچھ پسند آگئی شاید انہین بیتابی دل
آج رہ رہ کے جو اس سمت نظر ہوتی ہے

ان کو غفلت ہی ہی نالۂ دل کچھ بھی نہین
مین نے مانا کہ فرشتون کو خبر ہوتی ہے

شب فرقت کی ہر اک پل ہے قیامت کی گھڑی
ورنہ ہونیکو تو باتون مین سحر ہوتی ہے

رو کے رکتی نہین کمبخت طبیعت اپنی
جس طرف ہوتی ہے بیخوف و خطر ہوتی ہے

نہ تو جیتا ہون نہ مرتا ہون شب ہجر ضیا
نہ تو موت آتی ہے مجھکو نہ سحر ہوتی ہے

ہائے بگڑی ہوئی تقدیر نہین بنتی ہے
نہین بنتی کسی تدبیر نہین بنتی ہے

اسکے دیوانون سے خدا بھی تنگ آئے ہین
کونسا دن ہے کہ زنجیر نہین بنتی ہے

دم الٹنے لگا اے ضبط خموشی کب تک
بے کہے نالۂ شبگیر نہین بنتی ہے

یون کسیکا تو کلیجا نہین چھلنی ہوتا
یون کسیکی تو نظر تیر نہین بنتی ہے

لکھنے بیٹھے انہین خط تو ہوا اک جھگڑا
دل سے ہمسے دم تحریر نہین بنتی ہے

مرنے والون سے شب غم کی مصیبت پوچھو
دم پر ایسی تہ شمشیر نہین بنتی ہے

چپ جو بیٹھون تو وہ کہتے ہین رقیبون سے ضیا
دیکھو ایسی کہین تصویر نہین بنتی ہے

اک تو انکو باوفا سمجھے یہ نادانی ہوئی
دوسرے ارمان دل کہکر پشیمانی ہوئی

ہمنے ہر صورت سے دیکھا کھینچکر تصویر یار
جو کھنچی اس شیشۂ دل پہ وہ لاثانی ہوئی

ایسے آنکھون مین وہ دل سے سب ارمان چل بسے
خانہ آبادی کے شامل خانہ ویرانی ہوئی

دیکھ لینا شرط ہے آئینہ رویون کا جمال
جسنے دیکھا قابل دید اسکی حیرانی ہوئی

زلفیں الجھیں اس طرف انسے کہ شانہ سر چڑھے
مجھسے برہم اس طرف میری پریشانی ہوئی

شکوہائے کاتب تقدیر سب مٹجاینگے
اسکے سنگ در پہ جسدن میری پیشانی ہوئی

آئینہ آگے دھرا رہتا ہے اب آٹھوں پہر
لو انہیں منظور آپ اپنی نگہبانی ہوئی

پہلے کیا جانے دیا تھا انکو دل کیا جانکر
ابتو اتنا جانتے ہیں ہم کہ نادانی ہوئی

سیکڑوں ارمان میرے انکے دل میں رہگئے
گھر اسیکا ہوگیا جسکی مہمانی ہوئی

غیر نام قتل سنکر کیا ہنسے کیا کھل پڑے
مرنے والوں کے لئے البتہ آسانی ہوئی

موسم گل میں تو اک تار گریباں تک نہیں
اور تھے وہ دن کہ جنمیں چاک دامانی ہوئی

جائے ایسا غم جہنم میں کہ جس سے غیر خوش
کیدن کیسے گھر ہماری فاتحہ خوانی ہوئی

دل لگانا بھی ضیا کا اک تعجب کی ہے بات
ایسا عاقل اور اس سے ایسی نادانی ہوئی

شام شب فراق کیا دل ہی کو پیچ و تاب ہے
وہ بھی تو مضطرب سا ہے دل میں جو اضطراب ہے

دیکھئے کیا ہو طور پر دونوں میں چھیڑ ہے خوب
اک مرا اشتیاق ہے ایک ترا حجاب ہے

ہجر کی بات آئی کون سنتے اشتہار یاں
پہلو میں چشم غیر میں نیند بھی مست خواب ہے

جلوۂ حسن دلفریب دیکھنے پائے تا نہ غیر
پردہ ہماری آنکھ کا غنچہ تر نقاب ہے

رنگ زمانہ کی طرح لیتے ہو دل بدل گئے
آپکا کچھ گلہ نہیں شکوۂ انقلاب ہے

آیا کہیں قرار اگر ہجر کی رات ہے جو
ٹھہریگا کونسی جگہ دل میں جو اضطراب ہے

آئے ہو کسکے پاس تم بیٹھے ہوئے ہو دور کیوں
میں تو نہیں خراب ہوں حال مرا خراب ہے

دور پلک تلاش میں دل ہی تھے [illegible]
دل جو نہ ہو تو کچھ نہیں جان کا یہ عذاب ہے

آکے وہ ان کے نامہ پر سامنے چپ کھڑا [illegible]
[illegible] کہ میں ہی جواب ہے

پیر مغان کی خیر ہو جائیے ایک جام دو
شیخ نہ سمجھے پیئے پانی ہے یا شراب ہے

کچھ تو بیان کر ضیا چپ سی لگی ہوئی ہے کیون
کیسے غم فراق مین حال ترا خراب ہے

تڑپ میرے دل کی مری بیقراری
غرض کیا ہے دیکھو بلا سے تمہاری

وہ بیکس ہون آپ اپنے کو کہہ رہا ہون
کہو اب بہت کر چکے آہ و زاری

اٹھا دو وہ فرقت بھی پہلو سے دل کے
کہ دیکھی نہ جائیگی یہ بیقراری

مین ہون شمع محفل مرے دل سے پوچھو
مرا سوز پنہان مری اشکباری

رہا انتظار عدہ ان کو جس شب
یہان مین نے آنکھون مین شب گذاری

زمین پر بھی بیٹھو تو کہتے ہین اٹھو
چلو ہٹنے دو ابھی یہ خاکساری

تغافل کہان کا تصور مین ان کے
ہمین کچھ نہین تو خبر کیا ہماری

سر طور موسیٰ کا بیہوش ہونا
سمجھتے تو یہ تھی بڑی ہوشیاری

تجھے دوست احباب سمجھا بجھا کر
کہو تم بھی کچھ سن لون شاید تمہاری

ترے حال سے جسکو کہتے ہین مرنا
حقیقت مین وہ زندگی ہے ہماری

ضیا تیرے لاشے پہ کرتی ہے ماتم
تری جامہ زیبی تری وضعداری

متفرقات

بعد مردن ہائے کس کس نے کیا ہے غم مرا
یاس روتی ہے تو حسرت کرتی ہے ماتم مرا

سنتے ہین شب بھر رہی محفل مین شمع اشکبار
ملگیا اسکو کہان سے دیدۂ پرنم مرا

آہ کر دیکھی نالہ کر دیکھا
ہمنے دونون کو بے اثر دیکھا

مر گیا جب کوئی تو آپ آئے
جیتے جی ہمنے حضور کیا کہنا

سختی ہجر تجھین کہدو اٹھائین کبتک
دل ہے پہلو مین ہمارے کوئی پتھر تو نہین

ہین آئینگا نہ کشتۂ حسرت کو حشر تک
جاتا ہون قبر مین دل بسمل لئے ہوئے

ہاتھ خالی جاکے بیٹھے تھے کسی کی بزم مین
لیکن اٹھے تو اٹھے درد جگر لیتے ہوئے

چھاگئی اودی گھٹا چرخ پہ بادل آئے
مئے انگور کی ساقی کوئی بوتل آئے

ٹیس جگر مین اٹھتی ہے اک درد سا دلمین ہوتا ہے
ہم راتو کو رو رو کرتے ہین جب سارا عالم سوتا ہے

رباعیات

بیشک ہون برا غیر سے اچھا اچھا
دوہراتے ہو کیون بات مین سمجھا سمجھا
بیٹھون گا کبھی آکے نہ اب پہلو مین
مین صورت دل آج جو بیٹھا بیٹھا

دیگر

الفت کے جتانے کا یہ انجام ہوا
مین پیش عدو قابل دشنام ہوا
بتلا تو سہی بات جو اپنی کھوئی
حاصل تجھے کیا اے دل ناکام ہوا

دیگر

یہ دن تو دشمن کو بھی دکھلائے خدا
افسوس مرا عشق بھی کیا حال ہوا
خاموش اپنے کو آپ پاتا ہون ضیا
اس بت نے بنا رکھا ہے اک بت گویا

دیگر

پہلو کوئی اُسنے ستم کا چھوڑا
کہہ کہکے کڑی باتیں عرض دل توڑا
خاموش ہی رہنے دے نہ چھیڑ اے ہمدم
صدموں سے جگر اپنا ہے پھکا پھوڑا

دیگر

پہلو میں رقیبوں کو بٹھانا کیسا
غیروں کے لیتے پان لگانا کیسا
دیکھا نہیں جاتا ہے نظر سے اپنی
آنکھوں پہ دیوار اوٹھانا کیسا

دیگر

یاروں سے ہیں سرگرم ملاقات رہا
احباب کا ممنون عنایات رہا
لیکن نہوا فکر سخن سے غافل
سودائے لب و زلف میں دن رات رہا

دیگر

اک درد اُٹھا کرتا ہے دل میں اکثر
تڑپاتا ہے گھڑیوں وہ مجھے بستر پر
دیکھا نہیں جاتا ہے تو کہتے ہیں طبیب
اس جینے سے کمبخت کا مرنا بہتر

دیگر

ناحق بھی ملاتے ہو عدو کی تصویر
اچھا ہے وہ خود اور ہے اچھی تصویر
سو بات کی اک بات کہے دیتا ہوں
جیسا میں سیہ بخت ہوں ویسی تصویر

دیگر

ہوں رند بلانوش مگر ہوں بے زر
بوتل ہے کوئی پاس نہ کوئی ساغر
ساقی ترے صدقے میں غنیمت جانوں
ملجائے کسی طرح اگر چلو بھر

دیگر

چمکے گا اگر کبھی مرے دل کا داغ
بجھ جائیگی شمع لاکھ کرتی ہے دماغ

غیر آگے مرے تو وعظ کیا پاتے ضیا
سورج کے سامنے کہاں نور چراغ

دیگر

کچھ میں ہی سمجھتا ہوں تمہاری باتیں
آئی ہوئی رکتی نہیں کیونکر نہ کہوں
جو ہو کا یہ غضب یہی ہیں پیاری باتیں
دل لینے کی پہچان ہیں ساری باتیں

دیگر

کیا کیا نہیں غیروں کے ستم سہتے ہیں
کھلواؤ نہ منہ بزم میں بیکار ضیا
یہ ظرف ہمارا ہے کہ چپ رہتے ہیں
تقصیر انہیں کی ہے جو کچھ کہتے ہیں

دیگر

اللہ بچائے وہ ستمگر تم ہو
ایمان سے کہتا ہوں تو قبلہ رخ
انسان کی صورت میں ہو پتھر تم ہو
بگڑو گے تو کیا میرے مقدر تم ہو

دیگر

لاتے نہ فرشتے سر محشر مجھکو
دوڑا ہوا آیا ہوں بہت پیاسا ہوں
مقصود تھا دیدار پیمبر مجھکو
اک جام دو یا ساقی کوثر مجھکو

دیگر

غیروں سے تھا ربط عدو کی ہوئی چاہ
اتنا تو تمھیں یاد دلاؤں گا ضرور
طوطے کی طرح پھر گئی دونوں میں نگاہ
کیا قول کے تم سچے ہو ماشاءاللہ

دیگر

ہنستے ہو رقیبوں سے رلا کے مجھے
اس فکر میں ہو بزم سے اٹھ جائے ضیا
کیا خاک ابھی پاس بٹھاؤ گے مجھے
پچھتاؤ گے اک روز نہ پاؤ گے مجھے

دیگر

پوچھو نہ یہ تم عشق میں کیا ہوتا ہے
سب جانتے ہیں حال برا ہوتا ہے
چپ چاپ ہی رہنا بہت اچھا ہے ضیا
کچھ اور جو کہتا ہوں گلا ہوتا ہے

دیگر

ایسی تو نہ دشمن کی بھی قسمت پھوٹے
ایسا تو سہارا نہ کسی کا ٹوٹے
حالت پہ مری روئے نہ غربت کیونکر
گھر بار چھٹا اپنے پرائے چھوٹے

دیگر

ہے ایک ہی وہ ظلم و ستم کا بانی
دھوکے میں غضب لائی مجھے نادانی
وہ دن بھی گزرے ہیں محبت کو ابھی
گھل گھل کے ہوا غم سے کلیجا پانی

دیگر

گو آپ سے روزانہ ملاقات رہی
اور آمد و شد بھی مری دن رات رہی
برتاؤ محبت کا مگر مشکل ہے
نبھ جائے تو جانوں کہ بڑی بات رہی

ترجیع بند شعر جناب داغ دہلوی

کیا کہیں وہ جو نیرنگ زمانہ کیا ہے
جتنا سامان ہے اس دہر میں سب دھوکا ہے
اک طلسم سا ہے جو کچھ کہ نظر آتا ہے
منقلب ہستی ہو دنیا کا عجب نقشہ ہے

ہائے وہ دن کہ میسر تھی ہمیں رات نئی
روز معشوق نیا روز ملاقات نئی

دل بھر آتا ہے جو یاد آتے ہیں اگلے جلسے
کیسے کیسے تھے مکان لوگ تھے کیسے کیسے

مل گئے خاک مین سب خاک کے پیوند ہوئے
ہم بھی مرجائینگے آخر یہی کہتے کہتے

ہائے وہ دن کہ میسر تھی ہمین رات نئی
روز معشوق نیا روز ملاقات نئی

ہائے وہ باغ جہان سیر کیا کرتے تھے
ہائے وہ شور عنادل جو سنا کرتے تھے
ہائے وہ پھول جنھین توڑ لیا کرتے تھے
ہائے وہ بادہ وری جسمین رہا کرتے تھے

ہائے وہ دن کہ میسر تھی ہمین رات نئی
روز معشوق نیا روز ملاقات نئی

بادہ خواری مین بسر ہوتی تھی اوقات مدام
ایک سے ایک یہ کہتا تھا چلے جام پہ جام
کچھ غرض صبح سے رکھتے تھے نہ کچھ شام سے کام
اپنی محفل مین تکلف بھی تھا مشکل آرام

ہائے وہ دن کہ میسر تھی ہمین رات نئی
روز معشوق نیا روز ملاقات نئی

غم و رنج و الم و یاس کا مذکور نہ تھا
جسکو دل چاہتا تھا آنکھوں سے وہ دور نہ تھا
سامنے کونسا ایسا بت مغرور نہ تھا
ناز و انداز مین جو رشک دہ حور نہ تھا

ہائے وہ دن کہ میسر تھی ہمین رات نئی
روز معشوق نیا روز ملاقات نئی

حال ایسا ہی کچھ اپنا ہے نہ روئین کیونکر
جان کھوتے ہی بنے جب تو نہ کھوئین کیونکر
ہاتھ دھونا ہی پڑا اسسے نہ دھوئین کیونکر
نیند آتی ہی نہین چین سے سوئین کیونکر

ہائے وہ دن کہ میسر تھی ہمین رات نئی
روز معشوق نیا روز ملاقات نئی

کس سے کہئے مے گلرنگ کا ساغر آئے
غم بھلانے کو کہاں سے کوئی دلبر آئے
شکوۂ چرخ نہ کس طرح زبان پر آئے
آنکھیں کیونکر نہوں لال اشک کیوں بھر آئے

ہائے وہ دن کہ میسر تھی ہمیں رات نئی
روز معشوق نیا روز ملاقات نئی

پہلے سرگرم بیانِ غم پنہاں کب تھے
پہلے خواہانِ علاجِ دل سوزاں کب تھے
پہلے گیسو کی طرح ایسے پریشان کب تھے
پہلے مانند سحر چاک گریبان کب تھے

ہائے وہ دن کہ میسر تھی ہمیں رات نئی
روز معشوق نیا اور ملاقات نئی

آجکل حال ہمیشہ کا ہے بہت ہی ابتر
در پہ غمگین سا وہ بیٹھا تھا جھکائے ہوئے سر
میں نے پوچھا جو سبب کچھ نہ کہا منہ سے مگر
رو دیا پھوٹ کے یہ داغ کا مطلع پڑھکر

ہائے وہ دن کہ میسر تھی ہمیں رات نئی
روز معشوق نیا روز ملاقات نئی

ترجیع بند بر شعر حضرت درد مرحوم

دوستو سننے کے قابل ہے حکایت میری
آگئی ایک پریوش پہ طبیعت میری
غم [illegible] سمجھے پہ نہ پوچھے حالت میری
دلمیں رہ رہ کے پکار اٹھتی ہے حسرت میری

[illegible] باتیں ہی بات ہونے پائی
ایک بھی اُس سے ملاقات نہونے پائی

حوصلہ دل کا نکلتا کبھی ایسا نہوا
لاکھ احباب نے چاہا کبھی ایسا نہوا

لاکھ دم ہونٹون پہ آیا کبھی ایسا نہوا
ہوتی پوری جو تمنا کبھی ایسا نہوا

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی
ایک بھی اُس سے ملاقات نہونے پائی

کوئی صورت نہین ملنے کی جو ملتا ہمسے
اپنی آغوش تمنا مین اُسے بٹھلاتے
ہائے پھر کیا تھا سب ارمان بر آتے دل کے
کہتے رو رو کے گذرتے ہین جو ہمپر صدمے

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی
ایک بھی اُس سے ملاقات نہونے پائی

سیکڑون بار یہ چاہا کہ مناؤن اُس کو
دل تڑپتا ہوا پہلو مین دکھاؤن اُس کو
گر پڑون پاؤن پہ یون آہ پہ لاؤن اُسکو
کھینچکر ہاتھ کلیجے سے لگاؤن اُس کو

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی
ایک دن اُس سے ملاقات نہونے پائی

جان آنکھون مین ہے مرتے نہین ہم کیا کہیے
شیشۂ دل سہتے ہین جو رنج و الم کیا کہیے
یاس سینے سے نکلتا نہین دم کیا کہیے
روز و شب ہجر مین سہتے ہین جو غم کیا کہیے

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی
ایک دن اُس سے ملاقات نہونے پائی

ہائے کیا کیا ہوئے ہم عشق مین رسوا بدنام
سو تا راتون کو کسے کہتے ہین کیسا آرام
سچ کہا کرتے تھے لوگ عشق کا برا ہے انجام
بخت خفتہ نے ہمارے ہمین رکھا ناکام

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی

ایک بھی اُس سے ملاقات نہونے پائی

دل جو آیا تو عجب مین نے مصیبت جھیلی
الامان کیسے غضب مین نے مصیبت جھیلی

مختصر یہ ہے کہ سب مین نے مصیبت جھیلی
ہائے جس بت کے سبب مین نے مصیبت جھیلی

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی
ایک بھی اُس سے ملاقات نہونے پائی

کبھی عاشق سے نہ کی وعدہ وفائی افسوس
دلمین ایسی کبھی بھولے سے نہ آئی افسوس

حال وہ ہو کہ کرے ساری خدائی افسوس
کہی جاتی نہین قسمت کی بُرائی افسوس

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی
ایک بھی اُس سے ملاقات نہونے پائی

دل کو کرڈالا ہے سوزتپ فرقت نے کباب
اشک خونین سے ہین آنکھین عوضِ جامِ شراب

سخت ناچار ہون کچھ ضبط کی طاقت ہین تاب
دے دیا صبر و تحمل نے بھی اب صاف جواب

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی
ایک بھی اُس سے ملاقات نہونے پائی

ابھی دیکھا جو ضیا کو تو عجب حال مین تھا
مین نے پوچھا کہ مزاج اچھا ہے خاموش رہا

پھر یکایک وہ جگر تھام کے بیتاب ہوا
حضرت درد کا مطلع یہ زبان پر لایا

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی
ایک بھی اُس سے ملاقات نہونے پائی

ٹامہ

اے میرے دل کی آرزو مری جان
ہر ادا پر تمھاری مین قربان

بھولی صورت پہ جان و دل صدقے — قد و قامت پہ جان و دل صدقے
گیسوئے عنبریں پہ مین قربان — چاندسی اُس جبین پہ مین قربان
تیغ ابرو پہ جان و دل صدقے — چشم جادو پہ جان و دل صدقے
عیش و عشرت تمھین نصیب مدام — ہے گذارش یہ بعدِ عرضِ سلام
دلِ پرغم کی داستان سُن لو — تم سے کہتے ہین مہربان سن لو
داغ الفت جلائے دیتا ہے — سوز فرقت جلائے دیتا ہے
شغل آنکھون کو اشکباری کا — مشغلہ مجھکو آہ و زاری کا
روتے کٹتی ہے صبح سے تا شام — بھرے رہتے ہین اشک کے دو جام
اک ہجوم غم جدائی ہے — جان گھبرا کے لب پر آئی ہے
رات کی نیند ہو گئی ہے حرام — خواب آنکھون مین ہو گیا آرام
کچھ جو لکھون مین دل کا گھبرانا — رفتہ رفتہ ہو ایک افسانا
گاہ گھر مین ہون گاہ باہر ہون — کیا بتاؤن کہان ہون کیونکر ہون
پاس اپنے کوئے نہین آتا — دور ہی دور رہتا ہے سایا
حال اپنا سنائین ہم کسکو — تمسا ہمراز پائین ہم کسکو
دل شیدا کی آرزو تم ہو — یہ اگر پھول ہے تو بو تم ہو
چشم مشتاق کی نظر ہو تم — انھین آنکھون مین ہو جدھر ہو تم
تم سے بڑھکر حسین نہین کوئی — خلد مین کیا کہین نہین کوئی
دے ضیا کی خدا تمھین الفت — رفتہ رفتہ ہو غیر سے نفرت

نامہ دیگر

سنئے مری روح میری راحت جان ‏— اے مداوائے سوزش پنہان

دلربا دلفریب دل آزار — فتنہ گر جنگجو بت عیار

کرتا ہون آپ سے گذارش حال — یعنی کہتا ہون داستان ملال

سنئے کلکتہ آپ کا جانا — ہوگیا مجھکو ایک سکتہ سا

پہرون تصویر سان رہا خاموش — اوڑگیا رخ کا رنگ صورت ہوش

کاٹو تو کچھ نہین بدن مین لہو — ڈبڈبا آئے آنکھہ مین آنسو

سیر کو جانا چوک پھر کیسا — الٹے ہی پاؤن اپنے گھر پلٹا

گھر پہ پہونچا غرض کسی صورت — اتنے مین غیر ہوگئی حالت

گر پڑا ضعف سے مین بستر پر — پھر تو مطلق رہی نہ اپنی خبر

بدحواسی غضب ہوئی طاری — نہ رہی نام کو بھی خود داری

جسنے پوچھا مزاج کیسا ہے — خاموشی نے کہا کہ اچھا ہے

کئی روزون یہی رہی حالت — بعد چندے کے پھر ہوئی صحت

مگر اچھا ہوا نہ اچھی طرح — رہا وحشی سا وحشیون کی طرح

بولنا چالنا کسی سے نہین — خواب مین بھی نہ آنا جانا کہین

کچھ جو کھانے کو ملگیا کھایا — نام لب پر نہ بھوکھ کا آیا

ہر گھڑی ہر پہر تمھاری یاد — کیسی یاد اچھی یاد پیاری یاد

اب نئی سنئے واردات ایجان — دل مین اکدن یہ آئی بات ایجان

بیٹھے کبتک اوٹھائیگا رنج — سیر کرنے کو چلئے صاحبگنج

کیسے بیگانے کیسے اپنے لوگ — چھوڑئیے سب کو لیجئے اب جوگ

گھر سے نکلا پہن کے شکل گدا | گیروا لنگی گیروا کرتا
اُس گھڑی کا نہ پوچھئے کہرام | خود مین روتا تھا لیکے اپنا نام
دیکھنے کا تھا ہائے وہ عالم | گویا کرتے تھے سب مرا ماتم
میرا اس شکل سے تھا کیا جانا | گھر سے تھا میری لاش کا جانا
دلکو بھاتا نہین ہے طول سخن | آخر الامر پہونچا اسٹیشن
دیکے محصول اور لیکے ٹکٹ | گاڑی آتے ہی چڑھگیا جھٹ پٹ
تھے مسافر ادھر ادھر کے جو اور | میری صورت وہ دیکھتے تھے بغور
اور کہتے تھے ہے یہ بیچارہ | دشت غربت کا شاید آوارہ
پڑگیا ہے کسی مصیبت مین | چھوڑا ہے گھر کسیکی الفت مین
دل لگا بیٹھا ہے کسی سے ضرور | چوٹ کھا بیٹھا ہے جگر بھرپور
اسکا معشوق اس سے چھوٹا ہے | اسپہ کوہِ فراق ٹوٹا ہے
مگر افسوس ہے ابھی کمسن | پیر گردون نے کیون دکھائے یہ دن
سب کی سنتا تھا اور مین چپ تھا | لوگ نا آشنا تھے کہتا کیا
اتنے مین پہونچا اپنے منزل پر | اوترا گاڑی سے مین بدیدۂ تر
جانب شہر خاک اوڑاتا چلا | ٹھوکرین آسمان کی کھاتا چلا
دوست احباب گو وہان تھے کثیر | گھر پہ جاتا کسی کے کیا یہ فقیر
کون پہچانتا مری صورت | ہو رہی تھی کچھ اور ہی صورت
لوگ کیا سمجھے اور کیا جانے | اپنا بھید آپ ہی خدا جانے
[illegible] | [illegible] دل کو بہلاؤن

سوچ کر یہ چلا میں آخر کار — دم میں پہونچا قریب تھا بازار

آنکھ اوٹھا کر اودھر اودھر دیکھا — جو کچھ آیا مجھے نظر دیکھا

کہوں کس منہ سے تھی سڑک کیا صاف — آئینے سے بھی بڑھ کے تھی شفاف

اُمرا کے جو سیکڑوں تھے مکان — اُن میں سے ایک ایک رشک جنان

تھیں دُکانیں سجی ہوئی ہر سو — ہر دُکان کارخانۂ جادو

دیکھا جس بام کو تھا رشک طور — اور ہر اک حسین غیرت حور

یہ سماں جس گھڑی دکھائی دیا — میں نے اسوقت دل کو تھام لیا

آسمان کی طرف اُٹھا کے نگاہ — رکھ کے سینے پہ ہاتھ کی اک آہ

یاد اپنے وطن کی آنے لگی — چشم حسرت لہو رلانے لگی

دھیان میں تھا جو آپ کا جلوا — غش نہ کھا کر گرا تو کچھ نہوا

نظر آئے تھے جتنے گلعذار — میری آنکھوں میں کھٹکے صورت خار

جس طرح سے گیا تھا پھر آیا — دل کو کوئی حسین نہیں بھایا

تھی تصور میں آپ کی تصویر — ڈھونڈھتا تھا میں ایسی ہی تصویر

نہ تھا ملنا نہیں ملے ایجان — تم وہاں ہوتے تھا یہ غیر امکان

الغرض بعد دو مہینے کے — واپس آیا وطن کو غربت سے

اور رہتا ہوں ایک دوست کے ساتھ — اپنے گھر بار سے اٹھایا ہاتھ

جی میں آتا ہے زہر کھا جاؤں — مر کے غم سے نجات پا جاؤں

اک نہ اک دن ضرور یہ ہوگا — صدمہ تھوڑا نہیں جدائی کا

پھر تو [illegible] آ گیا تھا الفت سے — ہوا مجبور پھر طبیعت سے

آپ کے ہاتھ ہے قضا میری
کیا کرے گا کوئی دوا میری

خوف کچھ بھی اگر خدا کا ہے
ڈر اگر پرسش جزا کا ہے

تو بہت جلد اسکا لکھئے جواب
ورنہ دنیا سے ہون مین پابرکاب

آپکے یاد ہین سب مجھے احسان
بھول جاؤن وہ باتین غیر امکان

آپ نے میرے ساتھ کیا نہ کیا
مین ہون نادم کہ مجھسے کچھ نہوا

وہی باتین تو یاد آتی ہین
اور پھرون مجھے رولاتی ہین

ہائے کیا ہوگیا گھڑی بھر مین
قہقہے چھپتے تھے جس گھر مین

اب اسی گھر مین ہو کا عالم ہے
دلِ ویران سے کچھ نہین کم ہے

ہائے جس گھر مین مسہری تھی
اب نہین ایک بوریا تک بھی

قدِ آدم تھا آئینہ جس جا
ہے وہ دیوار نقشِ حیرت کا

ہائے جس جا لگی تھین تصویرین
اب وہان کولے کی ہین تحریرین

لوگون سے یہ بیان سنتا ہون
سرِ شوریدہ اپنا دھنتا ہون

آپ کے دم کی روشنی سب تھی
اب نہین اک چراغ نام کو بھی

پھر خدا جلد آپ کو لائے
پھر وہ گھر رشکِ خلد ہوجائے

اسپہ آمین آپ سے کہئے گا
ہین مسلمان توچپ نہ رہیئے گا

قطعہ

اے نسیمِ سحر مزاج نہ پوچھ
رات بھر کے جگے ہوئے ہین ہم

رات بھی کون یعنی ہجر کی رات
ہمنشین بھی نہ تھا کوئی ہمدم

ہر طرف ایک سان تھا سناٹا
سب کے سونے سے ہو کا تھا عالم

اسپہ درد جگر کا بڑھ جانا
کوفت مین جان تھی لبون پر دم

نیند کو ایسی کیا غرض تھی بھلا
آکے ہوتی جو وہ شریک الم

کیا کہون کس طرح کٹی شب بھر
دیکھ لے ہین ہنوز آنکھین نم

زہر ملتا تو کھا کے مر جاتا
زندگی تلخ تھی خدا کی قسم

قطعہ دیگر

حال میرا ہے سننے کے قابل
اک زمانہ وہ تھا کہ لیل و نہار

عیش و عشرت مین کٹتی تھی میری
ہر گھڑی رہتا تھا مین باغ و بہار

روز کپڑے نئے بدلتا تھا
روز جاتا تھا سیر کو بازار

دوست احباب ساتھ ہوتے تھے
ایک سے ایک ان مین خوش اطوار

آنکھین لڑتی جو تھین حسینون سے
کچھ اشارون مین ہوتا تھا اقرار

یونہین کچھ دیر جب گذرتی تھی
ہنسکے کہتے تھے تب مرے غمخوار

ہونگی نظارہ بازیان کب تک
گھر بھی چلئے گا یا نہین سرکار

گھر پہ سامان عیش رہتا تھا
کشتی مے بھی رہتی تھی طیار

جس گھڑی دور جام چلتا تھا
مجھکو پینے سے ہوتا تھا انکار

قسمین دیکر کوئی پلاتا تھا
ڈھال دیتا تھا کوئی لالہ عذار

شب کو آرام کی تھی یہ صورت
تکیہ بنتا تھا میرا زانوے یار

دیکھا جاتا تھا کب یہ گردون سے
کر گیا اپنی گھات آخر کار

کیسا دور شراب کیسا جام
اب نہ احباب ہین نہ وہ غمخوار

کیسی محفل کہان کا عیش و نشاط
گردش بخت کیا کرون اظہار

کل جو آٹھون پہر بھرتے دم تھے آج آنکھین نہین وہ کرتے چار
کچھ عجب وقت آگیا ہے ضیا دوست دشمن ہین مجھسے سب بیزار

قطعہ دیگر

میرے مخلص نواز فیض رسان میرے نواب بحر جود و سخا
ہین تری بندہ پروری پہ نثار جان ذرہ نوازیون پہ فدا
چمکے تیرا وہ نیر اقبال جس کے آگے ہو آفتاب اندھا
ناز گردون کو اپنے اوج پہ ہے تیرا رتبہ ہو اس سے بھی اونچا
دھاک ایسی بندھے ریاست کی ملکون ملکون سے جلے چراغ ترا
شب عمر عدو ے نحس سے گھٹے دن بڑھے تیری زندگانی کا
دامن صبح عیش تجھکو نصیب چادر شام غم کا منہ کالا
تیری محفل ہو بزم شاہانہ عیش جمشید ہو ترا جلسا
ہم غریبون کا توہی وارث ہے ہم غلامون کا تو ہی ہے آقا
تیری مشکل ٹلے بہ لطف رسول تیری بگڑی بنے بہ فضل خدا
بعد آداب خانہ زاد کے اس طرح سے غلام عرض رسا
کئی روز دن سے مجھپہ ہے خفگی نہین معلوم کیا ہوئی ہے خطا
پھر گئی ہے نگاہ جس دن سے غم ہے برگشتگی قسمت کا
دیکھنے والے دیکھتے ہی ہین پھول تو ہون مگر ہون پژمردا
نام روشن ہے دو چراغ تو ہون ہون کسیکا مگر بجھایا ہوا
اچھا اس سے تو کوئی بحث نہین خیر کچھ ہی سہی قصور مرا

اب معافی کا خواستگار ہون مین — بخشئے بخشئے براے خدا
حیف صد حیف مین عتاب مین ہون — عید کا دن قریب آ پہونچا
کوئی ساماں ہوا نہین ابتک — اک تردد ہے چار کپڑون کا
تنگدستی اگر رہی یونہین — مفلسی کا جو ہے یہی نقشا
کیا عجب ہے کسی سے عید کے دن — قرض لیکر کرون نماز ادا

قصیدہ

ابکے گلشن مین نرالے رنگ سے آئی بہار — بے پیے چلنے لگی باد صبا مستانہ وار
فصل گل سے کہہ رہا ہے جھوم کر ابر کرم — ایک تیرے دور مین ہین میکش و پرہیزگار
طرفہ موسم ہے زمانے نے نئی بدلی ہے رُت — قدرت باری سے نخل سرو بھی لایا ہے بار
سنبل تر یا کسی معشوق کی ہے شام زلف — خوشنما سورج مکھی یا آفتاب روے یار
مستی جوشِ جوانی کا دکھاتا ہے سمان — سبزہ رنگون کی طرح ہر ایک نخل باردار
رنگ رلیان مچ رہی ہین عاشقون مین ہر پہر — سامنے رکھے ہوئے ہین جام کو پہلو مین یار
اپنے اپنے رنگ مین ہر ایک سرمست سرور — گل کو گلچین کا نہ کچھ کھٹکا نہ بلبل بے قرار
سرو کو دکھلا رہے ہین چال اترائی ہوئی — ناز کے پُتلے حسین پہنے ہوئے پھولون کے ہار
جو صدا آتی ہے کانون مین وہ ہے دلکش صدا — کوئلون کی کوک سُنئے یا پپیہون کی پکار
بیخودی سی ہے مگر کچھ ایسا اطمینان ہے — بے تکلف شاخ گل پر چہچہے زن ہین ہزار
آنکھون مین پھولی ہے سرسون سمجھکر رنگ چمن — آئینہ حیرت کا ہے نرگس کی چشم انتظار
طبع رنگین نے کہا اپنے یہ ایسے وقت مین — تجھ سا شاعر اور غفلت سے رہے یون ہمکنار

صفحۂ قرطاس پر کلکِ گہر افشان سے لکھ
مدحتِ نواب آصف جاہ والا اقتدار

جسکے فیضِ جود و بخشش سے زمانا ہے غنی
کر دیا جسکی عنایت نے گدا کو مالدار

آفتابِ آسمانِ شوکت و جاہ و جلال
نیرِ برجِ خوش اسلوبی و تمکین و وقار

اس طرح وصفِ سراپا ہے زبانِ کلک پر
جس طرح باتون مین عاشق کھینچدے تصویرِ یار

رشکِ ریحان خطِ عارض غیرتِ سنبل ہے زلف
لب اگر برگِ گل تر ہین تو گل سے ہین عذار

چشمِ نرگس سرمہ بھری آنکھونپہ سو جی سے فدا
قدِ بالا پر صنوبر لاکھ جانون سے نثار

تیغِ ابرو کی وہ برش جس سے ڈرتی ہے اجل
تیرِ مژگان وہ جو دشمن کا کرے سینہ فگار

نور کا ٹکڑا جبین وہ جسکو دیکھا تے کھچے
چاند سے تشبیہ دیتے جو تو تا دا اعدار

لوٹ حورین ہون جو دیکھین تجھ مٔن لباسی کی پھبن
سادگی کی وضع پر صدقے حسینون کا سنگار

کہتی ہے فکرِ رسا اک اور بھی مطلع لکھو
کیا عجب ممدوح سے تم داد پاؤ بے شمار

مطلع دیگر

سب امیرانِ جہان سے بڑھکے ہے تیرا وقار
تیرا لوہا مانتے ہین جتنے ہین ذی اقتدار

باعثِ فخرِ زمین ہر اک ترا نقشِ قدم
سرمۂ چشمِ فلک ہے تیرے مرکب کا غبار

جس پہ ہو ابرِ کرم تیرا وہ مالا مال ہو
ہن برس جائے وہ ہمرہ جس طرف تیرا گذار

وہ ترا رعب و ریاست ہے کہ تیرے سامنے
زرد ہو جائین مہ و خورشید بھی بیمار وار

رشک ہے تختِ سلیمان کو بساطِ عیش پر
رنگِ محفل پر ترے ہے جشنِ جمشیدی نثار

ہمتِ عالی تری وہ جسکے آگے دہر مین
گو نہین حاتم مگر ہے روح اُسکی شرمسار

تیری تعریفین لکھی جائین کہانتک کس قدر
عمر اپنی ختم ہو اوصاف تیرے بے شمار

...یدہ اس دعا پہ ختم کرتا ہے ضیا
جشن شاہانہ ترا قایم رہے لیل و نہار

...ن جیتا رہے جام مئے عیش و نشاط
شاہد عشرت رہے آٹھوں پہر زیب کنار

...دشمن جو ہیں اُن کو ہاتھ ہی ملتے کٹے
تیری خواہش سے زیادہ دے تجھے پروردگار

ساقی نامہ سال نو

اے ساقی شوخ و شنگ میرے
اے ساقی لالہ رنگ میرے

اے ساقی گلعذار میرے
اے ساقی نوبہار میرے

اے چشم فلک کے تارے ساقی
البیلے انیلے پیارے ساقی

اے غیرتِ آفتاب ساقی
لاثانی و لاجواب ساقی

اے مست نگاہوں والے ساقی
سب ساقیوں سے نرالے ساقی

آ ناز و ادا کے ساتھ ابھی
لا کشتیِ مے کہاں ہے لا بھی

ہے بزم طرب کا نام تجھ سے
مے تجھ سے ہے اور جام تجھ سے

کھوتا ہے مزہ ترا تغافل
دل ڈھونڈھ رہا ہے ساغر مل

تھوڑی ہی سہی مگر پلا دے
کچھ دل کی لگی ہوئی بجھا دے

کمبخت بہار کا ہے موسم
اور ابر برس رہا ہے کم کم

تھم تھم کے ہوائیں چل رہی ہیں
چٹکی سے کلیجا مل رہی ہیں

ہے رنگ پر آجکل گلستان
کھل کھل کے مہک رہی ہیں کلیان

لائے نہیں ہیں یہ ساغر مل
آپس میں ہیں ایک بلبل و گل

دلکش ہے سماں ہریالی رُت ہے
جس چیز کو دیکھئے اچھوت ہے

آغاز ہے بیسوین صدی کا — نیرنگ ہے لطف ایزدی کا
اگلی جو عیسوی صدی تھی — اُس نحس پہ ختم ہر بدی تھی
اُس مین ہوئی سرحدی لڑائی — لاکھون کی جان پر بن آئی
کتنی فوجین جو تھین گرامی — کتنے سردار تھے جو نامی
اس جنگ مین جب وہ کام آئے — نیرنگ جہان نے گُل کھلائے
سرکار نے میری فتح پائی — آخر دشمن نے منہ کی کھائی
پھر قہر کا آسمان ٹوٹا — طاعون نے آکے سب کو لوٹا
ویران ہوئین بستیان ہزارون — سنسان ہوئے مکان ہزارون
اب فضل خدا ہوا جو ہم پر — بدلا عالم کا رنگ یکسر
مطلوب جو تھا وہ سال آیا — نیک اختر و نیک فال آیا
یہ سال علاج ہر مرض ہے — سو دکھ کی یہ اک دوا غرض ہے
اب خواب و خیال ہین وہ صدمے — جو سال گذشتہ نے دیئے تھے
ہر سمت خوشی ہے سال نو کی — شادی یہ رچی ہے سال نو کی
ایسے مین تو جدا ہے مجھ سے — کیا جانے کیون خفا ہے مجھ سے
یہ دن بھی دکھایا اس افسوس — کس وقت ہوئی ہے یاس افسوس
کیا کیجئے چرخ کی شکایت — احسان ہے تیرا اپنی قسمت
ہو سال نیا تجھے مبارک — تجھ سے ہین ہزار تیرے گاہک
سب بادہ عیش سے ہون مسرور — غم چپ ہے مجھکو مین ہون مجبور
ہے اپنی دعا یہ صبح گاہی — اس سال کے بعد بھی الٰہی
میخانہ رہے پری کی صورت — دیکھا تو کرینگی چشم حسرت

قطعات تواریخ

قطعۂ تاریخ خمسۂ کاملہ مصنفہ خان بہادر جناب مولوی سید خیرات احمد صاحب کیلی گیا دام مجدہ

این ہمہ خمسہائے مطبوعہ — ہست سوز و گداز حرف بحرف
سال تاریخ خواستم چو ضیا — دل من گفت خمسہائے شگرف ۱۳۱۶ھ

قطعۂ تاریخ طبع دیوان جناب شاہزادہ محمد یسین بخت بہادر عرف شاہزادہ مرزا زبیر الدین صاحب زبیر دہلوی گورگانی شاگرد حضرت شوق نیموی مد ظلہ

یہ دیوان شہزادہ نامدار — ہے اچھا چھپے کے مقبول اہل جہان
ضیا میں نے لکھی یہ تاریخ سال — گلستان اشعار معجز بیان ۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ ولادت ماہ سپہر احترام محمد عبد السلام موسوم باسم تاریخی حفیظ الرحمٰن سلمہ اللہ المنان ۱۳۱۶

تیئسویں تھی سہ رجب کی — اور پیر کی صبح نور افزا
مولانا شوق نیموی کو — فرزند دوم خدا نے بخشا
لکھا یہ ضیا نے مصرع سال — خورشید بلند نام زیبا ۱۳۱۶ھ

تواریخ تولد عباس علی

۱۹۰۰ء

میرے بھائی وزیر جان صاحب
اُن کا گھر آج ہو گیا روشن
مصرع سال اے ضیا لکھو

پاک دین پاک دل نکو سیرت
حق نے بخشا جو اک قمر طلعت
ماہ برج سعادت و صولت
۱۳۱۸

ولہ

حق نے مرزا وزیر جان کو
اٹھارہویں تھی مہ رجب کی
عباس علی ہے نام اسکا
بڑھتی رہے اسکی عمر کی طرح
تاریخ اسکی ضیا نے لکھی

بخشا فرزند ماہ تمثال
تھا پیر کا روز صبح اجلال
ہو سایۂ حق مین وہ جوان سال
شاخ شجر ریاض اقبال
صبح امید و مہر افضال
۱۳۱۸

قطعہ تاریخ طبع دیوان جناب حاجی حافظ مولوی سید نذر الرحمن صاحب المتخلص بہ حفیظ رئیس عظیم آباد

دل سے کیون بھائے نہ ایسا دیوان
واہ ہر شعر کا نقطہ نقطہ
اسکی تاریخ ضیا نے لکھی

خوش جسے دیکھ کے ہو طبع ملول
چمن حسن بلاغت کا ہے پھول
گلستان فصاحت مقبول
۱۳۱۸ھ

قطعہ تاریخ ترتیب دیوان مشفقی جناب شیخ حسین بخش صاحب شمر ساکن گیا

ہیں جناب شمر جو میرے دوست — نکتہ رس بذلہ گو ہیں سخن پرور
ہو گیا جمع کلیات ان کا — جس کے مشتاق ہیں سخن گستر
شعر آتش کے سب ہیں پرکالے — نقطہ نقطہ ہے صورت اخگر
کیا عجب شعلہ مضامین سے — خاک ہو دشمنوں کا دل جل کر
اے ضیا لکھدو مصرع تاریخ — ہے یہ جانسوز کلیات شمر ۱۸ ۱۳۱۲ھ

تقریظ جناب حافظ عبد الغنی صاحب عظیم آبادی برادر نسبتی مصنف مرحوم

اس دیوان کے مصنف مرزا علی رضا متخلص ضیا جناب مرزا علی محمد مرحوم چھوٹے صاحبزادے شہر عظیم آباد پٹنہ محلہ شاہ کی املی کے رہنے والے تھے۔ کمسنی ہی میں ان کو شاعری کا شوق ہوا جناب سید عبد السبحان صاحب مائل رئیس گنگیا اور تلمیذ حضرت شوق نیموی کے شاگرد ہوئے۔ اور چند سال تک ان سے اصلاح لیتے رہے۔ جب بعض عوارض کے سبب سے جناب مائل دماغی محنت سے مجبور ہوئے تو مرحوم ضیا اپنے استاذ الاساتذہ مولانا شوق نیموی کو اپنا کلام دکھانے لگے۔ طبیعت ایسی موزون خداداد پائی تھی کہ بہت جلد ایسی حیرت انگیز ترقی کی کہ اساتذہ فن بھی قدر کی نگاہ سے دیکھنے لگے جو شعر کہتے درد انگیز و معانی خیز ہوتا جو غزل لکھتے اس میں سلاست فصاحت کوٹ کوٹ کے بھری ہوتی جس بزم مشاعرہ میں شریک ہوتے اپنے کلام کی روشنی سے اسکو چمکا دیتے جسکو اپنی غزل سناتے بے چین بنا دیتے۔ پٹنہ اور صاحبگنج گیا کے مشاعروں میں اکثر انکی شرکت رہی

لکھنؤ گئے وہاں بھی اپنا رنگ جما دیا۔ ہمیشہ آزادی کے ساتھ بسر کرتے رہے۔ کچھ دنوں تک فقیرانہ وضع اختیار کی گیروا لباس پہنتے رہے۔ شادی بھی نہیں ہونے پائی تھی کہ بادِ اجل کا وہ سخت جھونکا چلا کہ مرحوم کی شمع حیات یکایک گل ہو گئی۔ سارا گھر اندھیرا ہو گیا ۷ محرم سنہ ۱۳۱۹ھ کو ہیضہ کیا اور آٹھویں محرم کو بعد طلوع فجر بیس اکیس برس کے سن میں انتقال کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ○ اپنے مکان سے پچھم جانب ربع میل کے فاصلے پر پیر فجو کے مقبرے میں مدفون ہوئے ؎ ملے خاک میں نوجوان کیسے کیسے ٭ زمیں کھا گئی آسمان کیسے کیسے ٭ مرحوم ضیا جیسے خوش فکر و خوش گو تھے اسی طرح خوش رو خوش وضع جامہ زیب بھی تھے۔ مرحوم کا یہ مقطع جب یاد آتا ہے دل تڑپا دیتا ہے ؎ ضیا تیرے لاشے پہ کرتی ہے ماتم ٭ تری جامہ زیبی تری وضعداری ٭ مرحوم نے مرنے کے کچھ قبل ایک لاجواب مطلع کہا ہے جو غالباً اُن کی آخری نظم ہے بیاض پر یا کسی پرچے پر بھی نقل کرنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ اپنے احباب کو سنایا تھا جنکے دل میں نقش کالحجر ہو رہا ہے ؎ اک ٹیس جگر میں اٹھتی ہے اک درد سا دل میں ہوتا ہے ہم راتوں کو رویا کرتے ہیں جب سارا عالم سوتا ہے ٭ مرحوم کا کلیات قدرشناسانِ سخن کی قدردانی سے چھپکر آج ہدیہ ناظرین ہوتا ہے۔ ٭ ع

رنگ خود بول اٹھے گا کہ یہ مال اچھا ہے

قطعہ تاریخ طبع

چھپ گیا فضلِ حق سے یہ دیوان	جس سے روشن رہیگا نام ضیا
چمک اٹھا غنی یہ مصرعِ سال	مطلعِ نور ہے کلامِ ضیا ۱۳۲۲ھ

تمّت

شکریہ

ہم اون قدردانان سخن و ہمدردان قوم کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہین جنھون نے اس دیوان کے
چھپنے مین اپنی ہمدردی کے ساتھ اعانت فرمائی ہے۔ منشی علی حسن صاحب خوشنویس ساکن شہر پٹنہ
محلہ شاہ کی املی نے اسکی تمام کاپیان نہایت کم اجرت کتابت پر لکھدین۔ اور جناب مولوی محمد عبد القادر
صاحب مالک احسن المطابع نے چھ جزو تک زرچندہ سے بکفایت تمام اور آخر کے ڈھائی جزو
جناب ظہور خان صاحب سوداگر مالک ظہور پریس نے بلا اجرت چھاپ دئے اور حضرات
ذیل نے زر نقد سے مدد فرما کر اپنی قدردانی و ہمدردی کا نمونہ دکھا کر تمام شائقین دیوان ضیا مرحوم
کو ممنون فرمایا۔

جناب نواب سید حافظ احمد رضا خان صاحب سکندر نواز جنگ بہادر رئیس پٹنہ

جناب خان بہادر مولوی سید خیرات احمد صاحب وکیل گیا

جناب مولوی غلام صمدانی مرحوم متخلص بہ صمد سررشتہ دار عدالت ججی گیا

جناب سید عبد السبحان صاحب نائل عظیم آبادی

جناب منشی محمد ظہور احسن صاحب ہموی

جناب منشی خدا بخش صاحب طالب ملتانی

جناب منشی معز الدین احمد صاحب تقصیر سب انسپکٹر ساکن پورنیہ

جناب منشی امیر الدین احمد صاحب تسطیر ساکن پورنیہ

جناب حکیم محمد جان مرحوم عظیم آبادی

جناب مرزا وزیر جان صاحب برادر اعظم مصنف دیوان

الراقم

خادم الحفاظ محمد عبد الغنی ساکن پٹنہ محلہ شاہ کی املی